

17/2/75

سلسلہ تصانیف مشائخ

5/c

شاہ ولی اللہ دہلوی کے سیاسی مکتوبات

از

خلیق احمد نظامی

ایم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی

لیکچرار شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

(جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں)

قیمت روپے

جناب پروفیسر محمد حبیب صاحب
بی۔ اے۔ (آنکسن) بار ایسٹ لا
صدر شعبہ سیاسیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

کی

خدمت میں



ALLAMA IQBAL LIBRARY



35344

”سلسلہ تصانیف مشائخ“

دیباچہ

ہندوستان کے صوفیاء اور مشائخ کی تصانیف اور حالات کے مطالعہ کا شوق وادار مرحوم جناب مولوی فرید احمد صاحب فطامی کی صحبت میں پیدا ہوا اور جناب پروفیسر محمد حبیب صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی رہبری میں بڑھا۔ آج سے آٹھ دس سال قبل یہ طے کیا تھا کہ ”سلسلہ مشائخ ہند“ کے عنوان سے ہندوستان کے اولیاء کرام کے حالات معبراخذ کی روشنی میں پیش کیے جائیں اور ان کی تصانیف کو صحت کے ساتھ شائع کیا جائے۔ کہ ہندوستان کی تمدنی تاریخ کا ایک اہم باب ان کی حیات طیبہ سے وابستہ ہے۔ کئی سال کے بعد ”مشائخ چشت“ (متاخرین) کی پہلی جلد حضرت شاہ کلیم اللہ دہلویؒ سے حضرت خواجہ بخش تونسویؒ تک اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی سوانح تیار ہوئی۔ ۱۹۷۹ء میں جب کہ ان کتابوں کو طباعت کے لیے ایک ادارہ کے سپرد کر دینے والا تھا، تقسیم ہند نے ملک کی ساری فضایل دی۔ اور حالات ایسے ناسازگار ہو گئے کہ اشاعت و طباعت کی ساری

ب

گفتگو بے محل معلوم ہونے لگی۔ اسی مدت میں دو اور کتابیں یعنی خیر المجالس و ملفوظات حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ اور مسرور الصدوقہ (ملفوظات حضرت شیخ فرید الدین محمود بن شیخ حمید الدین سوالی ناگوری خلیفہ حضرت خواجہ بنین الدین چشتیؒ) ایڈٹ کرنے کا موقع مل گیا۔ اب یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس میں کس کتاب کو پہلے شائع کرنے کا بندوبست کروں کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مکتوبات کا ایک نادر مجموعہ دستیاب ہوا۔ دل نے فیصلہ کیا کہ اسی کے انتخاب سے اس سلسلہ کا آغاز کیا جائے۔ حالات نے مساعدت کی تو انشاء اللہ بقیہ کتابیں بھی ایک ایک کر کے ہدیہ ناظرین کر دی جائیں گی۔

ان مکتوبات کی ترتیب سے متعلق بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ مقدمہ میں عموماً اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ مختصر سے مختصر راہ سے ناظرین کو مکتوبات تک پہنچایا جائے۔ اس کے بعد جن جن پہلوؤں کی مزید تفصیلات درکار ہوں ان کو ضمیمہ جات میں دیکھا جائے۔ اٹھارویں صدی میں ہندوستان کی سیاست پر ایک تفصیلی ضمیمہ مرتب کیا تھا لیکن کتاب کا حجم بڑھ جانے کے باعث اس کو حذف کرنا پڑا۔ میں نے اپنی بساط برابر کوشش کی ہے کہ ان مکتوبات کے تمام تاریخی اشارات کی وضاحت حواشی میں کر دی جائے۔ پھر بھی بہت سے نقائص رہ گئے ہیں اور مجھے ان کا احساس ہے۔

مجھے جناب پروفیسر محمد حبیب صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے کہ انہوں نے اپنی انتہائی مصروفیت کے باوجود اس کتاب کا مسودہ خط

فرمایا اور تعارف لکھ کر کتاب کی افادیت میں اضافہ کیا اور میری عزت افزائی فرمائی
 میں جناب شیخ عبدالرشید صاحب کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے شروع سے
 آخر تک اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لیا۔ اور تقریب لکھ کر ذرہ نوازی فرمائی۔
 علاوہ ازیں میں ڈاکٹر آر پی۔ تریپاٹھی داس چانسلر ساگر یونیورسٹی کا بھی ممنون ہوں
 کہ انہوں نے ان مکتوبات کی اشاعت میں دل چسپی لی اور مفید مشورے دیئے۔ یہ
 کتاب شاید اس قدر جلد شائع نہ ہو سکتی اگر جناب ماموں مولانا نسیم احمد صاحب فریدی
 کی امداد اور رہبری شامل حال نہ ہوتی۔ انہوں نے کتابت کی تسخیر اور مکتوبات کے
 ترجمہ میں میرا ہاتھ بٹایا۔

خلیق احمد نظامی

نفیس منزل۔ بدر باغ
 مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ
 ۲۵ دسمبر ۱۹۵۰ء

فہرست مضامین

(۱) تعارف

(ب) تقریب

(س) مقدمہ

۲۔ مکتوبات فارسی اردو ترجمہ

۹۳-۹۴	۴۱-۴۴	(۱) مکتوب اول۔ بجانب بادشاہ دوزیر و امراء
۹۷-۱۱۳	۴۵-۵۸	(۲) مکتوب دوم۔ بنام شاہیہ (احمد شاہ ابدالی)
۱۱۵	۵۸	(۳) مکتوب سویم۔ بجانب نجیب الدولہ
۱۱۶	۵۹	(۴) مکتوب چہارم۔ " "
۱۱۷	۶۰	(۵) مکتوب پنجم۔ " "
۱۱۸-۱۱۹	۶۱-۶۲	(۶) مکتوب ششم۔ " "
۱۲۰-۱۲۲	۶۳-۶۴	(۷) مکتوب ہفتم۔ " "
۱۲۳-۱۲۴	۶۵-۶۶	(۸) مکتوب ہشتم۔ " "
۱۲۵	۶۷	(۹) مکتوب نہم۔ " "

اردو ترجمہ	فارسی	
۱۲۶-۱۲۸	۶۸-۶۹	(۱۰) مکتوب دہم - بجانب نجیب الدولہ
۱۲۹-۱۳۰	۷۰-۷۱	(۱۱) مکتوب یازدہم بنام شیخ محمد عاشق ^۷
۱۳۱	۷۲	(۱۲) مکتوب دوازدہم - " "
۱۳۲-۱۳۳	۷۳	(۱۳) مکتوب سیزدہم " "
۱۳۴-۱۳۵	۷۴	(۱۴) مکتوب چار دہم " "
۱۳۶-۱۳۷	۷۵	(۱۵) مکتوب پانزدہم " "
۱۳۸	۷۶	(۱۶) مکتوب شانزدہم - " "
۱۳۹	۷۷	(۱۷) مکتوب ہفست دہم - " "
۱۴۰	۷۸	(۱۸) مکتوب ہشت دہم - " "
۱۴۱	۷۹	(۱۹) مکتوب نواز دہم - بجانب سید احمد روہیلہ
۱۴۲-۱۴۳	۸۰-۸۱	(۲۰) مکتوب بستم - بنام وزیر الممالک آصف جاہ
۱۴۴-۱۴۵	۸۲	(۲۱) مکتوب بست دیکم " " "
۱۴۶-۱۴۷	۸۳-۸۴	(۲۲) مکتوب بست و ددم " " "
۱۴۸-۱۴۹	۸۵-۸۶	(۲۳) مکتوب مکتوب بست و سوم - بطرف تاج محمد خان ^۸
۱۵۰-۱۵۱	۸۷	(۲۴) مکتوب بست و چارم - نواب محمد الدولہ بہادر
۱۵۲	۸۸	(۲۵) مکتوب بست و پنجم - نواب عبداللہ خان کشمیری
۱۵۳	۸۹	(۲۶) مکتوب بست و ششم - بطرف حافظ جبار اللہ پنجاہی

۹۱ - ۱۵۳

۳۔ ترجمہ مکتوبات

۱۵۵۔

۴۔ حواشی

۱۷۹۔

۵۔ ضمیمہ جات

۱) شاہ ولی اللہ کی سوانح اور تصانیف ۱۸۵-۱۷۹

۲) شاہ ولی اللہ کے ہم عصر سلاطین مغلیہ ۱۸۷

۳) احمد شاہ ابدالی - سوانح ۱۹۲-۱۸۸

۴) احمد شاہ ابدالی کے حملہ ہندوستان پر - ۱۹۸-۱۹۳

۵) نجیب الدولہ - سوانح ۲۰۳-۱۹۹

۶) نواب محمد الدولہ ۲۰۴-۲۰۳

۷) مولانا سید احمد روہیلہ ۲۰۹-۲۰۷

۸) کتابیں جن کے حوالہ درج ہیں - ۲۱۲-۲۱۰



تعارف

ذات جناب پروفیسر محمد حبیب صاحب بی اے (آکسن) بار ایٹ لا۔

صدر شعبہ سیاسیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

میرے نوجوان رفیق کار خلیق احمد صاحب نظامی نے ہند کے قرون وسطیٰ کی تاریخ اور اس کے لٹریچر کا جس گہرے اہٹاک اور ذہنی یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اس سے میں نے مستقبل کی بڑی امیدیں وابستہ کی ہیں۔ کامل غیر جانبداری اور ناقدانہ تحقیق ان کی علمی کاوشوں کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ ان کی مساعی کا واحد مقصد یہ ہے کہ تاریخ کے تاریک گوشوں کو روشنی میں لایا جائے اور جو چیزیں منصفہ شہود پر نہیں آئی ہیں انکو پیش کیا جائے۔ موجودہ تالیف ان کے اس انداز تلاش و تحقیق کی ایک اچھی مثال ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو متفقہ طور پر اٹھارویں صدی کا سب سے ممتاز عالم اور صوفی تسلیم کیا جاتا ہے۔ ہمارے عہد کے بعض اہل علم خصوصاً مولانا خلیل احمد صاحب علی گڑھ اور مولانا عبید اللہ صاحب سندھی شاہ صاحب کی تصانیف کے مطالعے اور مدوح کی اخلاقی و مذہبی تعلیمات کی تشریح کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں۔ اب نظامی صاحب نے ملک کے سامنے شاہ صاحب کی سیاسی آراء و سیاسی رد عمل کے متعلق پہلی بار نہایت قیمتی مواد پیش کیا ہے۔ دہلی، ہندوستان کے تمام شہروں میں سب سے زیادہ با عظمت اور اسی کے ساتھ سب سے

بڑھ کر قسمت شہر رہا ہے۔ اس کی بنا سلطان شمس الدین ایلتمش کے ہاتھوں پڑی۔ اور سلطان علاء الدین نے اس کو پروان چڑھایا۔ یہاں تک کہ فارغ اسماعیلی کا یہ حال ہو گیا کہ دبقول شیخ نصیر الدین چولغا (دہلی) معمولی فقیروں کے پاس ایک چھوڑا دو دو لمبات ہوتے تھے۔ اس محبوب شہر کی تعریف میں امیر خسرو اور عصامی کے نغمے آج تک دنیا کے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ بلکہ عصامی نے تو ہر موسم میں دہلی کی آب و ہوا کے معتدل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ع ب ہر پارہ فعلش ہوا مقتول۔ آخر ۹۸۹ء میں تیمور کے حملہ کا سیلاب آیا جس نے دہلی کو کھنڈوں کا ڈھیر بنا دیا۔

لیکن دہلی کے مقدریں بگڑ کر پھر بناتھا۔ اور اگرچہ آگرہ اس کا مقابل تھا مگر شاہان مغلیہ کے عہد میں دہلی کی گئی ہوئی شان و شوکت پھر واپس آ گئی جب سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا تو دہلی بے سہارے رہ گئی۔ اگرچہ اس کی ظاہری شان میں چنداں فرق نہ آیا۔ بہادر شاہ اول کی وفات سے یکسر برطانوی حکومت کے قیام تک اہل دہلی کو جن مسلسل اور ہولناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کے مقابلہ میں تیمور کا قتل عام کچھ بھی نہ تھا محلات میں ریشہ دوانیاں ہو رہی تھیں اور چاروں طرف خانہ جنگی پھیلی ہوئی تھی کہ نادر شاہ کا حملہ ہو گیا۔ اس حملہ نے دہلی کی یہی سہی شان بھی خاک میں ملا دی۔ ان حالات میں جب شاہ ولی اللہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی سے یہ اپیل کی —

بخدا می پناہم از انکہ بدستور نادر شاہ

را بعمل آید کہ مسلمانان راز بروز بر ساخت

و مرہٹہ و جٹ و ساسلم و غانم گذاشت

رفت، ازاں باز دولت کفار قوت یافت

و جنود اسلام از ہم پاشید و سلطنت و جہلی

بمنزلہ لعوب صبیان گشت " ص ۵۲

تو حقیقت میں وہ دہلی کے تمام باشندوں کے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے۔

نادر شاہ کے حملہ کے بعد جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے: "از سلطنت
بجز نام باقی نماند۔" اہل دہلی اور باشندگان ہند، مرہٹوں سکھوں اور چاقوں کا تسلط
ضرر گوارا کر لیتے بشرطیکہ مثل فاتحوں کا طرح ان کے سامنے کوئی تعمیری اسکیم ہوتی۔ مگر
وہ نہ تو سلطنت مغلیہ کا احیاء کر سکتے تھے نہ اس کے عوض میں کوئی ایسی ہی عمدہ کل ہند
حکومت قائم کر سکتے تھے۔ اور معاصرین نے اس حقیقت کو خوب سمجھ لیا تھا۔

میں اسے ضروری نہیں سمجھتا کہ ان خیالات کو پھر دہرائوں جو نظامی صاحب نے
اس قدر مزاحمت سے اپنے مقدمے میں پیش کئے ہیں۔ شاہ صاحب نے احمد شاہ
ابدالی کو بالکل صحیح اطلاع دی تھی کہ ان قوتوں میں سے کوئی بھی "عوام" کی نماندہ نہیں
اور یہ کہ ان میں سے کسی میں یہ دم نہیں کہ ایک زبردست حملے کی تاب لاسکے۔

حالات بالائیں یہ ناگزیر تھا کہ اس عہد کا ایک فاضل جو قرون وسطیٰ کی اسلامی تہذیب
کا حامل تھا "قدیم حقائق" کے نام پر اپیل کرے اور نیز احمد شاہ ابدالی اور عجیب الدلہ

کہ ان قدیم عقائد کی کا از سر نو زندہ کرنے والا تصور کرے۔ ان دونوں لہجوں کی قابلیت اور خلعت سے انکار کرنا غیر ممکن ہے۔ لیکن ہندوستان کا نبات و ہندو بتان دونوں میں سے کسی کی قسمت میں نہ تھا۔

میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صرف میرا خیال ہی ہے یا واقعی شاہ صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ اس وقت ایک اہم انقلاب ضروری تھا!

جن زمانہ میں یہ خطوط لکھے جا رہے تھے انگلستان واضح طور پر ایک صنعتی انقلاب کی راہ پر گامزن تھا۔ سرمایہ داری تیزی کے ساتھ بڑھتی آرہی تھی اور دوزبردست انقلاب دامر کیا اور فرانسیسی، جو مغربی دنیا کا ڈھانچہ بدل دینے والے تھے چند سال کے عرصے میں ردنا ہونے کو تھے۔ یورپ کے مزدور طبقے کی مشکلات جو کچھ بھی رہی ہوں تاہم یہ حقیقت ہے کہ اصول تنظیم اور نظریہ ملی سائنس میں یورپ ایشیا سے بازی لے گیا تھا۔ اب جنگ میں محض نظم و ترتیب اور جہات و کاروبار نہ تھی بلکہ سائنس اور صنعت کا سوال تھا، جیسا کہ نیپولین کے مقابلہ میں انگریزوں کی فتح سے ظاہر ہے۔

نظامی صاحب نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ پانی پت کی تیسری جنگ نے پلاسی کے فاتحوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا عقلاً اس چیز کا جواز بھی نکلتا ہے۔ یہ بالکل ترین قیاس ہے کہ ہندوستان بھی چین کی طرح بیرونی تسلط سے بچتے ہوئے عصر نو کا خیر مقدم کرتا، تاکہ اس کی قومی تاریخ کا تسلسل برقرار رہتا۔ یہاں وہ نقطہ نظر ہے جس نے شاہ

ولی اللہ کے سیاسی افکار کی قدر و قیمت بہت کچھ بڑھادی ہے اور جس کا نظامی صاحب
 نے نہایت دقیقہ رسی سے تجزیہ کیا ہے۔ درحقیقت شاہ صاحب "سماجی تحفظ" کے
 حامی تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہند کے شاندار ماضی کی روشنی میں ملک کے سیاسی
 اداروں کو از سر نو زندہ کیا جائے۔

محمد حبیب

تقریب

(از جناب شیخ عبدالرشید صاحب ام۔ ال۔ ال۔ بی)

صدر شعبہ تارتخ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

سماج میں جب کوئی زبردست تبدیلی پیدا ہونے والی ہوتی ہے تو خواہ وہ سیاست اور انسانی تعلقات کے حدود میں ہو یا اقتصادیات اور تہذیب کے شعبے میں اس کا عکس سب سے پہلے حساس اور بیدار ذہنوں میں نظر آتا ہے۔ اور جسے تھلکہ کہتے ہیں وہ بعد میں رونما ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اسی زمرے میں ہیں۔ ان کی عرفان بصیرت کے سامنے وہ تمام فتنے بے حجاب تھے جنہوں نے کچھ عرصے بعد مغلوں کی سلطنت کو پارہ پارہ اور مسلمانوں کی معاشرت کو زیر و زبر کر دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی زندگی کا مقصد کیا تھا ان کی شخصیت میں کون سے عناصر تھے اور وہ مسلمانوں کو کس خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے تھے یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوال ہیں جن پر مسلمانوں کو غور کرنا چاہیے۔ واقعہ یہ ہے کہ شاہ صاحب کے متعلق ہماری واقفیت جوں جوں بڑھتی جائے گی اتنا ہی یہ احساس تیز ہوتا جائے گا کہ شاہ صاحب کا زمانہ بڑی اہمیت اور قدر و قیمت کا حامل ہے۔

خلیق احمد صاحب نظامی نے شاہ ولی اللہ صاحب کے خطوط کا یہ مجموعہ مرتب

کر کے ایک زبردست خدمت انجام دی ہے۔ یہ مجموعہ مسلمانوں کی ذہنی اور روحانی تالیف کو سمجھنے میں بہت مفید ثابت ہو گا کیونکہ اس کے درجہ و درجہ میں وہ درد اور وہ گداز ہے جو شاہ صاحب کے رگ دپے میں جاری و ساری تھا۔ ان خطوں سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ صاحب آنے والی تباہی کو بہت قریب سے دیکھ رہے تھے۔ چینوں کے یہاں ایک مخصوص علامت ہے جس کا ایک پہلو ”خطرہ“ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور دوسرا ”امکان“ کو ظاہر کرتا ہے۔ شاہ صاحب کی حیثیت اٹھارویں صدی کے ہندوستان میں بالکل اسی علامت کی سی تھی۔ وہ ایک طرف آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے تھے دوسری طرف نئے امکانات اور بیماریوں کے علاج کا پتہ دیتے تھے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے کارنامہ کی قدر قیمت کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ اٹھارویں صدی میں مسلمانوں کی سیاسی سماجی، اقتصادی اور ذہنی حالت پر نظر رکھی جائے۔ عام طور پر مشہور یہ ہے کہ مسلمانوں کا ضعف، ان کی تہذیب کا زوال، مردہ پرستی، اخلاقی جمود اور زندگی کے حقائق سے فرار، نتیجہ تھا سلطنت مغلیہ کے زوال اور اس کے اقتدار کے خاتمہ کا۔ لیکن واقعہ اس کے برعکس ہے۔ دراصل مغلوں کی قوت اور حکومت کا زوال نتیجہ تھا مسلمانوں کے زوال اور انتشار کا۔ تن آسانی اور تفریح نے مسلمانوں کی روح کو مضمحل کر دیا تھا۔ تہذیبی زوال کو رد کرنے کے لئے جو عناصر ابھرے تھے وہ خود ان اثرات کے ماتحت، نیز اقتصادی اور نفسیاتی ابتری کے باعث کمزور پڑ گئے تھے۔ جن لوگوں میں عمل کا حوصلہ تھا وہ فساد کے قائل ہو گئے تھے اور عیش امروزی

کانعزہ لگا کر خدا سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ اور دوسری طرف جن لوگوں میں عمل کا
 فوق نہیں تھا وہ نئے حالات سے ہار مانتے جا رہے تھے اور ان کی مہولیت اور
 اخلاقی کمزوری، زوال کی رفتار کو تیز کرتی جا رہی تھی۔ یہ لوگ گزرے ہوئے زمانہ ہو
 شرمندہ اور آنے والے زمانہ سے ناامید تھے۔ خلقائے راشدین کی سیرت
 اور ان کے کارنامے، ان کی بے سودا اور بے مصرت زندگی میں گرمی یا روشنی پیدا کرنے
 سے معذور تھے۔ یہ سب پرانی تہذیب کا خستہ لبادہ اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے اور
 افسانوی شتر مرغ کی طرح انہوں نے اپنے سروں کو منلیہ سلطنت کی غفلت کے نیگ
 میں چھپا رکھا تھا۔

شاہ ولی اللہ نے اس ماحول میں اعلان کیا: ”مجھے خدا نے یہ شرف بخشا
 ہے کہ میں اس زمانہ کا مجدد و مجدد اور قطب ہوں۔ مجدد کے منصب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ
 شریعت کے قوانین کی توجیہ و تفسیر کو سنت کے مطابق کرے اور اس میں قیاس کو ہرگز
 دخل نہ دے اور تعلیمات اور نظریات کو پیش کرتے وقت صحابہ اور تابعین کے افعال و اعمال
 کو سامنے رکھے۔ وہیت سے مراد یہ ہے کہ دین کے ان قوانین کو جو بتاتے ہیں کہ حلال
 کیا ہے اور حرام کیا ہے، رسول کے اسوہ حسنہ اور ان کے ارشادات کی روشنی میں ترتیب دے۔
 قطب وہ ہے جو خدا کی مرضی کو موجودہ حالات اور ضروریات میں بنی نوع انسان پر ظاہر کر دے
 اگر خدا نے چاہا تو میری کوششوں سے مسلمانوں میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جائے گی“
 شاہ صاحب نے مسلمانوں کو جگانے کی کوشش کی۔ ان کے لیے ایک نظام عمل

مرتب کیا کہ اگر اس کی پیروی کی جاتی تو ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک نیا باب کھل جاتا اور اجتماعی زندگی کو تقویت حاصل ہو جاتی۔ مگر اس نسل نے شاہ صاحب کی اس بروقت تنبیہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور اپنی غفلت کی سزا پائی۔

شاہ صاحب کو مغلوں کی حکومت کے سنبھل جانے کی کوئی امید نہ تھی نہ یہ اُن کی خواہش تھی اور نہ وہ اسے پسند کرتے تھے، ہاں البتہ وہ اس کے زوال کو اس وقت تک کے لیے روک دینا چاہتے تھے۔ جب تک اس کا کوئی نعم البدل نہ مل جاتے ان کے خیال میں نظام حکومت کا بہترین نمونہ خلافت راشدہ تھی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اس قسم کی حکومت ہندوستان میں قائم ہو جائے تاکہ لوگوں میں اتحاد اور اتفاق ہو اور وہ خوشی اور فارغ البالی کی طرف قدم بڑھائیں۔

خلیق احمد صاحب نظامی نے یہ خطوط ایک بڑے مجموعہ سے منتخب کئے ہیں۔ ان مضبوط کی دلچسپی اور افادیت یہ ہے کہ ان میں شاہ صاحب نے اپنے زمانہ کی سیاسی حالت کا تجزیہ اور مطالعہ بڑی گہری نظر سے کیا ہے اور مغلوں کے زوال، اُن کی معاشرت کی خرابیوں اور ملک کے اقتصادی بحران پر مدلل بحث کی ہے۔

شاہ صاحب کی زندگی اور ان کی تعلیمات کو سمجھنے اور حالات کے مطابق سمجھانے کی ضرورت جس قدر آج ہے، اتنی شاید کبھی نہ ہوگی اور ہیں خلیق احمد صاحب نظامی کا مہنہ ہونا چاہیے کہ انہوں نے موجودہ نسل کی اس ضرورت کو پورا کیا ہے۔

شیخ عبدالرشید

مقدمہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے جب آنکھ کھولی تو سلطنتِ مغلیہ کا آفتاب لبِ بامِ آچکا تھا، معاشرہ اور سیاست کا پُرفا نظام منہدم ہو رہا تھا زندگی کے ہر شعبہ میں زوال و انحطاط کے اثرات نہایت مُعرّت کے ساتھ کام کر رہے تھے، سارا نظام کھوکھلا ہو چکا تھا، اور اخلاقی قدروں کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی تھی، مرکز کے کمزور ہو جانے کے باعث ساری سلطنت میں ابتری بد نظمی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی، شاہ جہاں اور اوزنگ زیب کی دہلی اپنی عظمتِ دیرینہ کو خیر باد کہہ چکی تھی۔ ہندوستان کا یہ قلب و جگر جس کی عظمت و شوکت کے ترانے کبھی اس طرح گائے گئے تھے۔

حضرت دہلی کشفِ دین و داد	جنتِ عدن است کہ آباد باد
ہست چو ذاتِ ارم اندر صفات	حرسہا اللہ عن الحادثات
ملک زرد ازاۃ اوستج یاب	سبزہ دروازہ و صد فتح یاب
نام بلندش رہ بالا گرفت	تا بہ ختن شد رہ مغنما گرفت

گرشنود قصہ ابن بوستان
(امیر خسرو)

مکہ شود طائف ہندوستان

اس وقت "بمنزلہ لبیب بیان" تھا۔ دکن سے جو طوفان اٹھنا تھا وہ لال قلعہ سے اُگر کر آنا تھا پنجاب سے جو اندھی اٹھتی تھی اُس کے زلزلے دہلی میں محسوس ہوتے تھے۔ جاٹوں کا جو ہنگامہ برپا ہوتا تھا اُس کی جولان گاہ یہ ہی بدبخت شہر بنتا تھا، اُمرار کی شہلائے چابوں کی بساط قلعہ محل ہی کے اندر بچتی تھی، دہلی کے وہ باشندے جنہوں نے شاہجہاں اور اورنگ زیب کے عہد میں امن و چین کے ساتھ زندگی بسر کی تھی ان پریم ہنگامہ آرائیوں سے تنگ آگئے تھے، ان کو اپنی عزت و ناموس کا بچانا محال نظر آتا تھا، زمین و آسمان کا بدلہ ہوا رنگ دیکھ کر اُن پر بدحواسی، ایووسی، وحشت، اُکم تہمتی، اور خود فراموشی کے وہ ہیبت انگیز اثرات طاری تھے جنہوں نے ساری قوم کو بے کار اور مفلوج کر دیا تھا۔

بادشاہ ہنگامہ سہ ناؤ نوش میں مدہوش اور عیش و عشرت میں غرق تھے۔ اُن کے چاروں طرف اُمرار کی سازشوں کا ہولناک جال بچھا ہوا تھا۔ صوبوں میں خود مختاریاں اور نو ابیاں قائم ہو رہی تھیں، سامان ملک سیاسی بزدلانی اور کشش اکش کا بازیچہ بن گیا تھا، پارٹی بندی کے مسموم اثرات محلات سے گزر کر عوام کی زندگی میں تلخی پیدا کر رہے تھے !
فوج میں ابتری پھیل گئی تھی، دیانتی، غداری، حکم عدولی اور بغاوت نے

عسکری نظام کو تباہ کر دیا تھا۔ فوج اس قابل نہ رہی تھی کہ وہ ملک کے سرکش
غناصر کا استیصال کر سکے۔ مجبوراً بادشاہوں کو اپنے دشمنوں سے صلح خریدنی
پڑتی تھی اور اس طرح سلطنت مغلیہ کا اقتدار دن بدن کم ہوتا جاتا تھا۔

اقتصادی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی، صوبہ داروں کے قائم ہو جانے
کے باعث آمدنی کے اصلی ذرائع ختم ہو چکے تھے جو علاقے باقی رہ گئے تھے، وہ جاگیرداروں
اور منصب داروں کے قبضہ میں آ گئے

سلطنت شاہ عالم

ازدہلی تا پالم

کا نقشہ تھا۔ خالصہ کا علاقہ کم ہو جانے کے باعث بادشاہوں کی حالت گدا گردوں
سے بدتر تھی۔^{۱۹}

مرہٹے، سکھ، جاٹ، روہیلے، سب میں ملک گیری کی ہوس
پیدا ہو گئی تھی، ملک کے گوشہ گوشہ میں باغیانہ قوتیں کام کر رہی تھیں، لوٹ مار
اوتار و غارت گری کا بازار گرم تھا اور شاہانِ مغلیہ کا تاج طوفانی موجوں
کے ہموں میں کھلونا بنا ہوا تھا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے دل و دماغ پر ان حالات کا جو اثر ہوا اس کا

۱۹۔ اس زمانہ میں شہزادوں کو تین تین دن کے فاقے کرنے پڑے ہیں۔ ملاحظہ ہو تاریخ عالمگیری
دہلی، ص ۱۹۰
نیز Fall of the Mughal Empire Vol. II, P. 36-37

اندازہ تو اُن کے اس شعر سے ہوتا ہے ۵

کاتَّ بخومًا او مضت فی الغیاب

عیون الآقاعی اور عین العقارب

تاریکیوں میں جو ستارے چمک رہے ہیں، مجھے ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ یہ ناگوں کی آنکھیں ہیں یا پھپھوؤں کے سر ہیں (

لیکن یا یوسی اور قنوطیت کو انھوں نے پاس نہ آنے دیا، بلکہ حقیقت یہ ہے

کہ طوفان کے ہر تھپیڑے نے اُن کے مرکبِ بہت کے لئے مہینہ کا کام کیا۔

انھوں نے حالاتِ گرد و پیش کا جائزہ پوری سیاسی بصیرت کے ساتھ لیا

زوال و انحطاط کے ایک ایک سبب پر غور کیا۔ ہندوستان کے بسنے والوں

کی عام حالت کا اندازہ لگایا۔ اُمراء و سلاطین کی انفرادی صلاحیتوں کو پرکھا

اور پھر اپنے اصلاحی پروگرام کا خاکہ تیار کیا وہ زندگی کے اُن تمام گوشوں سے

واقف تھے جن میں اصلاح کی ضرورت تھی۔ تفہیمات میں فرماتے ہیں۔

”ملا رعلیٰ کی طرف سے اصلاحی مطالبات کا اس زمانہ میں جن

جن امور کے متعلق تقاضا ہو رہا ہے اس کا ایک طویل باب ہے“

اُن کا اعتقاد تھا کہ یہ ”اصلاحی مطالبات اُن ہی کے ذریعہ سے پورے

ہوں گے۔ چنانچہ قبوض الحزمین میں ارشاد ہوتا ہے۔

”رأیتنی فی المنام قاصدا للزمان اعنی بذلک

اِنَّ اللّٰهَ اِذَا ارَادَ شَيْئًا مِّنْ نِّظَامِ الْخَيْرِ جَعَلْنِيْ كَالْحَجَّارِ

لانتمام مراد کا " ص ۸۹

"میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں قائم الزمان ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب بھلائی اور خیر کے کسی نظام کو قائم فرما چاہتا ہے تو مجھے اس مقصد کی تعمیل کے لئے گویا ایک آلہ یا واسطہ بنا لیتا ہے۔

زوال کے اسباب شاہ صاحب کی نظر میں

شاہ صاحب نے "سلم سوسائٹی" اور سلطنتِ مغلیہ کے زوال و انحطاط کے اسباب علیحدہ علیحدہ متعین کئے تھے۔ ان کی تفصیلات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ان دونوں کے متعلق ان کے خیالات کا پتہ چل سکتا ہے، سلم سوسائٹی کے زوال کا سبب ان کے خیال میں مذہبی شعار سے بے اعتنائی، اور علوم و دینیہ سے بے تعلقی تھی۔ سلطنتِ مغلیہ کے زوال کا سبب انھوں نے اقتصادی انحطاط کو قرار دیا تھا، اس ہی کے باعث تمام سیاسی انتشار اور بد نظمیاں پیدا ہوتی تھیں۔ فرماتے ہیں کہ جس سوسائٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں، نہ وہاں عدل و انصاف قائم ہو سکتا ہے اور نہ مذہب اپنا اچھا اثر ڈال سکتا ہے۔

۱۔ محفوں نے مسلم سوسائٹی کے ہر طبقہ سے خطاب کے اس کی بے راہروی
 پر اس کو متنبہ کیا۔ تعزیمات کا وہ حصہ خاص طور سے مطالعہ کے قابل ہے
 جس میں محفوں نے مسلم سوسائٹی کے ایک ایک گروہ کو نام بنام مخاطب کیا ہے
 اور اس کے نقائص بیان کئے ہیں جہاں تک معاشی خرابیوں کا تعلق ہے اس میں
 تقریباً ہر طبقہ کو یکساں گرفتار پایا ہے، امیروں سے خطاب کرتے ہیں،
 "اے امیرو! دیکھو! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ دنیا کی فانی لذتوں میں
 تم ڈوبے جا رہے ہو اور جن لوگوں کی نگرانی تمہارے سپرد ہوئی ہے
 ان کو تم نے چھوڑ دیا ہے تاکہ ان میں بعض بعض کو کھانے اور نکلنے ہیں۔
 تمہاری ساری ذہنی قوتیں اس پر صرف ہو رہی ہیں کہ لذیذ کھانوں کی
 قسمیں پکواتے رہو اور نرم و گداز جسم والی عورتوں سے لطف اٹھاتے
 رہو، ماچھے کپڑوں اور اونچے مکانات کے سوا تمہاری توجہ کسی طرف
 منحطف نہیں ہوتی۔"

سیاحیوں سے کہتے ہیں:

"تم خدا کی راہ اپنے خرچ میں اختیار کرو اور محض اتنی دقت بردار
 قناعت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ جو آسانی تمہیں آخری زندگی کے
 نتائج تک پہنچا دے۔۔۔۔۔" دیکھو! پنشن خرچ کو اپنی آمدنی سے کم رکھا کرو،
 پھر جو بچ جایا کرے اس سے مسافروں کی مسکینوں کی مدد کیا کرو۔ اور کچھ

۷
اتفلی مصائب اور ضرورتوں کے لئے پیمانہ بھی کیا کرو۔

مشائخ کو لٹکارتے ہیں :

”ہم ایسے لوگوں کو قطعاً پسند نہیں کرتے جو محض لوگوں کو اس لئے خرید

کرتے ہیں تاکہ ان سے ملے وصول کریں“

عوام کو خطاب کر کے فرماتے ہیں :

”اپنے مصارف وضع قطع میں تکلف سے کام نہ لیا کرو، اگر تم ایسا کرو گے

تو تمہارے نفوس بالآخر فسق کے حد و ذنک پہنچ جائیں گے، اللہ تعالیٰ اس

کو پذیر فرماتا ہے کہ اس کے بندے اس کی آسانیوں سے فائدہ اٹھائیں

.... اتنے مکانے کی کوشش کرو جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں

دوسروں کے سینوں کے بوجھ بننے کی کوشش نہ کرو کہ ان سے مانگ

مانگ کر کھایا کرو یا تم ان سے مانگو اور وہ نہ دیں، اس طرح بیچارے

بادشاہوں اور حکام کے ادھر بھی بوجھ نہ بن جاؤ۔ تمہارے لئے یہی

پسندیدہ ہے کہ تم خود کھا کر کھایا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں

معاش کی بھی راہ سمجھائے گا جو تمہارے لئے کافی ہوگی۔

اسے آدم کے بچے ایسے خدا نے ایک جاتے سکونت سے رکھی ہیں جس

میں وہ آرام کرے، اتنا پانی جس سے سیراب ہو، اتنا کھانا جس سے بھر

ہو جائے، اتنا کپڑا جس سے تن ڈھک جائے، ایسی بیوی جو اس کے

رہن سہن کی جادو جہد میں مدد دے سکتی ہوتو یاد رکھو کہ گونا گونا گویا طور پر
اس شخص کو مل چکی ہے۔ چاہیے کہ اس پر خدا کا شکر کرے۔

..... یہ حال کوئی نہ راہ کمانی کی آدمی ضرور اختیار کرے۔“

ان انفرادی نقائص سے قطع نظر، شاہ صاحب نے سلطنت کے زوال
کے اسباب کو حجتہ اللہ البالغہ میں اجمال اور ان مکتوبات میں جو آپ کے سامنے
پیش کئے جا رہے ہیں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے حجتہ اللہ البالغہ میں فرماتے
ہیں:-

وغالب سبب خواب البلدان في هذا الزمان شيئين
احدهما تضيقهم على بدت المال أن يعتادوا التكسب ^{خند}
منه على انهم من الغزاة او من العساة الذين لهم حق
فيه. او من الذين جرت عادة الملوك جعلتهم كالزهاد
والشعراء وولوج من وجوه التكرى ويكون العدة عند
هم هو التكسب دون القيام بالمصلحة فيدخل قوم على
قوم فينغصون عليهم ويصيرون كلاً على المدينة
والثاني ضرباً لضرائب الثقيلة على الزراعة والتجارة
والمعرفة والتشديد عليهم حتى يقضي الى الاجحاف
المطاردعين واستئصالهم الى تسريح وطى باس شديد

و بغيهم وانها تصالح المداينة بالجباية اليسيرة و
اقامة الحفظة بقدر الضرورة فليقب اهل الزمان لهذا

النكتہ (باب سياست المدينة)

اس زمانہ میں ملک کی خرابی و ویرانی کے زیادہ تر دو سبب ہیں، ایک
بیت المال یعنی ملک کے خزانہ پر تنگی، دوسرا اس طرح کہ لوگوں کو یہ عادت
پڑ گئی ہے کہ کسی محنت کے بغیر خزانہ سے روپیہ اس دغوی سے حاصل
کریں کہ وہ سپاہی ہیں یا عالم ہیں جن کا حق اس خزانہ کی آمدنی میں ہے، یا
اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو بادشاہ خود انعام و اکرام دیا کرتے ہیں۔ جیسے
زہد پیشہ صوفی اور شاعر اور دوسرے گروہوں میں سے جو ملک و سلطنت کے
کسی کام کے بغیر کسی نہ کسی طریقہ سے روزی حاصل کرتے ہیں جو محنت کے
بغیر اُن کو ملتی ہے یہ لوگ اُن کے اور دوسروں کے ذرائع آمدنی کو کم کرتے
ہیں اور ملک پر بوجھ ہیں۔

دوسرا سبب کاشتکاروں، بیوپاریوں اور پیشہ وروں پر بھاری
محصول لگانا اور ان پر اس بارہ میں سختی کرنا ہے، یہاں تک کہ جو سچا رے
حکومت کے مطیع اور اس کے حکم کو مانتے ہیں وہ تباہ ہو رہے ہیں اور جو

اسلام عربی عبارت کا اردو ترجمہ جناب مولانا سید سلیمان ندوی کا کیا ہوا ہے۔

سرکش اور ناپسندیدہ وہ اور سرکش ہو رہے ہیں اور حکومت کے محصول

نہیں ادا کرتے حالانکہ ملک اور سلطنت کی آبادی سستے محصول اور فروغ

اور عہدہ داروں کے بقدر ضرورت تقریر پر ہے چاہئے کہ اس زمانہ کے

لوگ ہوشیار ہو کر سیاست کے اس راز کو سمجھیں۔“

مکتوبات میں ان ہی بنیاد پر خرابیوں کی تشریح کی ہے اور زوال کے

اسباب متعین کئے ہیں۔

(۱) خالصہ کے علاقہ کا محدود ہونا۔

(۲) خزانہ کی قلت

(۳) جاگیرداروں کی کثرت

(۴) اجارہ داری کے مسموم اثرات

(۵) افواج کے موجب کا بروقت نہ ملنا۔ وغیرہ وغیرہ

آج دو سو سال گزر جانے کے بعد بھی مورخین سلطنتِ مغلیہ

کے زوال کے اسباب کا اس قدر صحیح تجزیہ نہیں کر سکے جتنا شاہ صاحب نے اس طوفانی

دور میں ہونے ہوئے کیا تھا اس سے ان کی بے پناہ سیاسی بصیرت کا اندازہ ہوتا

ہے، انہوں نے ”حجۃ اللہ البالغہ“ میں قوموں کے عروج و زوال سے متعلق اپنے خیالات

کا اظہار اس طرح کیا ہے:

”اگر کسی قوم میں تمدن کی سلسل ترقی جاری رہے تو اس کی صنعت و حرفت

اعلیٰ کمال پر پہنچ جاتی ہے اس کے بعد اگر حکمران جماعت آرام و آسائش اور زینت و تفاخر کی زندگی کو اپنا شعار بنائے تو اس کا بوجھ قوم کے کارِ ریگ و طعنا پر اتنا بڑھ جائے گا کہ سوسائٹی کا اکثر حصہ حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو گا۔ انسانیت کے اجتماعی اخلاق اُس وقت برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے اُن کو اقتصادِ ہی تنگی پر مجبور کر دیا جائے، اُس وقت وہ گدھوں، بیلوں کی طرح صرف روٹی کمانے کے لئے کام کریں گے جب انسانیت پر ایسی مصیبت نازل ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ انسانیت کو اُن سے نجات دلانے کے لئے کوئی راستہ ضرور الہام کرتا ہے یعنی ضروری ہے کہ قدرتِ الہیہ انقلاب کے سامان پیدا کر کے قوم کے سر سے اس ناجائز حکومت کا بوجھ اتار دے۔“

حالات کو درست کرنے کی کوشش

شاہ صاحبؒ نے مسلم سوسائٹی کی تجدید و احیاء کے لئے جو مسلسل جدوجہد کی ہے اُس کے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں۔ یہاں صرف اُن کی خدمات کے سیاسی پہلو سے بحث کرنی ہے۔

مترقیہیات میں فراتے ہیں اگر موقع و محل کا اقتضا ہو تو میں جنگ کر کے عملاً اصلاح کرنے کی قابلیت بھی رکھتا تھا۔

”فلو فرض ان يكون هذا الرجل في زمان واقتضت
 الاسباب ان يكون اصلاح الناس باقامة الحروب و
 نفث في قلبهم لقيام هذا الرجل بامر الحرب
 اتهم قيامه وكان اماما في الحرب لا يقاس بالرسول
 والاسفنديار وغيرهما طفيلون عسك
 مستعدون من مقتدون بـ“ (جلداول ص ۱۰۱)

حالات کا یہ اقتضائہ تھا، لہذا شاہ صاحب نے اس زمانہ کی ہی مختلف
 سیاسی طاقتوں سے کام لیا اور ان کے ذریعہ سے ہندوستان کی فضا کو درست
 کرنے کی کوشش کی۔ شاہ صاحب پر سیاسی بد امنی، قتل و غارت گری، فتنہ
 فساد کا بڑا اثر تھا وہ چاہتے تھے کہ ان سب مفسدانہ عناصر کی روک تھام کی جائے
 تاکہ عام لوگ امن اور چین سے زندگی بسر کر سکیں۔ تعلیمات الہیہ ہی میں بادشاہوں
 کی خطاب کرنے ہوئے فرماتے ہیں :

الملا علای علی ان تلنصبوا فی کل ناحیة وفی کل صیرۃ
 قلث ایتام واربعۃ ایتام امیر اعدا لا یأخذ للمطلوم
 حق من الظالم ویقیم الحدود ویجتهد ان لا یحصل
 فیہم بغی ولا قتال ولا ارتداد ولا تبیرة ویفشا اسلام
 وتظهر شعائرہ ویأخذ بفرائض کل احد ویكون لا یمیر

کل بلد شوکت یقدر بہما علی اصلاح بلد و
 لا یكون له شوکت یتمتع بسببھا و یجسی علی
 السلطان و ینصب فی کل اقلیم کبیر امیرا
 یقلدہ القتال فقط یكون جمعہ اثنا عشر الفا
 من المجاہدین لا یخافون فی لومة لائم یقاتلون
 کل باغ و عادی اذا کان ذلک فرضاء المملع الاعلی
 ان یفتش جندک من النظامات المنزلیة والعقود
 ونحوہ حتی لا یكون شیء الا موافق الشرع حتی
 یامن الناس من کل وجه (تفہیمات ص ۲۱۶)
 تو اس کے بعد ملاراعلیٰ کی مرضی یہ ہے کہ تم اے بادشاہو! ہر علاقہ
 اور تین دن یا چار دن کی ہر مسافت پر ایک صاحب عدل امیر کو مقرر
 کرو جو ظالم سے مظلوم کا حق لے سکتا ہو اور شرعی حدود قائم کر سکتا ہو
 اور اس کی کوشش کرے کہ ان کی طرف سے پھر سرکشی اور فساد پیدا نہ ہو
 اور ارتداد اور کبیرہ کا ارتکاب نہ کر سکیں۔ اسلام بالکل فاش اور
 غلامیہ ہو جائے، اس کے شعائر بالکل کھلم کھلا ظاہر ہوں اور اپنے منصبی
 فرائض کو ہر شخص اختیار کر لے چاہے کہ ہر شہر کے امیر کے پاس اتنی قوت
 شوکت ہو جس کے ذریعہ سے اپنے شہر کی اصلاح پر وہ قابو پاسکے مگر

اتنی شوکت و قوت اس کے پاس نہ ہو کہ اس سے خود نفع اٹھانے لگے،
 اور بادشاہ وقت سے سرکشی کرنے لگے چاہتے کہ ہر تسلیم (صوبہ) میں ایک بڑا
 امیر بھی مقرر ہو جس کے ذمہ فقط جنگ کی ذمہ داری عائد کی جاتے، چاہتے کہ
 امن کی فوجی جمعیت بیکارہ ہزار مجاہدوں کی ہو جو اللہ کی راہ میں کسی ملک
 سے خوفزدہ نہ ہوں، اور ہر سرکشی یا غی سے جنگ کر سکتے ہوں، جب یہ
 ہو چکے تب چاہتے کہ مندرلی نظامات اور عقود و معاملات کی جانچ کی جائے
 اور اسی قسم کی دوسری باتوں کی کہ کوئی بات ایسی باقی نہ رہ جائے
 جو شریعت کے مطابق نہ ہو تاکہ لوگ ہر لحاظ سے امن و عافیت کی زندگی
 بسر کرنے لگیں۔

بادشاہ سازشوں میں اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ حرکت بھی نہ کر سکتے
 تھے، چنانچہ شاہ صاحب نے سیاسی حالات کا بہ غور مطالعہ کرنے کے بعد دو ایسی
 طاقتوں کا انتخاب کیا جن کے ذریعہ سے مفسدانہ عناصر کی سرکوبی ممکن تھی۔

(۱) نجیب الدولہ یعنی روہیلہ

اور (۲) احمد شاہ ابدالی

نجیب الدولہ کو شاہ صاحب اپنے مکتوبات میں اس المجاہدین
 اور رئیس الخیر کہہ کر پکارتے ہیں۔ ایک مکتوب میں نجیب الدولہ کو لکھتے
 ہیں کہ:-

۴۰ پانچ معلوم می شود آئنت کہ امر دوتا سید ملت و امت مرحومہ در پردہ

آں معصوم ریخیر ظهور می کند۔“

احمد شاہ ابدالی کو لکھتے ہیں

دیں زمان پادشاہ کہ صاحب اقتدار و شوکت باشد..... غیر

ملا زمان آنحضرت موجود نیست، لاجرم بر آن حضرت فرض عین است

نقد ہندوستان کریں۔“

شاہ صاحب نے ان دونوں کے انتخاب میں بے پناہ سیاسی بصیرت کا ثبوت

دیا تھا، روہیلوں کی عسکری طاقت اور صلاحیت پر سرحد و فاتحہ سرکار نے

اپنی کتاب *Fall of the Mughal Empire* جلد اول صفحہ ۵۱-۵۲

پر بحث کی ہے پنجاب الدولہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس میں سپاہیانہ

بہادری، سیاسی تدبیر اور رہنمی اور صلاحیت جہانپانی سب کچھ تھا۔ (جلد دوم صفحہ ۴۵)

بلکہ وہ سوائے احمد شاہ درانی کے اپنے تمام معاصرین میں لائق تھا۔

“He had no equal in that age

except Ahmad Shah Abdali (Vol. II p. 415)

شاہ صاحب کی بالغ نظری، سیاسی بصیرت اور حقائق شناسی کا

اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ انھوں نے دو ایسی عظیم المرتبت شخصیتیں

کو ایک جگہ جمع کر دیا جن کو بیسویں صدی کا ایک مشہور مؤرخ انھار ویں صدی

کی سب سے زیادہ قابل شخصیتیں تصور کرتا ہے۔

جنگ پانی پت اور شاہ ولی اللہ صاحب

پانی پت کا میدان کارزار حقیقت میں شاہ ولی اللہ صاحب کا سیاحہ تھا وہ احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان مدعو کرنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ اس کو سمجھنے کے لئے ہندوستان کے حالات پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی ضروری ہے۔

نادر شاہ کے حملہ (۱۷۳۹ء) نے مغلیہ سلطنت کا سارا ڈھانچہ بے جاں کر دیا تھا، مرکز سے علیحدہ صوبوں میں خود مختاریاں قائم ہو گئی تھیں۔ سعادت علی خاں نے اودھ میں اعلیٰ درجی خاں نے بنگال میں نظام الملک نے دکن میں آزاد حکومتوں کی بنیاد ڈالی تھی پنجاب میں سکھوں کا اقتدار بڑھنے لگا تھا۔ مغربی اور جنوبی علاقوں میں مرہٹوں نے تسلط قائم کر لیا تھا۔ اور بہار، اڑیسہ، بنگال کو تاخت و تاراج کر رہے تھے، دہلی میں ایرانی، تورانی نزار پورے غروج پر تھا۔ اُمرامہ آپس کے عناد اور دوسرے فریق کو شکست دینے کی خاطر مرہٹوں سے امداد لیتے تھے اور اس طرح مرہٹوں کا اقتدار دہلی کے ارد گرد کے علاقہ میں بھی بڑھ رہا تھا۔

۱۷۵۶ء میں ملہار راؤ پھولکر اور رگھوناتھ راؤ نے شمالی علاقہ میں مرہٹوں کا اقتدار تقابہ کرنے کا بیڑا اٹھایا اور جاٹوں کی امداد حاصل کر کے اگست ۱۷۵۶ء کو

دہلی پر حملہ کر دیا۔ نجیب الدولہ کو مجبور ہو کر صلح کرنی پڑی، پھر مرہٹوں نے پنجاب کا رخ کیا، اور اپریل ۱۷۵۸ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا اور آدینہ بیگ کو اپنی طرف سے پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔ آدینہ بیگ کے مرنے پر پنجاب میں گڑ بڑ شروع ہوئی تو دانا جی سندھیہا ایک بڑی فوج لے کر پنجاب کی طرف بڑھا، حالات پر قابو پا کر مساجی سندھیہا کو پنجاب کا گورنر مقرر کر دیا، یہ مرہٹوں کے عروج کی انتہا تھی، اس غیبی معیولی کامیابی سے مرہٹوں کے جو صلے بڑھ گئے، اور اب دانا جی سندھیہا نے روہیلکھنڈ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ہندوستان کی تاریخ کا یہ نازک دور تھا۔ شاہانِ مغلیہ ان حالات میں بالکل بے بس تھے، امراء آپس کے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب نے اس موقع پر ایک طرف نجیب الدولہ کو تیار کیا کہ وہ ہمت اور جرأت سے حالات کا مقابلہ کرے دوسری طرف احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی کہ وہ ہندوستان آکر مرہٹوں کے تسلط سے خلاصی دلائے۔ طباطبائی نے لکھا ہے :-

مردم از دستِ شان (مرہٹہ) بجاں آمدہ برائے ناموس و آبروی

خود در فاقہ عالمی شاہ ابدالی را بہ منت از ولایتِ مطلب داشتہ

نادر شاہ کے حملہ کے بعد مسلمانوں کی بچاؤ کی اور در ماندگی کی جو حسرتناک حالت

ہو گئی تھی، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُٹھوں نے ”جوہر“ کر کے
یعنی آگ میں جل کر خود کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ۱۵

یہ تھے ہندوستان کے وہ ہمیشہ ربا حالات جن میں شاہ صاحبؒ نے
احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان بلایا تھا۔ مہنیں کہا جاسکتا کہ شاہ صاحبؒ اپنے
مقاصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے لیکن اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہو
کہ جنگ پانی پت نے ہندوستان کی تاریخ کا رخ ہمیشہ کے لئے بدل دیا۔

جنگ پانی پت اور اس کے نتائج

۱۷۵۹ء کو احمد شاہ ابدالی نے پنجاب پر حملہ کیا وہاں اقتدار از سر نو قائم
کرنے کے بعد دہلی کا ارادہ کیا۔ تھانہ سیسر کے مقام پر دانا جی سندھیہ نے مقابلہ کیا
اور شکست کھائی، براری گھاٹ پر (دہلی سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ہے) دانا جی کا
خاتمہ ہوا۔ جنگجو سندھیہ اور ملہیراؤ بہو لکرنے ابدالی فوجوں کو روکنے کی ناکام
کوشش کی، پیشوا کو جب ان حالات کا پتہ چلا تو سدائیں اور بھاؤ کو جس نے
حال ہی میں نظام کو شکست دی تھی اور جس کی بہادری کے افسانوں سے دکن
۱۶ ملفوظات شاہ عبدالعزیز۔

راجپوتوں کو جب شکست ہوئی تھی تو وہ اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو
جلا کر خاک کر دیتے تھے اور یہ رسم جوہر کہلاتی تھی۔

گوئیں رہا تھا، ابدالی کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ بھاؤ نے ۳۱ اگست ۱۷۶۱ء
 کی صبح کو دہلی پر قبضہ کر لیا اور شمال کی طرف بڑھنا شروع کیا، ۲۹ اکتوبر ۱۷۶۱ء
 کو اس کا لشکر پانی پت کے میدان میں پہنچ گیا۔

احمد شاہ ابدالی، یکم دسمبر ۱۷۶۱ء کو پانی پت کے میدان میں پہنچا
 اور یہاں ۲۲ دسمبر تک افغانوں اور مرہٹوں کی مسلسل جنگ جاری رہی۔
 بالآخر ۲۴ جنوری ۱۷۶۲ء کو مرہٹوں کو شکست فاش ہوئی، سردار شیوراؤ بھاؤ
 اور پیشوا کا بیٹا وشنواس راؤ میدان جنگ میں کام آئے اور بقول ایک مورخ کے
 ”مرہٹوں کی طاقت چشم زدن میں کافور کی طرح اڑ گئی“، سرحد و ناگہ سرکار نے
 لکھا ہے کہ مہاراشٹر میں کوئی گھڑ میا نہ تھا جس میں صدف مافم نہ کچھ گئی ہو لیڈروں
 کی ایک پوری نسل ایک ہی معرکہ میں غائب ہو گئی۔“

اگر سلطنتِ مغلیہ میں بغاوتی سی بھی جان ہوتی تو وہ جنگِ پانی پت کے
 نتائج سے فائدہ اٹھا کر اپنے اقتدار کو ہندوستان میں پھر کچھ صدیوں کے لئے قائم
 کر سکتی تھی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغلیہ سلطنت اس وقت ایک بے روح جسم
 کی مانند تھی۔ جنگِ پانی پت کا اصلی فائدہ فاتحینِ جنگِ پلاسی نے اٹھایا۔

یہ سمجھ لینا غلط ہو گا کہ شاہ ولی اللہ صاحب یا احمد شاہ ابدالی انگریزوں
 کے خطرہ سے بے خبر تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں ڈر تھا کہ کہیں مغل بادشاہ
 کے تساہل سے انگریزوں کو اپنا اقتدار قائم کرنے کا موقع نہ مل جائے جس

وقت احمد شاہ ابدالی نے حملہ کیا تھا۔ شاہ عالم ثانی بہار میں تھا، جنگ پانی پت کے بعد احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم کو دہلی بلانے کی بے حد کوشش کی اور پتا آدمی بھیجا، جب نہ آیا تو احمد شاہ ابدالی نے شاہ عالم کی والدہ نواب زینت محل سے خط لکھوایا جس کا مضمون یہ تھا۔

شاہنشاہ (احمد شاہ) قلعہ میں آگئے ہیں آج تک کہ ۲۰ رجب ہجری میں کئی مرتبہ ان سے ملی ہوں۔ وہ تمہارے آنے کے بے حد منتظر ہیں..... میرے بیٹے! تم یقین رکھو کہ تمہارے آنے پر سب محالاً طے ہو جائیں گے..... تیمور شاہ نے غلوس و محبت سے مجھے تحفے بھیجے ہیں، تمہارے بدخواہ بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ تم ان کے کہنے میں نہ آنا۔ میرے بیٹے! تم جلد آ جاؤ، اگر خدا خواستہ شاہ چلے گئے تو پھر تم نئی مصیبتوں میں پھنس جاؤ گے۔“ ۱۵

مردم ایسا ہوتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی نے انگریزوں کو بھی لکھا کہ وہ شاہ عالم کو دہلی پہنچنے کے لئے ہر قسم کی سہولت دیں، ونسی ٹارٹ احمد شاہ کو لکھتا ہے
 "If it should be Shahshahr (Ahmad Shah's) pleasure, he (Shah Alam) will be escorted by some (British) troops to Delhi"

شاہِ عالم کو وہاں سے بلانے کی کوشش اس لئے تھی کہ وہ انگریزوں کے اثر سے نکل آئے اور دہلی آکر احمد شاہ کی موجودگی میں اپنی طاقت کا استحکام کر لے!

شاہِ ولی اللہؒ کی سیاسی تحریک کی اصلی نوعیت

حضرت شاہِ ولی اللہ دہلویؒ کی سیاسی تحریک کو فرقہ دارانہ قرار دینا ان کی اساس فکر کو غلط سمجھنے کے مترادف ہوگا۔ شاہ صاحب کی تحریک بہت ہی گہری تھی وہ ہندوستان میں رہنے والے ہر طبقہ کی فلاح و بہبود کے خواہاں تھے اور چاہتے تھے کہ عام ماحول ایسا پرسکون اور پرامن ہو کہ ملک کی معاشی حالت سدھر جائے، اور اقتصادی توازن جو مصلیہ دور کے آخری حصہ میں بگڑ گیا تھا، صحیح طور پر قائم ہو سکے۔ اس سلسلہ میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے خیالات کی تشریح کرتے ہوئے مولانا محمد سرور صاحب لکھتے ہیں ————— ”شاہ صاحب نے خوب سمجھ لیا تھا کہ شاہنشاہیت کا دور ختم ہو چکا، اب اگر کوئی حکومت بنے گی تو اس کا اساس کوئی اور ہوگا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہؒ نے جس تحریک کی داغ بیل ڈالی وہ ہمہ گیر تحریک تھی ان کے پیش نظر پورا ہندوستان تھا۔ چونکہ مرکزی ہندوستان کی قیادت اس وقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی اس لئے لامحالہ شاہ صاحب نے عام مسلمانوں سے خطاب کیا۔ لیکن شاہ صاحب کی دعوت کے اصول عام انسانیت کے اصول تھے، ان کا دور مذہب کی رسوم پر نہیں، بلکہ مذہب کی روح پر تھا، قانون کی ظاہری

شکل پر نہیں بلکہ قانون کی جان یعنی عدل و انصاف پر تھا چنانچہ وہ تمام مذہب کی اہل یہ چار اصول بتاتے ہیں۔

اول۔ خدا پرستی

دوئم۔ عدل و انصاف

سوم۔ صحت و صفائی

چہارم۔ تربیت نفس

ان کے نزدیک ہر مذہب کا فرض یہ ہے کہ ان چار مقاصد تک انسانوں کی پہنچائی کرے، گو مذاہب کے طریقے الگ الگ ہیں لیکن ہر مذہب کی کوشش یہی ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ شاہ صاحب نے سیاسی عدم مساوات کی بھی بڑی خرابیاں گنتی ہیں، اور شہنشاہیت اور اس سے پیدا ہونے والے مفساد کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔۔۔۔۔ شاہ صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قیصر و کسریٰ نے متمدن دنیا کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا تھا اور قدرت الہی مجبور رہی تھی کہ اسلام کے ذریعہ اس روڈ کی تمام کو ختم کر دے، اسی طرح آج کی حکمران سوسائٹی بھی ان اجتماعی بیماریوں سے کھوکھلی ہو چکی ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کا مٹنا بھی بالیقینی نظر آتا ہے۔ العزیز مرثیوں، بانٹوں، سکھوں اور اس مہد کی دوسری چھوٹی چھوٹی تھرکیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہوں گی لیکن ان میں سے کسی تحریک میں حتمی مسرت اور مہم گیری نہ تھی کہ وہ ہندوستان

کی مرکزیت اور وحدت کو بحال رکھ سکنے کی تدبیر سوچتی، شاہ صاحب اپنے مجوزہ نظام میں اکبر، جہانگیر، شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے زمانہ کی مرکزیت اور سلطنت ہند کے اقتدارِ اعلیٰ کو بحال دیکھنا چاہتے تھے، لیکن اس طرح سے کہ مطلق العنان بادشاہوں کے بجائے انصاف کی حکومت ہو۔

”اب اگر کہا جائے کہ اگر شاہ ولی اللہ کے فکر کا دامن اتنا وسیع تھا اور ان کے اجتماعی اور سیاسی نظام میں سارے انسانوں کو بلا تفریق مذہب و ملت ایک سلوک کا مستحق سمجھا جاتا تھا تو پھر شاہ ولی اللہ کی تحریک نے فرقہ دارانہ حیثیت کیوں اختیار کی۔ بات یہ ہے کہ پنجاب میں سکھوں نے صرف مغلیہ حکومت سے جنگ شروع نہیں کی تھی بلکہ وہ کل مسلمانوں کے خلاف ہو گئے تھے، اس طرح مرہٹوں نے بادشاہی نظام کے اہل کاروں کو قتل نہیں کیا بلکہ عام مسلمان ان کے مظالم کا نشانہ بنے۔ ان حالات میں مسلمانوں کیلئے اسکے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ خود اپنی حفاظت کرتے قوموں اور جماعتوں کی زندگی میں یہ منزل ایسی نازک ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ایسے صلح کل اور سرتاپا مہر و محبت پیغمبر بھی اپنے حواریوں کو تلوار سنبھالنے کا مشورہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی جماعت کا مرہٹوں اور سکھوں کے خلاف معرکہ آرا رہنا نتیجہ تھا ان خاص حالات کا جن سے اس وقت مسلمانوں کو پال پڑا۔ جہاں تک اصل حقیقت کا تعلق ہے شاہ ولی اللہ کی جماعت مغلوں کے تاج و تخت کے لئے نہیں لڑی تھی وہ تو ان عام انسانی اصولوں کو جن پر ان کے تاج کی بنیاد تھی زندہ

کو ناپا جانتے تھے یہی وہ اصول تھے جن کے ذریعہ ہمارے خیال میں ہندوستان نیا جنم
لے سکتا تھا۔ بہر حال انگریزی قسطنطنیہ نے نہ تو سکھوں کو چھوڑا اور نہ مرہٹوں کا راج
رہا۔ زمانہ بدل گیا اور زمانہ کے ساتھ ہندوستان کے حالات بھی بدل گئے، جب
دشمنیوں کے اسباب نہ رہے تو اب پرانی دشمنیاں بھی بے معنی ہیں ۱۱ لے

مکتوبات پر ایک نظر

پیش نظر مکتوبات شاہ ولی اللہ صاحب کے مکتوبات کے ایک ایسے
نادر مجموعے سے منتخب کئے گئے ہیں جو ان کے عزیز شاگرد شیخ محمد عاشق پھلتی اور ان
کے صاحبزادے شیخ عبدالرحمن کا مرتب کیا ہوا ہے، یہ مجموعہ دو جلدوں پر مشتمل
ہے، پہلی جلد میں ۲۸۱ مکتوبات ہیں، دوسری جلد ۷۷ مکتوبات پر مشتمل ہے، پہلی
جلد شیخ عبدالرحمن نے مرتب کی تھی، جوانی میں ان کا انتقال ہو گیا، ان کے
والد ماجد شیخ محمد عاشق پھلتی نے اس کام کو جاری رکھا، اور دوسری جلد میں
۷۷ مکتوبات جمع کر دیئے، دیباچہ میں خود فرماتے ہیں۔

اما بعد! فقیر کثیر التقصیر احقر عباد اللہ الخالق محمد عاشق واضح نمیلید

کہ ولد ی مرحوم عبدالرحمن غفرہ اللہ انوارۃ وادخلہ دار الجنان بحق

تالیف مکتوبات مبارکات حضرت مرشد الانام قطب العصر فرما زمان
 حضرت شیخ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فی الدوران احرار سعادت و
 جہانی می کرد چون تحریر بہ مکتوب آئین و ثمانین بعد المائتین رسید در
 سنبیک ہزار دیک صد و شصت و ہشت و اثنی جل را بیک گفتہ
 سفر آخرت گزید حمد اللہ بقدرتہ اعطاء کرامتہ سابقہ پس ابن فقیر
 اس جلد بہاں مکتوب تمام کردہ جلد ثانی شروع نمود و حسبی اللہ و
 نعم الوکیل و فی کل الامور علیہ التوکل و الخویل

شاہ صاحب کے ان ۳۵۸ خطوط میں سے ۲۶ سیاسی مکتوبات منتخب کر کے
 پیش کیے جارہے ہیں، میں اپنے ناموں جناب مولوی نسیم احمد صاحب فریدی احمد ہوی
 کامنوں ہوں جنہوں نے یہ مکتوبات مجھے عنایت فرمائے اور ان کی تصحیح میں میری
 امداد و اعانت فرمائی۔ ان مکتوبات میں پہلا خط منغل بادشاہ اور وزیر ار کے نام ہے۔
 اس میں شاہ صاحب نے سیاسی زوال اور انتشار کے اسباب پر بصیرت افروز
 گفتگو کی ہے اور ملک کے ”اقتدار اعلیٰ“ کو بتایا ہے کہ کس طرح حالات کی
 درستگی کی کوشش بار آور ہو سکتی ہے، فرماتے ہیں کہ۔ ”خالصہ کا علاقہ
 بڑھایا جائے تاکہ بادشاہ کو صوبہ داروں اور جاگیرداروں کی اقتصادی غلامی
 سے نجات ملے، جاگیریں عطا کرنے میں احتیاط اور دور بینی سے کام لیا جائے
 چھوٹی چھوٹی جاگیریں، سیاسی اور اقتصادی انتشار کا سبب بن جاتی ہیں۔“

چھوٹے جاگیردار اپنی جاگیروں پر پوری طرح قابو نہیں پاتے مجبور ہو کر ٹھیکہ دے دیتے ہیں، اس طرح اگر ایک طرف بد نظمی میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسری جانب کاشتکاروں پر مظالم ہوتے ہیں، ضروری ہے کہ جاگیر صرف بڑے بڑے امیروں کو دی جائے تاکہ وہ اپنی طاقت اور شوکت کے ذریعہ اپنے علاقوں کو قابو میں رکھ سکیں، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے بلا استثناء جاگیرداری کی مخالفت کیوں نہیں کی۔ اس سلسلہ میں دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

(۱) قرونِ وسطیٰ کے سیاسی نظام اور حالات میں جاگیرداری ایک حتمی ضرورت تھی، اور اس کو اس وقت تک قطعی نہیں مٹایا جاسکتا تھا جب تک پورے سیاسی نظام کی بنیادیں نہ تبدیل کر دی جاتیں، سیاسی نظام کی بنیادیں تبدیل کرنا ان فرمانرواؤں کے بس کی بات نہ تھی، چنانچہ شاہ صاحب نے ایسی انقلابی تجویز ان کے سامنے پیش کرنی لازمی خیال کی جو ان کے امکان سے باہر ہو۔

(۲) اس وقت ملک کا عام سیاسی ماحول حد درجہ خراب تھا، بد نظمی اور انتشار نے حالات کو حد درجہ بگاڑ دیا تھا، اگر جاگیرداری کو بالکل ہی ختم کیا جاتا تو جاگیرداروں کا ایک بڑا طبقہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتا اور اس طرح بد نظمی اور بڑھ جاتی، شاہ صاحب نے پوری حقیقت یعنی کاشتوت دے کر صرف ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش فرمائی ہے جن کی موجودگی میں حکومت کی مشینری

۲۷
بالکل حرکت ہی نہیں کر سکتی تھی۔

علاوہ ازیں اسی مکتوب میں شاہ صاحب نے عذار لوگوں کو سزا دینے اور فوجوں کو صحیح اصولوں پر منظم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، انکسوں نے بادشاہ کو خاص طور سے اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ سپاہیوں کی تنخواہیں وقت پر دی جائیں اور ان میں نظم و ضبط کا اعلیٰ معیار قائم رکھنے کی سعی کی جائے بمقروض سپاہی فوج کے لئے لعنت، اور قوم کے لئے ایک بوجھ ہے وہ اس وقت تک اپنی خدمات بجا طور پر انجام نہیں دے سکتا جب تک اس کو مستقل اقتصادی طمانیت حاصل نہ ہو۔

آخر میں شاہ صاحب نے بادشاہ اور وزیر کو تنبیہ کیا ہے کہ غفلت اور سستی سے حالات خراب سے خراب تر ہو جائیں گے، انھیں چاہئے کہ عیش و نشاط کو ختم کریں اور ہمت و جرات کے ساتھ بقائے سلطنت کے لئے کوشاں ہوں، ایسی صورت میں تائید الہی بھی ان کو حاصل ہوگی اور فتح و نصرت ان کے ہم رکاب ہوگی۔

اس مجموعے کا دوسرا خط احمد شاہ ابدالی کے نام ہے، یہ خط شاہ صاحب کے ادیبانہ کمال، تازہ رخ دانی اور سیاسی بصیرت کا شاہکار ہے، شروع میں ہندوستان کے تاریخی واقعات مختصراً اس طرح بیان کئے ہیں کہ ان کو سمجھ لینے کے بعد مملکت کی سیاسی نبض شناسی کا کام ایک غیر ملکی کے لئے بھی آسان ہو جاتا ہے فتنہ اور فساد کے زمانہ میں انتشار کے حقیقی اسباب کا تجزیہ بہت مشکل کام ہے، عموماً انسان کی نظر ظاہری حالات سے اس درجہ متاثر ہو جاتی ہے کہ اصلی سبب تک پہنچنے میں

نا کام رہتی ہے لیکن شاہ صاحب نے سیاسی انتشار اور زوال کے اسباب کو حیرت انگیز سیاسی بصیرت کے ساتھ سمجھا اور سمجھایا ہے، راجپوتوں اور مرہٹوں اور جاٹوں وغیرہ کے تاریخی حالات بتائے ہیں ان کی اصلی قوت کا اندازہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح حالات پر قابو پایا جاسکتا ہے، چونکہ کی نوعیت بتائی ہے اور مرہٹوں کے با اقتدار ہو جانے کے اسباب پر مورخانہ نظر ڈالی ہے۔

نظام الملک کے مرہٹوں اور انگریزوں سے تعلقات پر اشارہ کرتے ہوئے دکن کے سیاسی حالات کو بیان کیا ہے، پھر بتایا ہے کہ مرہٹے ظاہر میں کثیر تعداد میں معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں وہ قلیل ہیں ان کے ساتھ جو لوگ شریک ہوجاتے ہیں، ان کی تعداد دیکھ کر یہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ خود ان کی تعداد بہت زبردست ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان کے ایک دستہ کو شکست دی جائے تو ساری جماعت میں انتشار پیدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں۔

”در اصل قوم مرہٹہ قلیل اند دلہتی بایں طائفہ کثیر، دربرہم زندون یک

صف جہنہ کہ دلہتی بہ ایشان اند ازہم می پاشند و اصل قوم مرہٹہ بہ

ہمیں شکست منجیب می شود“

پھر فرماتے ہیں کہ جاٹوں کی طرف بھی توجہ ضروری ہے دہلی اور اکبر آباد کے درمیان ان لوگوں کی ”گڑھیاں“ ہیں۔ مرکزی علاقہ کے قلب و جگر میں ایسی مخالف طاقتوں کا وجود سیاسی اعتبار سے سخت خطرناک ہے، شاہانِ مغلیہ نے

اکبر آباد اور دہلی کو ”بہ منزلہ دو حویلی“ اس لئے رکھا تھا تاکہ جاٹ اور راجپوت دونوں اُن کی شوکت و سطوت سے مرعوب رہیں، دہلی کا آخر سہرند و غیرہ پر پڑے اور اکبر آباد سے راجپوتانہ متاثر ہو، شاہ صاحبؒ نے یہاں *Geography of the* کا ایک دلچسپ و اذبیان کر دیا ہے۔

اس کے بعد جاٹوں کی طاقت کی اصلیت اور نوعیت واضح کرتے ہیں، اور اُن کی جمعیت کو منتشر کرنے اور طاقت کو توڑنے کا طریقہ بتاتے ہیں، لکھتے ہیں کہ جاٹوں کے قبضہ میں جو علاقے ہیں وہ اُن کے اپنے نہیں ہیں، انہوں نے دوسروں سے غضب کئے ہیں، اُن علاقوں کے اصلی مالک ابھی موجود ہیں، اگر کوئی اُن مالکوں کو مدد دے، تو وہ خود جاٹوں کو اُن کے مفقودہ علاقوں سے نکال کر پھینک دیں اور اس طرح یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

جاٹوں اور مرہٹوں کی حالت بیان فرمانے کے بعد شاہ صاحبؒ نے امراء اور وزراء کی سادشوں اور غداریوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک غیر ملکی جوٹملک کے حالات سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتا، امراء پر بلا سوجے اعتماد کرے اور پھر اُن کی غداری سے حالات اور زیادہ ناگفتہ بہ بن جائیں۔ ان سب حالات کو بتا دینے کے بعد شاہ صاحبؒ نے اقتصاد و تفصیلات بیان فرمائی ہیں، لکھتے ہیں کہ ”ہندوستان کے محصولات ۷۰ کروڑ سے کم نہیں۔ لیکن اُن کو وصول کرنے کے لئے غلبہ اور شوکت کی ضرورت ہے، اس کے بغیر

ایک کوڑی بھی حاصل نہیں کی جاسکتی جس علاقہ پر جاٹوں کا تصرف ہے اُس کے محاصل ایک کروڑ سے کم نہیں، راجپوتانہ کا خراج ۲ کروڑ ہے، بنگال سے ایک کروڑ روپیہ سالانہ وصول ہوتا تھا۔ پھر اودھ کے حالات بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ صفدر جنگ کی اقتصادی حالت ہی نے اُس کو بادشاہ کے خلاف علم بغاوت اٹھانے کی ہمت دلائی تھی، ۲ کروڑ روپیہ اودھ کے محاصل تھے صفدر جنگ ایک کروڑ روپیہ صرف کرتا تھا اور ایک کروڑ جمع کرنا تھا، اس اقتصاد فراغت نے بغاوت کی راہیں دکھادیں۔

سلطنتِ مغلیہ کی اقتصادی بربادی کا ذکر کرتے ہوئے شاہی ملازمین کی زیادتی، جائیدادوں کی کثرت اور خزانہ کی قلت کے اثرات بیان کرتے ہیں، اور پھر بتاتے ہیں کہ ان سب باتوں نے سوداگروں اور صنعت پیشہ لوگوں کو تباہ کر دیا ہے اور وہ ”بازارِ ظلم و ضیقِ معیشت کو نشانہ بنے۔“

شاہ صاحب کو جس طبقہ کی تباہی اور بربادی کا سب سے زیادہ خیال تھا وہ سوداگروں اور اہلِ حرفت ہی کا تھا وہ اس طبقہ کو ملک کی اقتصادیات کا مرکزی نقطہ سمجھتے تھے، ملک کی عام اقتصادی حالت پر اُن کے خیالات اور بنیادی تصورات پر مجموعی حیثیت سے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اس طبقہ کی بربادی کو ملک کی بربادی سے تعبیر کرتے تھے۔

غرض اس طرح ملک کے سیاسی اور اقتصادی حالات بیان کرنے کے بعد

شاہ صاحب نے مسلمانوں کی غربت اور کس مہر سی پر نہایت غم کین لہجہ میں گفتگو کی ہے اور بتایا ہے کہ افلاس اور تباہی نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ :

"دریں زمانہ پادشاہ ہے کہ صاحبِ اقتدار و شوکت باشد و قادر بر شکستِ لشکر

کفار و دور اندیش، جنگِ آزما، غیر ملازماں آنحضرت موجود نیست لاجرم

بر آں حضرت فرض عین است قصدِ ہندوستان کردن و تسلطِ کفار مرہٹہ

بر ہم زدن و ضعفِ مسلمین را کہ در دستِ کفار اسیر اند، خلاص فرمود

اس خط کے نتیجے میں پانی پت کا میدانِ کارزار سجا، اس جنگ کی تاریخی اہمیت سے تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے لیکن یہ حقیقت بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مدرسہ رحیمیہ کا ایک مدرس اس تاریخی جنگ کے نقشے تیار کر رہا تھا۔ اس خط کے مطالعہ کے بعد شاہ صاحب کی سیاسی خدمات کا ایک اہم پہلو روشن ہو جاتا ہے۔ احمد شاہ ابدالی کے خط کے بعد نجیب الدولہ کے نام سات خطوط ہیں۔

ان مکتوبات سے اگر ایک طرف شاہ صاحب اور روہیلہ سردار نجیب الدولہ کے باہمی تعلقات پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف یہ چیز بھی پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ صاحب کس طرح اس زمانہ کے حالات کا مطالعہ کر رہے تھے، اور کس جذبہ و انہماک کے ساتھ سیاسی انتشار اور بد نظمی کو دور کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ وہ "راس المجاہدین"، "امیر الغزاة"، "رئیس المجاہدین" کے خطاب سے

مخاطب کر کر اُس کے مذہبی جذبہ کو متاثر کرتے تھے، اور کامیابی کی بشارتیں دے دے کر اُس کی ہمت اور جرأت کو بڑھاتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔

”در پیرہ عینب بر انداختن این دو فرقه ضالہ یعنی فرستہ دجّت مصمم

شده است“

پھر فرماتے ہیں جوں ہی تم کمر تہمت باندھو گے اُن کا طلسم پارہ پارہ ہو جائے گا۔ بعض خطبہ کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ابدانی فوجوں کی نقل و حرکت کا بھی علم رہتا تھا اور حالات و ضروریات کو ملحوظ رکھ کر وہ لوگوں کو ہدایات دیتے رہتے تھے، بحریب الدولہ بھی شاہ صاحب سے مشورہ لیتا تھا اور مشکلات میں اُن سے رجوع کرتا تھا، ایک خط میں لکھتے ہیں کہ جب جنگ کے لئے گھر سے روانہ ہو تو فقیر کو اطلاع دے دینا تاکہ وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق دعا کرتا رہے۔

جب صفدر جنگ نے جاٹوں سے ساز باز کر لیا تو بحریب الدولہ نے گھبرا کر شاہ صاحب کو خط لکھا جو آپ میں ارشاد فرمایا کہ غریزہ من جاٹوں کی شکست عالم بالا میں طے ہو چکی ہے، تمہیں بالکل گھبرانا نہ چاہئے، اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اُن کی شریک ہو گئی ہے تو ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

”خداے تعالیٰ دستِ آں جماعہ مسلمین بند خواہ کرد، قتال منخواہند

بخیب الدولہ کے بعد خط شیخ محمد عاشق پھلتی ہوئی نام ہیں۔ ان
مکتوبات میں شاہ صاحب نے بادشاہ سے اپنی ملاقات کا حال لکھا ہے۔ ملک
کے عام حالات پر جگہ جگہ تنویش اور پریشانی کا اظہار کیا ہے۔ ابدائی کے حملوں
کی اطلاعیں ان خطوط میں اکثر جگہ ہیں۔ شاہ صاحب نے پہلیت اور بودھانہ
کی سلامتی اور فوجوں کی پامالی سے بچنے کے لئے بہت ہی خاص سے دعائیں مانگی
ہیں، آنے والے حوادث سے اکثر موقعوں پر آگاہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ رمضان
کے موقع پر پہلیت میں انگکاف کے لئے شیخ محمد عاشق نے لکھا تو شاہ صاحب
نے جواب دیا۔

”دریں حالت خانہ را گذشتن از آداب مصالح ظاہر و ہی نمایاں

آخر میں متفرق خطوط ہیں جو سید احمد روہیلہ، آصف جاہ، تاج محمد خاں بلوچ
نواب محمد الدولہ، نواب عبداللہ خاں کشمیری اور حافظ جارا اللہ کے نام لکھے
گئے ہیں، ان خطوط کا مقصد ملک کے مختلف سیاسی لیڈروں کو اپنا ہم خیال بنا کر
حالات کی درستگی کے لئے تیار کرنا ہے۔

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند

کس بمیداں بنی امید سواراں را چہ شد

کہہ کہہ کر عمل کی ترغیب دیتے ہیں، وزیر الممالک آصف جاہ کو لکھتے ہیں کہ
آں عزیز القدر کا ہندوستان میں کافی اقتدار ہے، ہم فقیر اس بات کے امیدوار

ہیں کہ آن عزیز "رف مظالم" اور "تغیر رسوم بد" کے لئے کوشاں ہوں۔

شاہ صاحب کے یہ مکتوبات ادبی حیثیت سے بھی بہت اعلیٰ ہیں انہوں نے صاف لیکن بامحاورہ اور پُر زور زبان میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ اپنے مدعا کو بیان کیا ہے عبارت کی شگفتگی زور اور قدرت حیرت انگیز ہے شاہ صاحب نے ایسے مدلل انداز میں گفتگو کی ہے کہ ناممکن ہے کہ پڑھنے والا اُن سے متاثر نہ ہو اور اُن کے نقطہ خیال سے ہمنوائی نہ کرے۔

جامع مکتوبات

شیخ عبد الرحمن بن شیخ محمد عاشق پہلی کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی حیات ہی میں شیخ کے مکتوبات کے جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ انہوں نے ۲۸۰ مکتوبات جمع کر لئے۔ شیخ محمد عاشق حضرت شیخ کے عزیز ترین مرید تھے، اس لئے شیخ عبد الرحمن کو اُن خطوط کے حاصل کرنے کے بہترین مواقع حاصل تھے۔ ۱۱۶۰ھ میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے تعزیت کا خط لکھا۔

خبر رحلت اثر رسید۔ ندائے کہ ہر برادر آں چہ ز بیم زیر کہ حادثہ داق

شدہ است کہ در عالم بشریہ حادثہ شدید تر اداں نمی باشد۔

شیخ محمد عاشق نے اسی تعزیت نامہ کو دوسری جلد کا پہلا خط بنا کر اپنے مرحوم بیٹے کے عظیم الشان کام کی تکمیل کی کوشش کی ہے

شیخ محمد عاشق کو شاہ ولی اللہؒ سے وہی نسبت ہے جو مولانا حسام الدینؒ کو اپنے مرشد مولانا جلال الدین رومیؒ سے، اگر مولانا حسام الدینؒ کا اصرار ثنوی لکھنے کا باعث ہوا تو شیخ محمد عاشق کے پیہم تقاضہ نے شاہ صاحبؒ سے حجۃ اللہ البالغہ جیسی عظیم الشان کتاب لکھوائی، خود شاہ صاحبؒ تہذیب النہیہ میں فرماتے ہیں۔

هو محمد الله نضحي دوعلم علمي وحافظ اسراري و
 ناظر كتبتني بل هو كان باعث على تشويد كثير
 منها والمباشر لتبويحه واطن ان علومه تبقى في
 الناس من جهته (تہذیب النہیہ ص ۲۵)

وہ سر اپا میری نصیحت اور میرے علم کا خزانہ ہیں میرے اسرار و
 معارف کی نگہداشت اور میری کتابوں میں غور و فکر امن کا مشغلہ ہے بلکہ
 میری اکثر کتابیں امن ہی کی تحریک سے لکھی گئی ہیں اور اُنہوں نے اُن کی
 بقیہ کی ہے اور مجھے توقع ہے کہ لوگوں میں میرے علوم اُن ہی کے
 ذریعہ سے محفوظ رہیں گے۔

۱۷۶۱ء سیاسی مکتوبات کے علاوہ (جو اس وقت پیش کئے جا رہے ہیں) بقیہ مذہبی مکتوبات
 جناب اموں مولوی نسیم احمد صاحب قیلہ فریدی مرتب فرما رہے ہیں، وہ مجموعہ بھی "سلسلہ نقباء نیف"
 مشائخؒ کی جانب سے عنقریب شائع ہوگا۔

ایک موقع پر شاہ صاحب نے اپنے اس عزیز شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔

هَذَا امْرُؤٌ مِنْكُمْ بَدَأَ وَالْيَكْمَ يَعُودُ، وَتَلَكْ كَلِمَةٌ

كُنْتُمْ أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلُهَا وَحَقَّ الرَّبِّ الْمَعْبُودُ،

(مقدمہ خیر کشیدہ صفحہ ۱۳)

(میسر علی افادات کے) اس سلسلہ کا آغاز بھی تم ہی سے ہوا اور تم

ہی پر اس کا انجام بھی ہو گا اور ربِّ معبود کی قسم کہ تم ہی ان "معارف"

کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل ہو۔

شیخ محمد عاشق، شاہ ولی اللہ کے ماموں شیخ عبید اللہ کے لڑکے تھے پھلت
ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے، اپنے زمانے کے جید عالم تھے اور ایک ایسے
گھرانے کے چشم و چراغ تھے جو عرصہ سے سلوک و احسان میں ممتاز رہا تھا،
شاہ صاحب کی صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور اُن کی فطری صلاحیتیں
پوری طرح اجاگر ہو گئیں، انہوں نے اپنے استاد کے افکار علمی کو اس طرح سے
جذب کیا کہ شاہ صاحب سے پوری ہم آہنگی پیدا ہو گئی اور اُن کی زبان کو
حکمت ولی اللہی کے اسرار بیان کرنے میں کمال حاصل ہو گیا۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

آنچه استادِ ازل گفت ہماں می گویم

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے ان کے سامنے زائنۃ ادب طے کیا
 اور اپنے باپ کے معارف کو ان کے شاگرد کی زبانی حاصل کیا اور سمجھا !
 شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "لوگوں میں میرے
 علوم ان ہی کے ذریعہ سے محفوظ رہیں گے" عجیب اتفاق ہے کہ مکتوبات کا یہ
 بیش بہا ذخیرہ بھی ان ہی کے ذریعہ محفوظ ہوا ۔!

خلیق احمد نظامی

لکچرار شعبہ ہمارتِ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مکتوبات فارسی

مکتوب اول

به جانب بادشاه و وزیر و امراء

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى
بعده وعلى آله واصحابه اجمعين. اما بعد. اين كلمه چند است
كه باعث برتخري آں نصيحت و خيرخواهي بادشاه اسلام ابداء الله تعالى
بنصره و ووفقا لما يحب و يرضى و خيرخواهي امراء كبار و جمهور مسلمين
احسن الله تعالى اليهم شده است كما قال رسول الله صلى الله عليه
والتسليم الدين النصحة ^{له} اميدواري از فضل باري آنست كه اگر محبوب
اين كلمات عمل كنند تقويت امور سلطنت و بقاى دولت و رفع منزلت
بطهورى رسد. سه فرد

در پس آئينه طولى صفت داشته اند
اينچه استاد ازل گفت همان مى گويم
كلمه اول. اصل اصول كه صلاح دولت و رونق ملت همان تواند

بود آن ست که الحال برائے رضاے خداے تعالیٰ و برائے حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم لازم گردانند کہ چون فتح میسر می شود و عدو مغنود، اول
چیزے که بقصد میوکد امضائے آن کنند جہاد و بلا و جات و فتح قلاع وے
باشد۔ دریں کار فائدہ است دینی و دنیوی۔ از آن جمله سرزنش ملا عین
تا بعد ازین زمیندارے این قسم شوخی و بیابکی نہ اندیشد۔

کلمہ دوم۔ آنکہ خالصہ را کشادہ تر باید ساخت، خصوصاً آنچه گردا
گرد شاه جہاں آباد است تا اگر آباد و تاحصار و تادریایے گنگ
تا حد حد و دس ہند، ہمہ اش یا اکثرش خالصہ شریفیہ باشد کہ موجب ضعف
امور سلطنت کی خالصہ و قلت خزاندہ است

کلمہ سوم۔ آنکہ جاگیر دادن مخصوص باہرایے کبار باشد منصب ان
ریزہ را نقد باید داد، چنانکہ در عصر شاه جہاں پادشاہ مقرر بود۔ زیرا کہ
منصب داران ریزہ بر جاگیرات عمل نمی یابند و محتاج اجارہ می باشند۔ و
در اکثر حال مفلس و بے خبر می شوند و تن بہ کار ہائے باوشاہی نمی دہند۔

کلمہ چہارم۔ آنکہ جمعہ کہ دریں قتنہ باغینم رفیق شدند، لازم و واجب
است کہ ایشان را بے جاگیر و منصب و بے خدمت سازند، تا گوشتالی باشد
و دیگران در مثل این حادثہ از جادہ حق نمک نہ گذرند

کلمہ پنجم۔ آن کہ ترتیب افواج بادشاہی بہ اسلوب شائستہ باید کرد

و این ترتیب سه وجه تواند بود. یکی آن که دار و عنقه یا منقصف به صفت
 باشند. برائے ایشان منصوب باید ساخت. اول آنکه نجیب باشد، دوم
 آنکه شجاع و شفیق بر همه اعیان خود باشد. سوم آن که خیر خواه باشد از
 ته دل باشد. دوم آنکه از ایشان که درین منصب جمعی حرام نمکی روئے داده آنها
 معزول ساخته گروند که درین ایام مصدر برترده شده اند، داخل رساله یا
 باید نمود. سوم آنکه موجب ایشان بغیر تقویٰ به ایشان رسیده باشد، زیرا
 که در صورت تقویٰ محتاج به فرض سودی می شوند و اکثر مال ایشان ضائع
 می شود و اکثر مال ایشان ضائع می شود و بے خبر باشند.

کلمه ششم - آنکه رسم اجاره از خالصه باید بر انداخت. این
 متدین کارشناس را در هر محله نصب می باید نمود. در اجاره دادن ملک
 خراب شود و رعیت پائمال و بد حال -

کلمه هفتم - آنکه قاضی و محتسب جمع را باید ساخت که متهم به رشوت
 نباشد و تدین و مذهب اهل سنت و جماعت داشته باشد.
 کلمه هشتم - آنکه بائمه مساجد روزمره معهود و بر وجه نیک می داده باشند
 و تاکید حضور جماعت و منع از تنگ حرمت رمضان و غیر آن وجه بلیغ کرده شود
 کلمه نهم - آنکه بادشاه اسلام و امرا و کبار به عیش حرام مشغول
 نشوند از گذشته تا به تصوح بجا آرند و آئینه اجتناب ننهند، بالفعل اگر
 ه - کلمه هشتم

این ده کلمه عمل نمایند امید است که بقائه سلطنت و تائید غیب و نصرت الهی
 نصیب گردد و مَا وَفَّقِيَ إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

مکتوب دوم

بنام شاہی

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام الاتحان
 الاکملان علی رسولہ شفیح المذنبین یوم الدین والہو اصحا
 اجمعین۔ اما بعد! این کلمہ چند است کہ حجت اسلام حامل بر عرض آنها
 شدہ، حق عز و علا آن را بر سامع خلیہ برساناد، وجود پادشاہان اسلام نعمت
 است بغایت عظیم..... بایددانست کہ ولایت ہندوستان ملکے ست
 وسیع و اہل ملوک اسلام در قدرت بسیار بہ مجاہدہ بے شمار بہ دفعات تیس ولایت
 را سخر ساختہ اند۔ سوائے دہلی کہ جائے نشست پادشاہان صاحب اقتدار
 بودہ است در ہرنواحیہ فرمانروائے غلاحدہ بود، مثل گجرات، احمد آباد کہ تعلق
 بہ دہلی جہت داشت، و تہہ راباد شاہی دیگر و بنگالہ در تحت تصرف حاکم
 دیگر و او دھ محل سلطنت شفعے دیگر کہ اورا سلطان الشرق می گفتہ اند و
 ملک و کھن عبارت از پنج سلطنت است برہان پور و برار و اوڑکٹ

و بیجا پور کہ در ہر ولایت ازمین ہا یاد شاہے مستقل بودہ است و در مالوہ
 حالکے حیدر افرماں روا، ہریکے ازمین مواضع کہ نام کردہ شد، یاد شاہے علیحدہ
 صاحب فوج و صاحب خزانہ می داشت۔ و ہر کردارے در مملکت خود مسجد یا
 بنا نمود و مدرسہ ہا ساختہ و مسلماناں از اطرافِ غرب و بحکم انتقال نمودہ و زمین
 مواضع حُر و ج اسلام شدند و نا حال اولاد بہاں مردم بر طور اسلام قائم
 و ملک دیگر است کہ ہیچ گاہ محل نشست یاد شاہے از یاد شاہان اسلام
 نشد و بر کفر صرف باقی ماندہ، الا آنکہ یاد شاہاں از اُنچہ کہ نزدیک حدود
 ایشان بود باج می گرفتند، و اُس ملک را جیوتانہ است طول ادا از حدود
 متہتہ گرفتہ تا حدود سبگالہ و بہاں ر قریب چہل منزل و عرض ادا از نزدیک ہلی
 و اکبر آباد تا حد گجرات و اُجلین بیست منزل، این ہمہ ملکہ با وسعت است
 کہ گاہے نشست گاہ ملک اسلامیہ نشد۔ قصہ کوتاہ یاد شاہان تیمور یہ ہمہ
 این از جانب خود منسوب ساختہ اند با قوم را جیوت معاہدت و مناسبت
 بہ میان آوردہ اند و اُس جماعہ را نوکر خود نامیدہ از شیران ہامون شدند۔
 و دست از جہاد مطلق باز داشتند، و اقنان فن تاریخ تمام این ماجرا مفصل
 بعرض خواہند رسید ^{والفصل}

بالجملہ مرہطہ نامی قومے از کفاز کہ رتیبے دارند، در

اقتصاد و کن از چند گاہ سر بر آوردند و جمیع ولایت ہندوستان را احاطہ

کرده اند - متاخران ملوک تیموریه از جهت عدم دوراندیشی و کثرت غفلت
 و اختلاف فکر بدست خود ملوک کجرات به مرسته^{۱۳} دادند باز به همان سست اندیشی
 و اسباب غفلت مانده به آنها سپردند و نام صوبه داری آنجا نهادند و رفته رفته
 قوم مرسته قوی تر شدند و اکثر بلاد اسلام را متصرف گشتند و از مسلمانان و هندو
 باج گرفتند و آن را چون^{۱۴} که نام نهادند یعنی ربح حاصل الاولی و ذوالحی و
 چون رؤسای این شهر اولاد پادشاهان قدیم اند و وزرات و امراء اولاد
 امراء قدیم^{۱۵} لابد مرسته با ایشان نوعی از مروت بکار برده و خود در میان
 آوردند و سلسله ملوک از طرفین جنبانیده از انواع تملق متناهی کرده گذشتند
 و اولاد کهن که اولاد نظام الملک مرحوم گاه به بانواع حیل میا^{۱۶}
 قوم مرسته جنگ انداخته و گاه به فرنگیان را با خود رفیق گرفته و شهرهای
 عظیم را مثل بربان پور و اورنگ آباد و بیجا پور متصرف ماندند و اطراف و
 نواحی را به مرسته گذاشتند و غیر این دو موضع خالص^{۱۷} تصرف مرسته است بآنجا
 بر انداختن قوم مرسته آسان کاریست - اگر غازیان اسلام کمر همت بر بندند
 و دویست صف آنها بشکنند - در اصل قوم مرسته قلیل اند و ملحق به این طائفه کثیر
 در بهم زدن یک صف جماعه که ملحق به ایشان اند از هم می پاشند و اصل قوم مرسته
 به همین شکست ضعیف می شود و چون اقویا نیستند سلیقه آنها فراموش آوردن کثرت
 افواج است که از مورد بلخ بیش تر توان گفت نه دلاوری و گونه یراتی (۹)

غرضکه فتنه قوم مرسته در هندوستان عظم فتنه با است ^ع حق تعالی ایضا و باد
 کس را که این فتنه را فرو نشاند. قوم دیگر از کفار حب است که مسکن این جماع
 در میان دہلی و اکبر آباد واقع است ^{۱۶} این هر دو شهر بمنزله دو جویلی بادشاہان بوده
 است. تیموریہ گاہے در اکبر آبادی ماندند تا بدبیشاں بر راجپوتانہ فتنہ
 و گاہے در دہلی تا ہیبت ایشان بر سہرند و نواح آں مستولی گرد و مزارع ان
 مواضع مابین دہلی و اکبر آباد قوم حب بودند پس احکام بریں قوم و در مان شاہ
 جہاں پادشاہ آں بود کہ کس ازیں ہا بر اسب سوار نشود و بندوق با خود نہ ارد
 و قلعہ بر آسے خود بنانہ کنند. بعد از آں رفتہ رفتہ پادشاہاں از حال آںہا غفلت
 نمودند و آں ہا فرصت یافتہ قلعہ ہا بنا ساختند. و بندوق با خود گرفتہ قطع طریق
 آغاز کردند. اورنگ زیب مد آں وقت در و کھن مشغول قلعہ سیجا پور و حیدر آباد
 بود. از انجا فوج بر آتے تا دیب حب فرستاد و بمیرہ خود را بہ سرداری فوج ^{۱۷}
 معین نمود. رئیسان راجپوتانہ بآں شہزادہ نقار و رزیدند و مخالفت پیش کردند
 و اختلاف و لشکر واقع شد و باندک فروتنی آںہا اکتفا نمودہ فوج پادشاہی باز
 گشت و نیز در زمان محمد فرخ سیر شورش این جماعت بجوش آمد قطب الملک
 کہ وزیر بود، افواج قاہرہ فرستاد، و چور آسن کہ آس آں قوم بود بعد محاربات و
 مقاتلات را ہشی بہ صلح شد و اورا پیش پادشاہ آوردند و عفو و تقصیرات نمودند
 و اس نیز حقیقت خلاف مصلحت اسلام بہ عمل آمد. باز در عہد محمد شاہ

طغیان و سرکشی این قوم زیاده از حد بنظر آوراند و این غم چو راسن که سورج ملست
 رئیس این جماعت شد و راه فساد پیش گرفت چنانچه شهر بیانه را که شهر قدیم
 اسلام بود و علماء و مشایخ از مدت بیست و هشت سال در آنجا اقامت داشتند
 قهر و جبر استصرف گشته همه مسلمانان را بخواری اخراج نمودند. ازان باز هر
 روز سرکشی ایشان زیاده تر شد و بسبب اختلاف و غفلت ملوک و امراء کس
 بآن نه پرداخت. اگر بالفرض یک قصه تنبیه و بخاطر می آورد و کلاک سورج مل
 به امراء و دیگر رجوع نموده باو در ساخته مشوره پادشاه را بر می گردانند.
 تا آنکه در زمان پسر محمد شاه صفدر جنگ ایرانی خروح نمود و با سورج مل
 متفق شد و بر شهر دلی کهنه تاخت آورد. جمیع اهل شهر کهنه را غارت نمود. پسر
 محمد شاه در شهر نو خرید و دانه با محکم بسته جنگ توپخانه سر کردند. محض فضل الهی
 صفدر جنگ و سورج مل بعد و سه ماه خاتب و خاصر باز گشته طرح موافقت
 انداختند چون مردم پادشاه از جنگ عاجز شده بودند موافقت آن اعداء
 غنیمت بارده شمرند ازان باز شوکت سورج مل افزونی یافت. و او را
 دو کرده دلی گرفته تا قصی اکبر آباد و لاد از حد و سیوات تا فیروز آباد و
 شکوه آباد عرضاً متصرف شد. و اذان و صلوة مقدر کس
 نه که بر پادار و یک سال می شود که قلعه الور که مشرف به جمیع میوات است با
 سورج مل در تصرف خود آورده هیچ کس اذ آن سلطنت را مقدر و نه شد

که ممانعت ننماید -

محصولات هندوستان کما د هفت هشت کروڑ نیست لیکن بشرط غلبه و شوکت و الاداره بدست نمی آید چنانچه الحال دیده می شود چنانکه حبس تصرف دارد محل وصول یک کروڑ است و راجپوتانان با آن وسعت خود اگر بر سر هر چه خراب و ضعیف کرده شود کم از دو کروڑ نیست - در عهد محمد شام هر سال از بنگاله یک کروڑ مقرر بود و همیشه صوبه دار آنجا بلا توقف می فرستاد ، با وصف ادا ائے این مبلغ مالدارترین امرائے هندوستان صوبه دار بنگاله بود ، چنانچه با وجود بے نسبی درین ایام هم سفیه کار نادیده نوجوانی که مسلط است بر بنگاله : دکن ندیره ناظم قدیم آنجا است ، صاحب خزائن بے شمار است و سعادت خاں ایرانی و بعد از او صفدر جنگ داماد صوبه دار دهه را منتصرف بودند ، دو کروڑ این صوبه عالمه داشتند ، یک کروڑ خرج می کردند و یک کروڑ جمع می ساختند ، و همین مالدارانی حامل شد صفدر جنگ را که بر باد شاه خروج کرد -

و بر هم زدن شوکت حبس نیز نزدیک تدریس آسان است - ملکهائی که در تصرف خود گرفته است از خودش نیست ، بلکه از دیگران غصب کرده است - هنوز مالکان آن مواضع موجود اند ، اگر بادشاه صاحب شوکت و عدالت دست مرحمت بر سر آنها گذارد ، با سوری مل به مخالفت برخیزند

و بمیان خویش در آویزند. این است حال کفار هندوستان -

اما اجزای حال مسلمانان این است که نوکران پادشاه که زیاده

از لکھ آدم بودند، پیاده و سوار بعضی اهل نقدی و بعضی جاگیردار - و از غفلت پادشاهان (نوبت) بجای رسید که جاگیرداران بر جاگیرات عمل و دخل نیابند

و کس غور نمی فرماید که باعث بے عملی است و چون خزانه پادشاه نمائند نقدی هم موقوف شد، آخر حال همه از هم پاشیدند و کاسه گدائی در دست گرفتند، و

از سلطنت بجز نامی باقی نماند. چوں حال نوکران پادشاه باین حد رسید،

تنها سی حال سایر اهل بلدان که وظیفه خواران بودند یا سوداگران یا محقره،

قیاس باید کرد که بچه حد رسیده باشد، با انواع ظلم و ضیق محیشت گرفتار شده

اند. علاوه این همه ضیق و عسرت چون قوم سورج مل و صفدر جنگ بر شهر کهنه

دهلی تاخت کردند، همه بے خانما و پریشان و بے مایه گشتند، باز قحط منور از آسمان

مانند شد، بالجمده این جماعه مسلمین قابلِ ترحم اند، درین وقت هر عملی و دخلی که در

مسو کار پادشاهی جاری است بدست میزد است که مستفیدان و کارکنان

غیر این طائفه نیست. هر دولت و ثروتی که هست در خاتمه ایتهای جمع شده

و هر افلاسی و محضه که هست بر مسلمانان - ————— سخن در آن شد

از قاعده اخضر بیرون رفت. حاصل کلام آنکه در ملک هندوستان

علیه کفار باین صورت است که در میان آمد و ضعف مسلمانان باین صفت -

در میں زمانہ پادشاہ ہے کہ صاحبِ اقتدار و شوکت باشد و قادر بر شکست
 لشکرِ کفار و دور اندیش بجنگِ آزما، غیر از ملا زمانِ آنحضرت موجود نیست
 لاجرم بر آں حضرت فرضِ عین است قصدِ ہندوستان کردن و تسلطِ کفار مرتبہ
 بر ہم زدن و ضعفائے مسلمین را کہ در دستِ کفار اسیر اند خلاص فرمودن،
 اگر علیہ کفر معاذ اللہ بہمیں مرتبہ ماند، مسلماناں اسلام فراموش کنند، و
 اندکے از زمان نگذر د کہ قوے شوذ کہ نہ اسلام را دانند نہ کفر را۔ ایں نیز
 بلائے عظیم است کہ قدرتِ بردخِ آں بہ فضلِ ایزد منان غیر آں حضرت
 میسر نیست۔

ما بندگانِ الہی رسولِ خدا را صلی اللہ علیہ وسلم شفیع می آریم، و
 بنامِ خدا سے عزوجل سوال می نمایم کہ ہمت باہمت را بجانبِ جہادِ کفار
 ایں نواحی مصروف فرمایند تا در پیشِ خدا سے عزوجل ثوابِ جمیل در نامہ اعمال
 آں حضرت ثبت شود، و در دیوانِ مجاہدین فی سبیل اللہ نام نامی نوشته
 شود و در دنیا غنائم بے حساب بدستِ غازیانِ اسلام افتد و مسلماناں از
 دستِ کفار نجات یابند۔۔۔ بخدا می پناہم از آنکہ بدستور نادار شاہ
 بحملِ آید کہ مسلماناں را زیرِ دوزیر ساخت و مرتبہ و جبط را سالم و غنائم
 گذاشتہ رفت، از اں باز دولتِ کفار قوت یافت و جہودِ اسلام از ہم پاشید
 و سلطنتِ دہلی بمنزلِ لعبِ صیباں گشت۔ معاذ اللہ۔ اگر آں قوم کفار

مسلم مانند مسلمانان ضعیف، نام اسلام هم جاست نخواهند ماند. الله الله
 و لا حول و لا قوة الا بالله. خداست عزوجل در صفت مجاهدین می فرماید ^صمحمداً
 رَسُوْلُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ اسْتَبَدَّ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَلِيَّةٍ لَهُمْ تَزَاهٍ
 رُكْعًا سُبْحَانًا. ^{فقه}الآیة - یعنی سخت دل اند بر کافران، مهربان اند بر مسلمانان و
 در وصف جمعی که با مرتدان جهاد کنند فرمود: یا ایها الذین امنوا من
 یرتد منکم عن دینہ فذوقوا عذاب الله بقوم یحبهم و یحبونہ
 اذلت علی المؤمنین اعدوة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل
 الله و لا یخافون و مة لا تهم - یعنی خداست عزوجل دوست می دارد و
 ایشان را دایشان دوست می دارد خدا را و متوانع اند برائے مسلمانان سخت
 دل اند بر کافران، ازین جا معلوم می شود که فتح اسلام نصیب همان جماعت
 است که هر جا مسلمانی هست او را بمنزله فرزندان و برادران عینی دوست می
 دارند و هر جا که کافر عربی است مانند شیر زیاں -

پس واجب است که درین مجاہدات نیت تقویة اسلام بخاطر استقرار
 شود چوں افواج قاهره در جاست رسد که مسلمانان و کافران آنجا بهم آمیخته باشند
 باید که نسقچیان به استقلال آنجا تعین شوند و با آنها تا کید شود که جماعت از
 ضعفائے مسلمین که در قریات ساکن اند ایشان را در قضبات و امصار در
 آرند و باز نسقچیان در قضبات و امصار استاده مانند تابه پیچ و جبال مسلمانی

غارت نشود و ناموس مسلمانان غفلت پذیرد - در حدیث شریف دارد
 شده که ذَوَاللُّنْبِیَّاءِ اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُسْلِمٍ - سرور انبیاء
 علیه من الصلوة آنها و من التحیات اکیها (عازم احادیث) شد بمقتضای عمره و کفار قریش
 از دخول مکه مانع آمدند - آخر حال با کفار صلح در میان آمد - بعض کبار صحابه را بخت
 دین بچو شید و راضی بآن صلح نگریدند - حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 بقول ایشان التفات نه فرمود و صلح نمود - چون ازین سفر باز گشتند در راه سواری
 افتادند تا نازل شد، حق سبحانه حکمت وجود صلح و تاخیر فتح آنجا آشکارا فرمود
 و لا لرجال مؤمنون و نساء مؤمنات لم تعلموهن ان تطوئنهم
 فتضیبکم منہم معرّۃ بغير علم لیدخل اللہ فی رحمتہ من یشک
 لو تزلیوا العذاب ان الذین کفروا منہم عذابا الیم

یعنی چون مسلمانان را مضرت می رسید حکمت الهی تقاضا فرمود که این
 مقصد را به مهلت سرانجام باید و کافران بطوع یا بکره قبول اسلام کنند و
 مسلمانان از گیر و دار مجاہدین محفوظ مانند، بعد از آن بعد دو سال فتح مکه صورت
 گرفت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با عازده هزار کس قریب مکه رسیدند و
 اہل مکه به لطف و عنف داخل ربقہ اسلام شدند و دست بیعت بآن حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم دادند - درین قصہ پادشاهان دور اندیش و دانادل صائب تدبیر را
 حلیم حکمت است ثریب، و آن آنست که در محل اختلاط مسلمانان با کافران صلح

تانی را کار فرما شوند و سخت کاغذ آن بدکیش را که بر مسلمانان تسلط یافته اند از همه
متفرق سازند. بعد از آن مسلمانان خود بخود دست در دست پادشاه عادل و دور اندیش

خواهند داد و
و کرم الله من لطف خفی
یدق خفاک عن فهم الذکی

چنانکه دوائی تلخ هر چند سودمند باشد مذاق مرعین بآن رغبت نمی نماید
طیب حاذق آن را با شهید می آمیزد و میچینا پادشاهان عادل که بقصد جهاد و عدل
التمس متوجه شوند و آن جا مسلمانان خرد و ریزه متفرق باشند و هر جان و آبروی
خود ترسان و هراسان و کسب طبیعت آن گیر و دار را ناخواهان - هر جا که برسند
فقیرند عزیزان و سادات و علمای آن شهر را به الطاف مسروانند و انعام پادشاهانند و
انواع دلاسا و مدارا محفوظ سازند تا آوازه لطف ایشان به اطراف بلاد دور و نزدیک
برسد و همه با جمیع دست و عبارت فرج با و شاه عدالت پناه بکشایند و از خدا است
عز و جل شکر و در همین استدعا نمایند که ای آیت رحمت به شهر ما فرد آید - اہم الام
را تقدیم باید نمود و هر جا احتمال شکست مسلمانی باشد توقف باید فرمود - بلکه کفار را
اول برہم باید زد - و اگر و اگر و آن جماعه که کفار اند و در جهاد مقدم باید داشت تا
بے تردد و احتمال قتل مسلمانی مدعا بحصول انجامد - انتہای کلام می باید کہ بحسب
حضرت خاتم النبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام در حق پادشاهان اسلام و نسلخ خلفای
راشدین در باب حفظ آداب پادشاهی مقرر شود -

اخرج البخاري عن ابى سعيد الخدري عن النبي صلى الله
 عليه وسلم قال ما استخلف خليفة الا له بطانتان بطانة تأمر
 بالخير وتحض عليه وبطانة تأمر بالشر وتحض عليه والمعصية
 من عصية الله - وخرج ابو يوسف (رحمه الله) عن ابن سابط
 قال لما حضرت ابا بكر رضي الله عنه الوفاة ارسل الى عمار
 ليستخلفه ثم قال له اني اوصيك بوصية ان حفظتها لم
 تكن شئ احب اليك من الموت وان ضيعتها لم يكن شئ
 ابغض اليك من الموت ولن يعجزه ان الله تعالى عليك حقا
 في الليل لا يقبل في النهار حقا في النهار لا يقبل في الليل
 وان لا يقبل نافلة حتى تؤدى الفريضة وانما خفت موازين من
 خفت موازين يوم القيامة باتباعهم الباطل في الدنيا وخفت
 عليهم حق الميزان لا توضع فيه الا باطلا ان يكون خفيفا دائما
 وانما ثقلت موازين من ثقلت موازين يوم القيامة باتباعهم
 الحق في الدنيا وثقل عليهم حق الميزان لا يوضع فيه الا الحق
 ان يكون ثقيل فان انت حفظت وصيتي هذه فلا تكونن عاب
 احب اليك من الموت ولا بد لك منه وان انت ضيعت وصيتي
 هذه فلا تكونن عاب ابغض اليك من الموت ولن تعجز -

وَأَخْرَجَ ابْنُ يَوْسُفَ عَنْ زَيْبِ بْنِ أَبِي قَالٍ لَهَا وَصِيَّتُهَا
 قَالَ أَوْصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ بَعْدِي بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَوْصِي بِالْمُهَاجِرِينَ
 الْأَوَّلِينَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَكُرَامَتَهُمْ وَأَوْصِي بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ
 تَبِعُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيئَتِهِمْ وَأَوْصِيَتْ
 بِأَهْلِ الْأَنْصَارِ أَنْ لَا يَرْوُوا لَهَا سُلَامَةً وَغِيظَ الْعَدُوِّ وَحَيَاةَ الْمَالِ أَنْ لَا
 يُوْخِذَ مِنْهُمْ إِلَّا فُضِّلَهُمْ عَنْ رِضَى مِنْهُمْ وَأَوْصِي بِالْأَعْرَابِ فَأَمَّا نَهْمُ
 الْعَرَبِ وَهَذِهِ الْأَسْلَامُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ حَرَاثَةِ أُمُورِهِمْ لِيُرْزَقَ عَلَى فَقْرِهِمْ
 وَأَوْصِيَتْ بِنِسَاءِ اللَّهِ وَفُتَى رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يُولَى لَهُمْ بَعْدَهُمْ أَنْ يِقَاتِلَ مِنْ
 وَرَأْسِهِمْ وَلَا تَكْلِفُوا فَوْقَ طَائِفَتِهِمْ وَأَخْرَجَ ابْنُ يَوْسُفَ عَنْ هَانِي مَوْلَى عُمَانَ
 بْنِ عُمَانَ قَالَ كَانَ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا وَقَفَ عَلَى قَبْرِ أَبِي حَتَّى يُسَبِّحَ
 الْحَبِيبَ فَقِيلَ لَهُ تَذَكُّرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَلَا تَسْكُ وَتَسْكُ مِنْ هَذَا قَالَ إِنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَبْرُ أَوَّلُ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَمَنْ
 مَخَّاهُ مِنْهُ فَسَاءَ الْعِيْلُ الْبَیْرُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَسَاءَ بَعْدُ أَشَدَّ مِنْهُ
 وَأَخْرَجَ ابْنُ يَوْسُفَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِيحٍ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي
 طَالِبٍ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً وَوَلَّى أَمْرَهَا رَجُلًا ثُمَّ قَالَ لَهُ أَوْصِيكَ بِتَقْوَى
 اللَّهِ الَّذِي لَا يَبْدُلُكَ مِنْ نِقَائِهِ وَلَا مَنْتَعِي لَكَ دُونَ سَيِّدِكَ لِلدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِالَّذِي بَعَثْتَ لَكَ وَعَلَيْكَ بِالَّذِي يَقْرُبُكَ إِلَى اللَّهِ

فان فیما عند الله خلفا من الدنیا۔ این است آنچه بطریق اعتجال متنبوید
در آمد و اگر توجه خاطر با این کلمات مفہوم شد بعض مطالب تفصیلاً خواهد رسید
والحمد لله اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً۔

مکتوب سوم

بجانب

نجیب الدولہ

خدا سے عزوجل آن امیر المجاہدین را بنصر ظاہر و تائید باہر مشرف
کناد، و این عمل را بقر قبول رسانیدہ و کثرت عظیمہ و برکات جیمہ بر آن مرتب
گرداناد۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام محبت مشام صبح آنکہ دعائے
نصر مسلمین کردہ می شود، طرز سر و ش غنی نجات قبول شنیدہ می شود، امید است
کہ خدا سے تعالیٰ بر دست ایشان احیاء طریقیہ جہاد فرمودہ برکات آن عا جلاً
و آجلاً نصیب کند۔

إِنَّهُ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ !

مکتوب چہارم

بجانب

نخب الدولہ

خداے عزوجل آں امیر الغزوات، رئیس المجاہدین را بقوتِ تازہ
و تشریفِ بے اندازہ معزز و ممتاز ساختہ ابوابِ برکات بر مسلمین بکشتاید۔
بکمالِ کرمہ انما قریب و مجیب، در اکثر اوقات مرحوبہ و ذلیفہ و غائے
خیر ادا کردہ می شود و بعض احبب ان نویدِ غلبہ اسلام بگوشِ ہوش می رسد
اگر چه این معنی بعد انتظار و پس از کوشش ظاہر شود۔ بے دل نباید
شد۔ لکھنؤ اجل کتاب۔ والسلام۔

مکتوب پنجم

بطرف

نجیب الدوله

خدا تعالیٰ عزوجل آن امیر الغزاة، رئیس المجاهدین محفوظ و محفوظ
 و ربین عنایت محفوظ دارا و بعد سلام واضح آنکه رقیبه کریمه رسید، حمد الهی بر صحت
 سلامت ذات سامی بجا آورده شد، در پیده غیب بر انداختن این دو فرقه کهنساله
 یعنی هر سینه و جبهه مهمم شده است. موقوف بر وقت است همیں که عزیزان کرم
 بیعت بستمه دور صد و قتالی آمدند، ظلم کفران شاع الله تعالی، می شکند، باقی
 ماند مطلب دیگر چو غور افواج شاهیه به دلی واقع شود، اتمام کلی باید کرد که مثل
 سابق یا مال ظلم نگردد، ایل دلی چیدیں دفعه نهیب اموال و هتک
 ناموس دیده اند و به همیں سبب در کارهای مطلوبه شاهیه توقف افتاد، آخر
 آه مظلومان کار با دارد، این بار اگر می خواهند که کار دست بسته متبیر شود و غن
 بلیغ باید نمود که کس با مسلمانان و ذمیان دلی کار نداشته باشند. والسلام

مکتوب ششم

بطرف

نجیب الدوله

خدائے عزوجل آن منبع الحسنات، امیر المجاهدین، رئیس الخزائن
 را به فتوح تازه و برکات بے اندازه مشرف و ممتاز گرداناد. از فقیر دلی الله
 عفی عنه، کمتمس آنکه اکثر اوقات بجناب محیب الدعوات دعا کرده می شود که فرق
 کفار منہزم و متاصل سازد، امیدواری از فضل او تعالی آنست که عنقریب
 بوجود آید، در سهندستان سه فرقه از کفار به شدت و صلابت موصوف اند تا و فلیکه
 استیصال این سه فرقه نمی شود و نه باد شایسته مطمین شده می نشیند، نه امرار و
 نه رعیت بغیر از خاطر می توانند زیست، مصلحت دینی و دنیوی هر دو در آن منحصر
 است که بعد فتح مرهمه بید رنگ متوجه قلعات جنت شوند و آن را به نیروی
 برکات غیبیه بمیسر فتح نمایند بعد از آن نوبت سکه است، آنجما عدا
 نیز دیر در بر باید ساخت، و منتظر نفعات الهیه باید بود.

مقدمہ مہم قرآن است کہ مسلمانان ہندوستان چہ دہلی و چہ غیر
 آن چندیں صدات دیدہ اند و چند بار نہب و غارت آزمودہ، کاروبہ
 استخوان رسیدہ است جاسے ترجم است، براتے خدا و براتے رسول خدا
 تاکید بلیغ باید کرد کہ متعرض مال مسلمانے نشود، دریں صورت اُمید آنست
 کہ ابواب فتوح پے در پے کشادہ گردد۔ اگر دریں امر تغافل شود بترسم کہ آہ
 مطلوبان سدا راہ مقصود گردد۔ والسلام۔

مکتوب ہفتم

بطرف

نواب نجیب الدولہ بہادر

خدا سے عزوجل اس راہس المجاہدین، رئیس الغزاة، امیر الامراء
 بہادر را بہ فتوحات تازہ و ترقیات بے اندازہ مشرف گرداناد، از فقیر ولی اللہ علی
 عنہ بعد سلام مودت التزام واضح باد کہ فقیر زادہ از اس عالی مرتبہ پیغام ربانی
 بابت غلبہ جت بر نواحی دہلی و سرکشی آؤ نقل کرد و جواب آن مفصل در اس مقدمہ
 درخواست نمود، بناء علیہ اس چند کلمہ مرقوم می شود، حقیقت این است کہ فقیر در واقعہ
 استیصال قوم جت بہ ہماں صفت کہ قوم مرتبہ متاصل شدہ اند، دیدہ است
 و نیز در واقعہ دید کہ مسلمین بمذہبات و قلاع جت مسلط شدہ اند و مسکن و ماوات
 مسلمین شدہ است۔ اغلب راتے آنست کہ روہیلہا در قلعہات جات
 اقامت کنند، اس قدر در غیب الغیب مصمم و مقرر است، فقیر را درین مقدمہ
 شک و شبہ نیست، اما تہنیز در عالم ملکوت صورت فتح ظاہر شدہ است، محتاج

توجه و محبت بندگان خدا که درین کار ایشان را قائم ساخته اند هست بچون
 این مقدمه واضح شد صلاح دید این فقیر آنست که آن عالی مقام عزیز را بقدر
 نیت اعلای کلمه الله و تقویت ملت محمدیه علی صاحبها الصلوات والتسلیمات
 در خاطر مصمم کنند و جهاد آن ملاعین شروع نمایند - روزیکه از خانه بقصد
 جهاد کوچ کنند، فقیر را اطلاع دهند تا بطوریکه خدا تعلیم کرده است متوجه
 شود - امیدواری از فضل حضرت کریم آنست که فتح عجیب دست دهد، و
 افواج آن ملاعین برهم خورند، این قدر خود هموار باید ساخت که جنگ اعدا
 نشیب و فراز دارد - به اندک خبر بدول نباید - از ابتدار آفرینش حضرت
 آدم تا الیوم کدام فتح بوده است که نشیب و فراز نداشت، از یاده مبالغه
 درین مقدمه عادت فقیر نیست، اما یک نکته را خاطر نشان خود میکنند که بعضی مردم
 هستند که بظاهر سر نوگرشما و دولت شما اند و به باطن میل بجا تب آن ملاعین دارند نمی
 خواهند که قوم کفره متاصل شوند، هزار حیل درین مقدمه خواهند انگخت و بهر نوع
 صلح را در نظر آن عزیز القدر خواهند آراست، در دلی می باید نیت مصمم ساخت
 که سخن آن جماعه نشنوند و هرگز بسخن ایشان میل ننمایند اگر میل سخن آن
 جماعه بنزد نصرت متاخر می شود، فقیر این مقدمه را همچنان می داند که گویا
 کسی به چشم خود می بیند - والسلام

مکتوب ششم

بجانب

نواب نجیب الدوله بهادر

خداے عزوجل را س المجاہدین رئیس الغزاة امیر الامراء بہادر
 را بہ فتوحات نازد و ترقیات بے اندازہ مشرف گرداناد۔ از فقیر ولی اللہ عفی عنہ
 بعد سلام محبت التزام واضح با مکتوب محبت اسلوب متضمن استعداد جہاد جات
 و استفسار آنکہ جماعت مسلمین با جات موافق شدہ اند، یا آنجماعہ چہ نوع سلوک
 باید کرد، رسید، عزیز القدر من افتح جات در غیب، بغیب معصم است، دریں
 باب هیچ وسواس بہ خاطر شریف نہ رسد، ان شاء اللہ تعالیٰ بدستور مرمر مہمیں
 کہ ہر دو وصف برابر شدہ مانند طلسم خواہد شکست، اگر جماعت از مسلمین ہمراہ جات
 باشند ہیچگونہ وسواس نکلند، امید وارم کہ غیر آنکہ بظاہر کثرت دشمنان بنظر آید
 بیچ نتولش نخواہد پیش آمد۔ خداے تعالیٰ دست آں جماعت مسلمین بندہ خواہد کرد
 قتال نخواہد کرد انشاء اللہ تعالیٰ بہ مثال آنکہ شیراں در رمہ گوسفندان در آیند

هزیمت بر آن جماعت خواهد افتاد، از کثرت اعداء اندیشه نکنند، و نه رفاقت
 مسلمین با اعداء — اراده خدا تعالی بر همه غالب است سخن صلاح اگر کافران
 بخدایت شریف بهر حیل عرض کنند گوش سخن ایشان نباید داشت، و اگر بعضی مسلمانان
 که نیت ایشان در اعلائے دین محمدی علی صاحبها الصلوٰۃ والتسلیمات ضعیف است
 اندیشه باز دورود از مستولی کنند، آن را نیز استماع نباید نمود، غیر استعداد
 حرب و غیر شدة درین کار ملحوظ خاطر شریف نباشد. میان فقیر گل بعض گفتگو
 مسلمانان و اندیشہاء باطل التماس نمودن مفصل بیان کردند. بتاکید تمام
 نوشته می شود تا مدتی که برای جهاد حیات کوچ کنند، فقیر را اطلاع دهند، انشاء الله
 تعالی انداں وقت تا وقت فتح بدعائے علی مشغول خواهد بود. والسلام

مکتوب

بطرف

نجیب الدوله

حق جل و علی آن را اس المجاہدین، رئیس الغزاة، امیر الامراء را بر بند
غزت متمکن داشته انواع خیرات بر منقذہ ظهور آورد. از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد سلام
محبت التواضع مکتوب باد، آنچه معلوم می شود آنست که امر دنا سید ملت و امت
مرحومہ در پردہ آن مصداق خیر ظہیر می کنند، از هیچ محروم و سواس بخاطر شریف راه دنیا
ہمہ کار ہا ان شاء اللہ تعالیٰ بر مراد و دوستان است، و ہمہ دشمنان پایال سلطۃ الہی
ثانیاً و ہنح آنکہ حافظ ابو ابرخاں مرد نیک نفس است خراش و تراش کہ اتیج محبوب
بدنما پادشا ہاں تواند بود، و نفس او دنیا فریبہ اند.....

سابق اشارتے باین مصنون مرقوم شدہ بود۔ والسلام

مکتوب دهم

بنام

بندۀ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقاتق و معارف آگاه عزیز القدر سجاد نشین اسلاف کرام شیخ
محمد عاشق سلمه الله تعالی، از فقیر ولی الله عفی عنه بعد سلام محبت الیتام مطالعه
نمائید الحمد لله علی العافیه دی روز که فقیر از نماز جمعه پیش از وقت معتاد
برخواست و زود آں عزیز القدر را رخصت نمود، سبب آن همین بود، که
از دحام تشویش خاطر ندید.

پادشاه و والدۀ او آمدند ^{هسته} نخست در مسجد بند و بست زمانه کردند، غرض
ازین صورت آن بود که بے تکلف نشسته ساعتی توقف کنند، قریب یک پاس
نشست و طعام هم خورد و اکثر کلام او استمدا و در امور رفاه خلق الله بود و
تاسف بر آنکه آنچه در آیام انعکاف یعنی حبس بر خود التزام نموده بود، بظهور رسید
و آنکه کدام زلت از من صادر شده بود که مغفرت طلب مستتر شد، پیش ازین در مقام

رویا به مشاهد جمال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرف می شدم، الحال میسر
 نمی آید، در آن میان سه رویا ذکر نمود، اول وقتیکه رفیع الدوله را به پادشاهی
 منصوب ساخته بودند گفت پرسیدم که بعد رفیع الدوله کدام پادشاه خواهد شد
 فرمودند روشن اختر^{۳۳}، گفتم بعد از او، گفت دیگر هرت گویا نیست^{۳۴}
 گفتم بعد از او، فرمودند تو، پرسیدم تا که این معنی ممتد شود، و دیگر
 وقتی که قتل عام وقت نادر شاه واقع شد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را خواب
 دیدم گویا حصاری کنند و به انگشت اشارت می کنند، پرسیدم این چیست؟ فرمودند
 آتش عظیم واقع شده حصار کروم تا قلعه محفوظ ماند، دیگر وقتی خواب دیدم گویا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم جیذ در دست مبارک در دست می کنند، فرمودند برائے نومی سازم
 فقیر طریقه بیعت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خواب بیان کردم و به ملاحظه صورت
 مبارک آن حضرت اشارت نمودم، گفت صیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 که در رویه رفیع الدوله در روشن اختر دیده بودم حاضر ذہن من است، فقیر گفت ایها
 ما پیش خاطر تحضر باید ساخت، لهذا زان نماز در مسجد با فقیر خوانده و محضت شد۔
 والسلام۔

مکتوب یازوم

بِیْنَام

بندۀ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حفاظت و معارف آگاه و عزیز بقدر سجاوه نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
 سلامه الله تعالی از فقیر ولی الله غفر عنه بعد از سلام محبت مشام مطالعه نمایند الحمد لله
 والمنة که درین حادثه عامه عافیت نصیب شد، این محله را معلوم نشد که فوج مخالف
 آمده بود یا نه از جهت دستبرد غارتی و هم از جهت مصادره که بر سر حویلی ها مقرر شده بود
 اذیت نه رسید، عالمگیر را سابق آنچه گفته شده بود که درین فتنه شما را سلامت
 خواهد بود و آن هم بوقوع رسید، آل تمغای اکثر ضبط شد، الا آل تمغای
 اینجانب که دستخط کرده داده اند..... الحال احمد شاه درانی متوجه غروه حبس
 است، آنچه بوقوع خواهد آمد، نوشته خواهد شد، اهل شهر از قتل خود سلامت ماندند
 اما مواد فاسده در اہم و دونا نیز که مزاج ایشان جمع شده بود، همه را تفقیدگی بهم
 رسید چنانچه چائے عبرت است که هر قدر که بجای و حشمت بیشتر بودند، در

قید و ضرب و چوب کاری پیش قدم شدند، الا ما شاء الله تعالی -

والسلام

مکتوب دوازدهم

بنام
مولف ارجمندی شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاه عزیز القدر بتجاده نشین اسلاف کرام شیخ
محمد عاشق سلمه الله تعالی از فقیر ولی الله خفی عنه بعد سلام مطالعه نمایند الحمد لله
علی العافی، امروز افواه شنیده شد که تشویش خواطر آورد که افواج و دانی به طرف
بارهم می رود، آری جهت تشویش خاطر پیدا شد، هر چند ظن غالب است که طرف
پهلت و بود بهانه کار نداشته باشد، باجمعه از فضل الهی امید قوی داریم که
خدای تعالی شما را از جمیع آفات سلامت دارد و این معنی از دل می جوشد
هر چند بحسب ظاهر تشویش می آید و تدبیر اصلاح کرده می شود.

مکتوب سیزدهم

بنام
بندۀ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاه عزیز القدر سجاده نشین اسلاف کرام
شیخ محمد عاشق سلمه الله تعالی از فقیر ولی الله عقی عنه بعد سلام مطالعه نمایند
الحمد لله علی العافیه و المستول من الله الکریم ان یدیم العافیه لنا و لکم رحمته
کریمه رسید آمدن به موضع پهلوت بعافیت و سلامت معلوم شد الحمد لله علی ذلک
موافق سعه و در اعتراف داخل شدیم الحمد لله علی التوفیق و علی فتح ابواب المزیه
انچه از قبل واردات احوال است نوشتن آن چنداں مرز ندارد و انچه
از قبیل معارف است، ان شاء الله تعالی بعد فرغ نوشته خواهد شد.

انچه فقیر معلوم می شود آنست که ابد آلی باز خواهد آمد - برات کبت
کفار دارالہ دولت آن فریق و بعد اتمام موجود در همین سرزمین حیاه ادا می نماید و بقا
امربا وجود کثرت اوزار و تراکم لعن بجهت همین دولت کفار بوده است - والسلام

مکتوب چهارم

بنام

بندۀ مولف ریحانی شیخ محمد عاشق

خفایق و معارف آگاه، عزیز القدر سجادۀ نشین اسلاف کرام

شیخ محمد عاشق سلمه الله تعالی از فقیر ولی الله غنی عنه، بعد سلام مطالعونه

الحمد لله علی الجماع والمسلول من کرم العافیه والمعافاة و تعفو

فی الدنیا والاخره، نامه مشکین شمامه رسید و حقیقت مرقومه بوضوح پیوست

تبدیل فعل و جملۀ کلام و وزیر و وزیر ساختن بلاد به نظری آید، مسؤل درین حادثه آنست

که دایره سوء بر قدم کفار افتد و یک مشت مسلمانان که درین بلاد عزیزانم افتاده اند

در کنف عاقبت مانند افسانۀ قریب مجیب، هر چه قضای الهی است بجز

عزیز او ذی دلیل البتہ منتهی است، طوبی مرآں جماعت را که تسلیم و رضا

شعار ایشان است متقلاً و حالاً طوبی مرآں جماعت را که بعبادت تسلیم و رضا نفع

از نفحات قدس که از کمن تدلی کل حافظان جماعه و ناصر آل قوم باشند. ان

ولیت الله الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین. والسلام

مکتوب پانزدهم

بنام

بندۀ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقایق و معارف آگاه عزیز القدر سجاده نشین اسلاف کرام از
 فقیر دلی اللہ تعالیٰ عنہ بعد سلام مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ علی العافیہ خط سید فتح اللہ
 خاں رسید۔ یا حفظ، بعد و حمل برائے خواندن نوشته شد۔ ختم توبہ فیل
 یک ہزار و یکبار چند بار قبل و چند بار بعد درود باین لفظ اللهم صل علی سید القاسم بن علی علیہ السلام
 رب العالمین، و چند تعویذ سلاح فرستادہ شد، و این فقرہ در خط ایشان
 مندرج شدہ — بخاطر فقیری کہ اگر این مسلمانان از دریاعہ بکنند
 و یک بار جملہ بر جماعہ مرہطہ جست نمایند نشانی از نشانہائے خدا کے تعالیٰ
 مشاہدہ افتد، آن ملاعین مانند طلسم از ہم پاشند۔ السلام

مکتوب شانزدهم

بنام
شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاه، عزیز القدر سجاد نشین اسلاف کرام شیخ
محمد عاشق سلمه الله تعالی از فیقرو لی الله عفی عنه، بعد از سلام مطالعه نمایند
نامه مشکین شمامه رسید و تمهله که سبب قرب افواج کفزه فخره دران نواحی
واقع است، معلوم گشت، از جناب رب العزت مطلوب آن است، که
قریه الصالحین را از جهنم آفات نگهدارد.

مکتوب هفتادم

بنام
مؤلف یعنی شیخ محمد عاشق

..... نوشته بودند که چه خوب باشد اگر اشکاف رمضان

در بهشت واقع شود، فقیر را این معنی بقایت مرغوب است. اما اختلال حال
شهر که روزی فتنه تازه گل می کند و ترس دیگری در خاطر مردم می نشیند، در این
حالت خانه و کس و کوئے را گذاشتن از آداب مصالح ظاهر دور می نماید

همان مهرع مشهور مناسب حال می یابد ع
مجرى الرياح بها لا تشتهى السفن

مکتوب هشتم

بنام

مولف (معنی) شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاه عزیز القدر سجادہ نشین اسلام کرام شیخ
 محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، از فقیر ولی اللہ عفی عنہ بعد از سلام مطالعہ نمایند ...
 اصل قصہ آنست کہ وقوع فتنہ از آنجہ واقع شد مجمع التحقیق است -
 چون آمد آمد افواج ابدالی بجانب کشمیر مسعود گشت، آن خطرہ کامنہ گل کرد و
 مشاورت در آن باب در میان آمد، بعد مشاورت مقرر کردیم کہ چون کشاکش
 تا بہ لاہور رسید، در ہماں وقت قبیلہ را بہ طرف پھلتانہ کہانہ کنیم کہ حرکت قبل
 حدوث اندرات از قبیل طیش است و توقف الی ما بعد هجوم از باب رعونت تا
 حال ہم ہماں اندیشہ مصمم است یعنی دانیم آن معنی قریب الوقوع است یا
 متاخر تا میعادے

مکتوب نواز دوم

بجانب

پیاد احمد که از دیار مردم رومی به دست می‌رسند

بعد از سلام منون اسلام از فقیر ولی الله عفی عنه مطالعه نمایند

الحمد لله... یاران که این طرف آمدند بشکر جناب بیاد آب رطب السان

بودند که تخریض جیش رومیله بر رفاقت بادشاه اسلام و دفع نهیب و قتل

از مسلمین بوضع نمودند که زیاده از ان مقصود رنما شد فقیر از استماع ایر حکایات

بغایت مبلغ و مسرور شده و دعا بر علیه مرتبه ایشان درو تباد آخرت ادا

نموده.....

مکتوب بستم

بجانب

وزیر الممالک اصف جاه

الحمد لله وسلامه على عباده الذين اصطفى
بر خاطر عاظم این
فقیر و صخ شود که در ملکوت مقرر شده که کفار ذلیل و خوار شوند و بعد از آن بچند
مدت با غنیاں رسوا و خراب گردند و اگر آن شوکت و شہامت مآب بریں ملائین
کرمیت بہ بندند این ہمہ منسوب بایشان شود و تمام عالم مسخر ایشان گردد و
سبب رواج ملت و استقامت دولت ایشان باشند سعی تلیل خواهد بود
و عوائد جلیل - اگر سعی نکنند این جملہ خود بخود بحدیث سماویہ ہلاک و مضحک گردند
دریں صورت این معنی بایشان منسوب نگردد و

کار زلف است مشک استانی آما عاشقان

مصلحت را تہمت بر آہو سے چیں بستہ اند

چون این معنی منفعی بود که معلوم است لهذا با آن عزیز القدر بے اختیار گفته نوشته
می شود و وقت را غنیمت دانند و در جهاد اعداء الله تقاعد و تغافل را کار فرمایند
بعد چندین کار واضح خواهد شد

وسوف ترى اذا انكشف العبار

اقرس تحت رجبك اثم حصار

چون اظهار اثم مطلب بود و دوستی و خیر خواهی دامن گیر از مبالغه احترام و سخی
ازین فاش تر منظور نه شد - فرد -

گوستے توفیق و کرامت در میاں افکنده اند

کس بمیدان در نمی آید سواران را چه شد

سخنی که با محرمالی خود در پرده ادا می کردیم این جا بے پرده نوشته شد تا عذر نماند
والسلام والا کرام -

مکتوب بست ویم

بنای
وزیر الممالک آصف جاه متضمن بعضی نصائح صدور یافته

..... انا بعد از فقیر ولی اللہ غنی غنہ واضح شود خداے عزوجل

بکرم خود نوبادۂ شجرۂ اقبال را مبارک و مسعود کند و در پرورش آن دودۂ سعادت
پر و شهابی اندازد و آیین بقیۂ الکلام آنکه حکیم مطلق جل شانہ آدمی را بدو وجه
مرکب ساخته بدن عنقریبی که متقاضی شهوات حیثیست و روح پاک که مستعدی عقاید حقہ و
اعمال نافعہ است، الاجرم سعادت آدمی نیز به دو قسم باشد، شیعہ اہل فطرۂ سلیمہ آنست
کہ ہر دو سعادت را جمع نمایند نہ آنکہ بر یکے اختصار کنند چنانکہ غذاے روح ہم
ضروری است کہ بسبب فقدان مزاج روح از ہم می پاشد، رفع مظالم از
مسکین و ترویج دین و رسوم نیک پیدا ساختن ہمہ سعادت و در سعادت و سعادت
است. والسلام

مکتوب بہت دوم

بجانب وزیر الممالک اصفہا

خداے عزوجل ترقیات بہ نہایت دہاد و نعم دارین محفوظ و از نعم شائین محفوظ دارد۔
اما بعد! بابا با فضل اللہ جانیدہا، استفسار بعض احوال نمودند۔ بخاطر فقیر رسید کہ بسیار
قلم و امانح باید ساخت، اس ہمہ شدت ہائیکہ روئے می دہد با اعتقاد و فقیر بسبب تقاعدت
کہ از جنگ مرہٹہ بافتیاریا باصنطرا واقع شد، در اس آیام کہ فقیر آگاہ ساختہ بود
عنایت عجیب از پیش گاہ حضور حکیم ان لربک فی آیام دہہ کہ لفحات الافتخار
لہا۔ بشاہ باران می بارید ہر چند قدر شامل جمیع حوادث است در کارخانہ حکمت الہی
ہر امر وابستہ بخرسیت خوب معنی یا معنی۔ اما فقیہ قطب خاں افغان پس امیدواری
از فضل حضرت باری آنست کہ عنقریب فرو نشیند و ظاہر آنست کہ آن شخص سرسبز
نشود و مدعائے باطل جو در ابدست نیار و آنچه فقیر معلوم می شود آنست کہ آن
عزیز القدر منصور و مظفر و محفوظ و محفوظ اند، پادشاہ را دریں جا ماندن بہترست

از بر آمدن - از شاهزادگان هر که را خواهند همراه گیرند، بقیتهٔ الکلام آن که
 آن عزیز الفخر را خداست غرض جل تسلی کلی در هندوستان داده، ما فقیران امید
 در از پیدا کرده ایم که رفع مظالم و تبخیر رسوم بد و ترویج دین مبین و اقامت امر
 و اشاعت علم و نماز و روزه با حسن صورت بظهور آید، زیرا که در طالع
 ایشان فرستد سعادت عجیب مفهومی شد و مزاج ایشان صلاح و ذکا و غنبت
 بامور خیر مد رک می نمود از مقتضیات زمانه آنکه تا حال این معانی هیچ گونه بظهور
 نه رسیده خدا کند که من بعد تلانی مافات واقع شود - این قدر خود البته گذارش میشود
 که هر چند مقدور باشد در برانداختن گران غلّی ^{۵۵۴} فرمایند و غارت و تاراج که در اطراف
 عالم شائع شده، بقدر امکان برانداختن آن اهم مهات است - والسلام -

مکتوب لست و سوم

بطرف

تاج محمد خاں بلوچ

رفت و عوالی مرتبت عزیز القدر و نواب تاج محمد خاں محفوظ و محفوظ و حسین
 عنایت ملحوظ باشند از فیقر ولی الله عفی عنه بعد سلام محبت التزام واضح
 آنکه مکتوب بجهت اسلوب متضمن سرکشی های جبّاط رسیده واری از فضل باری
 آنست که آل سرکش حربی را محذول و پائمال گردانند، خاطر شریف جمع دارند —
 درین حالت واجب آنست که آل عزیز القدر باموسی خاں و دیگر جماعه مسلمین
 موافقت نمایند و بایک دیگر مصافقه و یک جهتی بعمل آرند و صرف طاقت بر جهاد
 اعداء بر تقدیم رسانند، اغلب که خدا اے برکت اجتماع مسلمین، و
 حسن عزیمت ایشان فتح تازه نصیب گردانند، خدا اے تعالی در قرآن عظیم
 می فرماید ان تنصروا الله ینصرکم ^{۵۵۵} و درین زمانه سبب غلبه کفار و

مغلوب شدن مسلمانان غیر این علت نیست که مسلمانان اغراض نفسانی
 در میان آورند. و هنوز داخل کار و بار خود ساختند، ایشان البته استیصال
 کفار نخواهند خواست، و در اندیشهها و تخیلها محمود است، اما تا این جا که کافران
 بر بلاد مسلمانان غالب آیند و هر روز شهر و بیکر بدست آرند، این وقت تحمل و دوراندیشی
 نیست، وقت توکل است و شمشیر بستن، و استعداد حرب کردن، و غیرت
 مسلمانی را بچش آوردن. اگر چنان کنند اغلب که نسیم نصر و زید نگیرند، آنچه
 فقیری داند جنگ جبط مانند طلحه است که اول پیر مهول و سهمگین می نماید
 چون بتوکل و اعتماد بر صانع حضرت قادر بچو بآں جانب توجه واقع شود ظاهر گردد
 که غیر موردی بود هیچ نبود. توقع که از چگونگی احوال خود و کیفیت استعداد حرب آنچه
 میسر آید، اطلاع می داده باشند که این معنی سلسله جنبان و دعاء محافظت و
 نصرت ایشان خواهد بود. والسلام

مکتوب بستان و چهارم

بطرف

نواب محمدالدوله سادات

خداست عزوجل محفوظ و محفوظ و بعین عنایت محفوظ و اراده درین
 ولایتیه کریمه منتظمین رویداد شکر و شرح راسته عنایت که آن را در میان
 خود با پخته کنند رسید اعزیزه القدر من با فقیر این قدر می داند که ملکوت
 برانداختن این دو فریق که هر هر طوط و جنت باشند مقصود است و بعضی شاخص
 که همت ایشان را در حل و عقد مثل این امور دخل داده اند پیوسته نامی دارند
 به دعائے استیصال ایشان، اگر این تصمیم عزم بر اہلاک ایشان نمی شود، ساعۃ
 خاتمة داعیہ همت بر استیصال ایشان در دل ایشان نمی جوشید، اگر
 آمدن آن شقی که محزب سلطنت تیموریہ است متحقق شود، یقین که صدیق
 ان کیدی متین خواهد بود و خاطر شریف جمع دارند. والسلام

مکتوب است و خیم

بطرف

نواب عبداللہ خاں کشمیری

خدا سے عزوجل محفوظ و محفوظ و بعین عنایت محفوظ داراد۔ رقمہ
سامیہ رسید و استفسار یکہ از اقامت در دیار حبس کرده بودند معلوم شد
عزیز القدر! از غیب بردل جمع مکر و داعیہ دعا با ستیصال ہر دو فریق فرود
می آید۔ زینہار در میان ایشان نباید بود۔ خیر شرط است، اگر دریں ایام
عزم حج کنند، از ہمہ بہتر ہم در دنیا و ہم در آخرت۔ اگر متیسر شود انتقال از دار الکفر
خود ضرور است، اگر حج کنند انشاء اللہ تعالیٰ، بعد غود فائدہ ما خواهند دید این
ایام ہرج و مرج است، چرا در سال معطل در خوف و خطر باید بود۔ والسلام

مکتوب لبست و ششم

بطون

حافظ جارا اللہ خبابی !

در آیائے کبرائے حج بدیار عرب رفته بود

..... وقد وقعت بالدهلي داهية عظيمة

فنهب الكفار من قوم جت - المبلدة القديمة من الدهلي
وعجزت الدول عن دفعهم فنهبت الاموال وانتهدت و

حرقت البيوت ولكن الله تعالى خلصني مع جميع اهلي
وصلى وبيوتي من ايديهم وكانت الواقعة في اول

رجب سنة ١٢٦١ هـ واستمرت الى اواخر شعبان ١٢٦٢ هـ

ترجمہ مکتوبات

ترجمہ مکتوبِ اول

بجانب

بادشاہ و وزیر و اُمراء

بعد حمد و صلوٰۃ یہ چند کلمات ہیں جن کی تحریر کا باعث
بادشاہِ اسلام، اُمراء اور جمہورِ مسلمین کی خیر خواہی ہوئی ہے جنہو صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے ”خیر خواہی دین ہے“ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ اگر
ان کلمات کے بموجب عمل کریں گے تو امورِ سلطنت کی تقویت، حکومت کی بقا اور عزت
کی بلندی ظہور پذیر ہوگی۔

درپس آئینہ طوطی صفتِ داستہ اند

اُنچہ استادِ ازل گفت ہماں می گویم

(یعنی مجھ کو آئینہ کے سچے طوطی کی مانند رکھا ہے، جو کچھ ”استادِ ازل“ نے

کہا ہے وہی کہتا ہوں)

کلمۂ ازل :- اصل اصول جس پر حکومت کی بہتری اور ترقی بیضا کی

رونی موقوف ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے یہ بات لازم کر لیں کہ جب فتحیابی نصیب ہو اور مخالف شکست یافتہ ہو تو سب سے پہلی چیز جس کے اجراء کا مضبوط ارادہ کریں، جاٹوں کے علاقے اور اُن کے قلعوں کے فتح کرنے کی جدوجہد ہو۔ اس کام میں دینی دُستی و دوونوں قاعدے ہیں۔ منجملہ ان ضروری کاموں کے معاشرتی سرزنش کرنا بھی ہے، تاکہ کوئی زمیندار اس قسم کی شوخی اور بیباکی کا خیال بھی نہ لائے۔

کلمہ دوم۔ یہ کہ خالصہ کو شادہ نر کرنا چاہئے خصوصاً وہ علاقہ جو دہلی کے ارد گرد ہے، آگرہ، حصار اور یائے گنگ اور حدودِ سہرند تک سب کا سب علاقہ یا اُس میں کا اکثر خالصہ ہو، کیونکہ امورِ سلطنت میں ضعف کا سبب خالصہ کی کمی اور خزانہ کی قلت ہوا کرتی ہے۔

کلمہ سوم۔ یہ کہ جاگیر عطا کرنا بڑے بڑے اُمراء کے لئے مخصوص ہو چھوٹے چھوٹے منصب داروں کو نقد دینا چاہئے (جاگیر نہ دی جائے) جیسا کہ عہدِ شاہجہاں میں قاعدہ تھا۔ اس لئے کہ چھوٹے منصب دار جاگیروں پر قابو نہیں پاتے اس لئے ٹھیکہ دینے کی احتیاج ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ اکثر اوقات مفلس رہتے ہیں اور اپنے آپ کو کارہائے پادشاہی میں پوری طرح مشغول نہیں کر سکتے۔

کلمہ چہارم۔ یہ کہ جو لوگ اس فتنہ میں غنیمت کے ساتھ ہوتے ہیں

ضروری ہے کہ ان کو جاگیر منصب اور خدمت سے بیدخل کر دیں تاکہ ان کے لئے یہ چیز سزا کے قائم مقام ہو جائے، اور وہ سرے لوگ اس قسم کے مواقع پر ”حق ملک“ کی ادائیگی کے راستے سے نہ بھٹکیں۔

کلمہ پنجم۔ یہ کہ افواج بادشاہی کی ترتیب عمدہ طریقہ پر کرنی چاہئے اور یہ ترتیب تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(۱) وہ داروغہ مقرر کئے جائیں جو مندرجہ ذیل تین صفتوں سے مستفید ہوں

الف۔ نجیب ہوں

ب۔ بہادر ہوں اور اپنے ساتھیوں پر شفیق ہوں۔

ج۔ تیرے دل سے بادشاہ کے خیر خواہ ہوں

(۲) جن لوگوں سے اس فتنہ میں بے غیرتی اور ملک حرامی سرزد ہوئی

ہے ان کو معزول کر کے دوسروں کو داخل رسالہ کیا جائے۔

(۳) یہ کہ ملازمین کی تنخواہیں بغیر تاخیر کے ان کو ملنی چاہئیں، اس لئے

کہ تاخیر کی صورت میں وہ لوگ سودی قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں اور

ان کا اکثر مال ضائع ہو جاتا ہے۔

کلمہ ششم۔ ”غالفہ“ سے ٹھیکہ دہندگی کی رسم موقوف کر دی جائے

دیندار۔ واقف کار امین ہر جگہ مقرر کر دیتے جائیں، ٹھیکہ دینے میں ملک خراب

ہوتا ہے اور رعیت پائمال و بد حال ہو جاتی ہے۔

کلمہ ہفتم۔ یہ کہ قاضی و محتب ایسے لوگوں کو بنایا جاسے جو رشوت ستانی کی ہمت نہ لگائے گئے ہوں اور مذہب اہل سنت و جماعت رکھتے ہوں۔

کلمہ ہشتم.....

کلمہ نہم۔ ائمہ مساجد کو اچھے طریقہ پر تنخواہ دی جائے، نماز عجمت کی حاضری کی تاکید اور ماہ رمضان کی بے حرمتی کی ممانعت پورے طور پر کی جائے، کلمہ دہم۔ یہ کہ بادشاہ اسلام اور اُمراءِ عظام ناجائز عیش و عشرت میں مشغول نہ ہوں، گزشتہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں، اور آئندہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ بالفعل اگر ان دس کلمات پر عمل کریں گے، مجھے امید ہے کہ بقائے سلطنت، تائیدِ غیبی اور نصرتِ الہی میسر ہوگی۔ وما توفیقی الا باللہ۔ علیہ توکلت والیہ الٰہیب۔ یعنی مجھے توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوگی اور اسی کی ذات پر میرا توکل ہے اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

مکتوب دوم

۹-۱۱

کسی بادشاہ کے نام

بعد حمد و صلوٰۃ کے — یہ چند کلمات ہیں جن کے لکھے جانے کا باعث اسلامی حمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات کو گوشِ مبارک تک پہنچا دے۔

بادشاہانِ اسلام کا وجود اللہ تعالیٰ کی ایک زبردست نعمت ہے جانا چاہیے کہ مملکِ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ قدیم اسلامی بادشاہوں نے بڑی مدت میں بڑی جدوجہد کے بعد کئی دفعہ اس کا کر اس ولایت کو فتح کیا ہے، علاوہ دہلی کے جو صاحبِ اقتدار بادشاہوں کا مستقر رہا ہے، ہر علاقہ میں علیحدہ علیحدہ نرمانز و تختے، مثلاً گجرات، احمد آباد کا علاقہ ایک علیحدہ حکمران سے تعلق رکھتا تھا۔ ہٹھ کا دوسرا بادشاہ تھا، بنگالہ ایک اور حاکم کے زیرِ حکومت تھا۔ اودھ جو ایک شخص کے زیرِ اقتدار تھا

جس کو سلطان الشرق، یعنی پورب کا بادشاہ کہتے تھے، ملکِ دکن پانچ
حسب ذیل سلطنتوں کا مجموعہ تھا۔

(۱) برہان پور

(۲) برارہ

(۳) اورنگ آباد

(۴) حیدر آباد

(۵) بیجا پور

ان پانچوں سلطنتوں میں سے ہر سلطنت کا ایک جداگانہ مستقل
بادشاہ تھا۔

مالوہ کا بھی حکمران علیحدہ تھا، اور ان تمام مذکورہ علاقہ جات میں
سے ہر ایک علاقہ کا بادشاہ مستقل طور پر صاحبِ فوج اور صاحبِ خزانہ ہوتا تھا
ہر ایک بادشاہ نے اپنی اپنی مملکت میں مسجدیں تعمیر کرائیں، مدرسے
قائم کئے، عرب و عجم کے مسلمان اپنے اپنے وطنوں سے منتقل ہو کر ان علاقوں
میں آ گئے اور یہاں اسلام کی ترویج و اشاعت کا باعث بنے، اس وقت
نہ اس لوگوں کی اولاد اسلام کے طور و طریقہ پر قائم ہے، ایک اور ملک بھی ہے
جو کبھی کسی بادشاہ اسلام کے قبضہ میں نہیں آیا اور وہ اپنے خالص غیر مسلمانہ
طریقہ پر باقی رہا، اتنا ضرور یاد رکھو کہ بادشاہ ان راجاؤں سے جو ان کے حدود

میں بھٹے خراج لیا کرتے تھے۔ یہ ملک جس کا تذکرہ ہو رہا ہے راجپوتانہ کا
 مُلک ہے، اس ملک کا طول حدود پٹنہ سے لے کر حدود بنگالہ و بہار تک
 چالیس منزل ہے اور عرض دہلی و آگرہ سے لے کر گجرات و آجین کی حد تک
 بیس منزل ہے، یہی وہ بادست ملک ہے جو کبھی ملوکِ اسلامیہ کی نشستگاہ
 نہیں بنا۔ قصۂ مختصر۔ پادشاہانِ مغلیہ نے راجپوتوں سے معاہدہ کر لیا اور
 اس گروہ کو اپنا ماتحت قرار دے کر اُن کی مخالفت سے مامون و محفوظ ہو گئے
 اور جنگ سے دست کشی اختیار کر لی، واقفانِ فن تاریخ تفصیلی طور پر، ان
 واقعات کو بیان کریں گے۔

غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ نامی ہے کہ..... اُن کا ایک
 سردار ہے، اس قوم نے کچھ عرصہ سے اطرافِ دکن میں سر اٹھایا ہے، اور
 تمام ملکِ ہندوستان پر اثر انداز ہے۔ شاہانِ مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں
 نے عدم دوراندیشی، غفلت اور اختلافِ فکر کی بنا پر ملکِ گجرات مرہٹوں کو
 دے دیا پھر اسی سست اندیشی اور غفلت کی وجہ سے ملکِ مالوہ بھی اُن کے
 سپرد کر دیا اور اُن کو وہاں کا صوبہ دار بنادیا۔ رفتہ رفتہ قومِ مرہٹہ قوی تر ہو گئی اور
 اکثر بلادِ اسلام اُن کے قبضہ میں آ گئے۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں
 دونوں سے باج لینا شروع کر دیا اور اس کا نام چوکنڈ (یعنی آمدنی کا چوتھا حصہ)
 رکھا۔

دہلی اور نواحِ دہلی میں مرہٹوں کا تسلط اس وجہ سے نہ ہو سکا کہ دہلی کے رؤسا یا دشاہانِ قدیم کی اور یہاں کے وزراء اور اُمراء اُمراءِ قدیم کی اولاد ہیں، ناچار مرہٹوں نے اُن لوگوں سے یک گونہ مرثوت کا معاملہ رکھتے ہوئے عہد و پیمان کر لیا اور رواداری کا سلسلہ جاری کر کے طرح طرح کی چالپوسی سے دہلی والوں کو اپنی طرف سے امن دامن دے کر چھوڑ دیا۔ دکھن پر بھی مرہٹوں کا قبضہ اس بنا پر نہ ہو سکا کہ نظام الملک مرحوم کی اولاد نے بڑی بڑی تدبیریں کیں کبھی مرہٹوں کے درمیان میں پھوٹا ٹوٹا دی، کبھی انگریزوں کو اپنا رفیق بنالیا۔ اور برہان پور، اورنگ آباد، بیجا پور جیسے بڑے بڑے شہروں پر اولاد نظام الملک قابض رہی، البتہ اطرافِ دنواحی کو مرہٹوں کے لئے چھوڑ دیا۔ — المختصر سوائے دہلی دو کہن کے خالص طور پر مرہٹوں کا تسلط ہے۔ قوم مرہٹہ کا شکست دینا آسان کام ہے، بشرطیکہ غازیانِ اسلام کمرِ ہمت باندھ لیں، حقیقت یہ ہے کہ قوم مرہٹہ خود قلیل ہیں، لیکن ایک گروہ کثیر اُن کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس گروہ میں سے ایک صف کو بھی اگر درہم بہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جائے گی، چونکہ یہ قوم قوی نہیں ہے، اس لئے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع کرنا ہے جو چیونٹیوں اور ٹیڈیوں سے بھی زیادہ ہو دلاوری اور سلمانِ حرب کی بہتات اُن کے یہاں نہیں ہے۔

الغرض قوم مرہٹہ کا فتنہ ہندوستان کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے

حق تعالیٰ بھلا کرے اُس شخص کا جو اس فتنے کو دباتے۔

غیر مسلموں کی ایک قوم جاٹ ہے جس کی بود و باش دہلی و آگرہ کے درمیان ہے، یہ دونوں شہر بادشاہوں کے لئے دو حویلیوں کی مانند رہے ہیں مغل بادشاہ کبھی آگرہ میں رہتے تھے تاکہ اُن کا دیدار اور رعب راجپوتانہ تک پڑے اور کبھی دہلی میں فروکش ہوتے تھے تاکہ اُن کی شوکت و ہیبت سہرند اور نواحی سہرند تک اثر ڈالے۔

دہلی و آگرہ کے درمیان کے مواضع میں قوم جاٹ کا شکار ہی کرتے تھے۔ زمانہ شاہجہاں میں اس قوم کو حکم تھا کہ گھوڑوں پر سوار نہ ہوں، بندوق اپنے پاس نہ رکھیں اور اپنے لئے گڑھی نہ بنائیں، بعد کے بادشاہوں نے رفتہ رفتہ اُن کے حالات سے غفلت اختیار کر لی اور اس قوم نے فرصت کو غنیمت جان کر بہت سے قلعے تعمیر کر لئے اور اپنے پاس بندوق رکھ کر سب ماری کا طریقہ شروع کر دیا۔ اور ناک آریب اُس وقت دکھن میں قلعہ سیجا پور و میدر آباد کے نسخہ کرنے میں مشغول تھا، دکھن ہی سے ایک فوج جاٹوں کی تادیب کے لئے اُس نے روانہ کی اور اپنے پوتے کو فوج کا سردار مقرر کیا، اسی زمانہ نے اس شہزادے سے مخالفت کر لی، لشکر میں اختلاف واقع ہوا، جاٹوں کی بھڑائی سی عاجزی پر اکتفا کر کے فوج پادشاہی واپس ہو گئی۔

محمد فرخ سیر کے زمانہ میں اس جماعت کی شورش پھر جوش میں آئی

قطب الملک وزیر نے دہرہ دست فوجیں ان کی طرف بھیجیں۔ چوراسن جو اس قوم کا سردار تھا بعد جنگ صلح پر راضی ہو گیا، اُس کو بادشاہ کے سامنے لائے اور تفصیلات کی معافی دلائی، یہ کام بھی خلاف مصالحت عمل میں آیا۔

۵۲۱
 پھر عہد محمد شاہ میں اس قوم کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی، اور چوراسن کا چچا زاد بھائی سورج مل اس جماعت کا سردار ہو گیا اور فساد کا راستہ اختیار کیا، چنانچہ شہر سیانہ جو کہ اسلام کا قدیم شہر تھا اور جہاں پر علماء و مشائخ سنائے سو سال سے اقامت پذیر تھے اُس شہر پر قہراً و جبراً قبضہ کر کے مسلمانوں کو ذلت و خواری کے ساتھ وہاں سے نکال دیا، اُس کے بعد سے سرکشی برابر بڑھتی گئی، بادشاہوں اور امیروں کے اختلافات و غفلت کی بنا پر کوئی بھی اس جانب متوجہ نہ ہوا۔ اگر بالفرض ایک امیر اس کی تنبیہ کا قصد کرے تو سورج مل کے کارکن دوسرے اُمراء کی جانب رجوع کرتے ہیں اور اس طرح پادشاہ کے مشورے کو بلیٹ دیتے ہیں پھر محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ ایرانی نے خردوج کیا اور سورج مل سے سازش کر کے پرانی دہلی پر حملہ کر دیا اور تمام باشندگان شہر کینہ کو لوٹ لیا۔

۵۲۲
 پھر محمد شاہ نے شہر کے دروازوں کو بند کر کے جنگ توپ خانہ مشروع کی محض خدا کے فضل سے صفدر جنگ اور سورج مل دو تین ماہ کے بعد

ناما میاب واپس ہوئے اور صلح و موافقت کی داغ بیل ^{۱۰۳} ڈالی، چونکہ بادشاہ کے آدمی جنگ سے ٹھک چکے تھے اس لئے اُنھوں نے صلح کو غنیمت شمار کیا اُس کے بعد سے سورج مل کی شوکت ترقی پا گئی، دہلی سے دو کوس کے فاصلہ سے لے کر آگرہ کے آخر تک طول میں اور میوات کے حدود سے فیروز آباد و شکوہ آباد تک عرض میں سورج مل قابض ہو گیا کسی کی طاقت نہیں کہ وہاں اذان و نماز جاری کر سکے۔

ایک سال ہوا کہ قلعہ الوریج کہ تمام میوات کی خبر گیری کی لئے ایک جاتے بلند تھی، سورج مل اُس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا، ارکانِ سلطنت میں سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ وہ اس کام سے روک دیتا۔

ہندوستان کے محصولات سات آٹھ کروڑ سے کم نہیں ہیں بشرطیکہ غلبہ و شوکت موجود ہو ورنہ ایک کروڑی بھی لمبی مشکل ہے جیسا کہ اس وقت دیکھا جا رہا ہے جس علاقہ پر جاٹ قابض ہیں وہ ایک کروڑ روپیہ محصول کی جگہ ہے راجپوتانہ کا علاقہ اپنی وسعت کے باعث دو کروڑ روپیہ سے کم آمدنی کا نہیں ہے بشرطیکہ ہر راجہ پر خراج مقرر کیا جائے۔ عہدِ محمد شاہ میں بنگالہ سے ہر سال ایک کروڑ کی آمدنی تھی اور وہاں کا صوبہ دار ہمیشہ بلا توقف بھیجتا رہتا تھا اس رقم کی ادائیگی کے باوجود صوبہ دار بنگالہ ہندوستان کے اُمراء میں انتہائی مالدار امیر تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی کہ بنگالہ میں بے انتظامی ہے اور وہاں

ایک بے وقوف نادان فکار نوجوان یعنی ناظم قدیم کا پوتا مسلط ہے، پھر یہی وہ نوجوان خزانہ بٹیمار کا مالک ہے سعادت خاں ایرانی اور اس کے بعد اس کا داماد صفدر جنگ صوبہ اودھ پر قابض تھے، دو کروڑ اس صوبہ سے وصول کرتے تھے ایک کروڑ خرچ کرتے تھے، اور ایک کروڑ جمع کرتے تھے، اسی مالدار نے صفدر جنگ کے اندر بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کیا کجاٹ کی شوکت کو درہم برہم کرنا بھی تدبیر کے نزدیک آسان کام ہے، انھوں نے جو علاقے اپنے قبضے میں کر لئے ہیں وہ ان کے نہیں ہیں بلکہ غصب کئے ہوئے ہیں، ان کے مواضع کے مالک بھی تک زندہ موجود ہیں، اگر کوئی صاحب شوکت و عدالت پادشاہ مہربانی کا ہاتھ ان مالکوں کے سر پر رکھے تو وہ لوگ سورج مل کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑے ہونگے یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہندوستان کے غیر مسلموں کا حال تھا۔ رہا مسلمانوں کا حال وہ یہ ہے کہ نوکران بادشاہ جو کہ ایک لاکھ سے زائد تھے، ان میں پیادہ و سوار بھی تھے، اہل نقدی و جاگیر دار بھی تھے، بادشاہوں کی غفلت سے ذیت یہاں تک پہنچی کہ جاگیر دار اپنی جاگیروں پر ٹل و دخل نہیں پاتے، کوئی غور نہیں کرتا کہ اس کا باعث بے عملی ہے، جب خزانہ پادشاہ نہیں رہا نقدی بھی موقوف ہو گئی، آخر کار سب ملازمین تتر بتر ہو گئے اور کاسہ گدائی اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ سلطنت کا بجز نام کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ جب ملازمین بادشاہ کا یہ بُرا حال ہے تو تمام دیگر اشخاص کے حال کو جو کہ وظیفہ خوار یا سوداگر یا اہل صنعت ہیں انھیں پر

قیاس کر لینا چاہئے کہ کس حد تک خراب ہو گیا ہوگا، طرح طرح کے ظلم اور
بے روزگاری میں یہ لوگ گرفتار ہیں، علاوہ اس تنگی مفلسی کے جب سورج مل کی
قوم نے اور صفدر جنگ نے مل کر دہلی کے پرنے شہر پر دھاوا بولا، یہ غریب سب کے
سب بے خانناں، پریشاں اور بے مایہ ہو گئے۔ پھر متواتر آسمان سے فحط
نازل ہوا، غرضیکہ جماعتِ مسلمین قابلِ رحم ہے اس وقت جو عمل و دخل سرکارِ پاشا
میں باقی ہے وہ ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے کیونکہ مقصدی و کارکن سوائے ان کے
اور کوئی نہیں ہے ہمہ قسم کی دولت و ثروت ان کے گھروں میں جمع ہے انکا
و مصیبت کا بادل مسلمانوں پر چھا رہا ہے۔ پانٹ طویل ہو گئی اور اختصار کے
حدود سے باہر نکل گئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ملک ہندوستان میں غیر مسلموں
کے غلبہ کی نوعیت یہ ہے جو معروض بیان میں آئی۔ اور مسلمانوں کا ضعف اس
حد تک پہنچ گیا ہے جو لکھا گیا۔ اس زمانے میں ایسا پادشاہ جو صاحبِ اقتدار
و شوکت ہو اور لشکرِ مخالفین کو شکست دے سکتا ہو، دواراندیش اور جنگ آزما
ہو، سوائے آنجناب کے اور کوئی موجود نہیں ہے، یقینی طور پر جنابِ عالی پر
فرضِ عین ہے ہندوستان کا فساد کرنا اور مرہٹوں کا تسلط توڑنا اور ضعفائے مسلمین
کو غیر مسلموں کے پنجے سے آزاد کرنا۔ اگر غلبہ کفر معاذ اللہ اسی انداز پر رہا تو مسلمان
اسلام کو فراموش کر دیں گے اور بھوٹا زمانہ نہ گذرے گا کہ یہ مسلم قوم ایسی قوم بن جائیگی
کہ اسلام اور غیر اسلام میں تمیز نہ ہو سکے گی، یہ بھی ایک بلائے عظیم ہے، اس بلائے عظیم

کے دفع کرنے کی قدرت بفضلِ خداوندی جناب کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہے۔

ہم سیدگانِ الہی، حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع گردانتے

ہیں اور خدا سے عزوجل کے نام پر التماس کرتے ہیں کہ ہمتِ مبارک کو اس جانب متوجہ

فرما کر مخالفین سے مقابلہ کریں تاکہ خدا سے تعالیٰ کے یہاں بڑا ثواب جناب کے

نامہ اعمال میں لکھا جائے، اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی فہرست میں نام درج ہو جائے

دُنیا میں بے حساب غنیمتیں ملیں اور مسلمان دستِ کفار سے خلاصی پا جائیں۔ خدا

سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو۔ کوہِ لمانوں

کو زیرِ دزبر کر گیا، اور مرہٹہ و جٹ کو سالم و غلام چھوڑ کر چلتا ہوا۔ نادر شاہ کے

بعد سے مخالفین فوت پکڑ گئے اور شکرِ اسلام کا شیرازہ بکھر گیا، اور سلطنتِ دہلی

بچوں کا کھیل بن گئی۔ پناہ بخدا اگر قومِ کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان ضعیف

ہو جائیں تو اسلام کا نام بھی کہیں باقی نہ رہے گا۔

خدا سے تعالیٰ مجاہدین کی صفت میں فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ

مَعَهُ الْآيَةُ۔ یعنی وہ غیروں پر سخت دل ہیں اور انہوں پر مہربان ہیں۔ ۴۹

اُس جماعت کے وصف میں جو مرتدوں سے مقابلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا۔ ۵۰

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ

بِقَوْمٍ آيَةُ۔ ۵۱

یعنی خدائے تعالیٰ دوست رکھتا ہے اُن کو اور وہ دوست رکھتے ہیں
 خدا تعالیٰ کو وہ مسلمانوں کے مسئلے کو انفع سے پیش آتے ہیں، اور غیروں پر
 سخت ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ فتح اسلام اُس جماعت کو نصیب ہوتی ہے جس
 کی یہ شان ہو کہ اگر کسی جگہ مسلمان ہوں اُن کو وہ اپنے بیٹوں اور سگے بھائیوں کی طرح
 رکھے اور مخالف کے مقابلہ میں وہ شیراز کی مانند ہو۔

پس واجب ہے کہ ان مجاہدات میں تقویت اسلام کی نیت کر لی جائے،
 جب اذواجِ قاہرہ ایسے مقام پہنچیں جہاں پر مسلمان اور غیر مسلمان دونوں ہتے
 ہوں چاہے کہ منتظمین خاص طور پر ایسے مقام پر یقین ہوں اور اُن کو تاکید کی جائے
 کہ جو ضعیف مسلمان قریوں میں ساکن ہیں اُن کو قبضوں اور شہروں میں لے آئیں
 پھر منتظمین قبضوں اور شہروں پر مقرر کئے جائیں جو اس بات کی کڑی نگرانی کریں
 کہ کسی مسلمان کا مال نہ لوٹا جائے اور کسی مسلمان کی عزت میں فرق نہ آنے پائے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا زوال
 قتلِ مسلم کے مقابلہ میں ہیچ ہے"، حضرت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بقصدِ
 عمرہ جب حیدریہ شریف لے گئے، اور کفارِ قریش مکہ کے داخلہ سے مانع آتے
 آخر الامر کفار مکہ سے صلح ہوئی۔ اگرچہ بعض بڑے صحابہ میں سے ایسے تھے
 جن کی حمیت دینی جوش میں آئی اور اس صلح پر راضی نہیں ہوتے تھے، لیکن

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قول پر انتقادات نہیں فرمایا، اور صلح کر لی، جب اس سفر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے سورۃ انا فتحنا نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں صلح کی حکمت اور تاخیر فتح کی وجہ ظاہر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْلَا رِجَالُ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءُ مُؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ
تَاعَذُ ابَا الْيَمَانِ^{۳۴}

اگر نہ ہوتے (مکہ میں) کئی مرد ایمان والے اور کئی عورتیں ایمان والیاں جن کو تم نہیں جانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم اُن کو پیس ڈالو گے پس اس کے نتیجے میں تم کو گناہ ہوتا بغیر دانست کے (تو تقدیرِ خراب بالفعل ہو جاتی اور جلد فتح میسر ہوتی) (خدا نے فتح کو موخر کیا) تاکہ داخل کر دے جس کو چاہے اپنی رحمت کے سایہ میں۔ اگر ہر دو فریق ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تو ہم منکروں پر (فی الفور) آفت ڈال دیتے۔

یعنی چونکہ مسلمانوں کو حضرت پیچ جانے کا اندیشہ تھا، حکمتِ الہی نے تقاضا کیا کہ اس مقصد کو مہلت کے ساتھ انجام دیا جائے تاکہ منکرین کسی نہ کسی طرح قبولِ اسلام کر لیں اور مسلمان مجاہدین کے غلبہ سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے دو سال بعد مکہ فتح ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار

اشخاص کے ساتھ مکہ کے قریب پہنچے، اور اہل مکہ بہر طور داخل اسلام ہوئے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

اس واقعہ صلح حدیبیہ و فتح مکہ میں پادشاہانِ دوراندیش کو حکمت کی
عجیب و غریب تعلیم دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلم و غیر مسلم کے اختلاف کے مقام پر
حکم کا معاملہ کرنا چاہئے، پہلے مخالفین اسلام کو جو مسلمانوں پر تسلط جمائے ہوئے
ہوں متفرق کریں، بعد ازاں مسلمان خود بخود پادشاہ عادل و دوراندیش کے
ہاتھ میں ہاتھ دیریں گے۔

(ترجمہ شعر عربی)

اللہ کی کتنی پوشیدہ پوشیدہ مہر انیاں ہیں جن کی پوشیدگی سے
ایک ذکی و فہیم بھی بے خبر ہے۔

جیسا کہ دوائے تلخ ہر چہندہ فائدہ مند ہو لیکن مریض کی طبیعت اُس کی طرف
رغبت نہیں کرتی۔ طیبِ حاذق، اُس کو دوا کو شہد کے ساتھ ملاتا ہے،
اسی طرح پادشاہانِ عادل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف جس جگہ متوجہ
ہوتے ہیں اور وہاں پر جو مسلمان متفرق طور پر رہتے ہیں واپسی جان و آبرو کا خوف کرتے ہیں
اور اپنی طبیعت سے اُس گروہ کو نہیں چاہتے، وہاں پر فقیروں غریبوں،
اور سادات و علماء کو اپنے الطافِ خسروانہ اور انعام پادشاہانہ سے اور طرح
طرح کے دلاویں اور تسلیوں سے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ اُن کی مہربانی کا شہرہ

دور و نزدیک شہروں تک پہنچ جائے اور سب کے سب ہاتھ اٹھا کر
 پادشاہ عادل کی فتح و نصرت کی دعائیں کریں اور خدا سے عز و جل سے شرف روز
 یہی درخواست کریں کہ اے اللہ یہ رحمت کی نشانی پادشاہ عادل ہمارے
 شہر میں فروکش ہو۔

سب سے پہلے اہم اُس کے بعد بالترتیب اُس کے نیچے درجہ کے
 اہم امور انجام دیے جائیں جس جگہ کسی مسلمان کی شکست کا احتمال ہو وہاں تو
 کرنا چاہئے، جماعت منکرین کے گرد اگر دجہا و مقدم رکھنا چاہئے تاکہ بغیر
 احتمال قتل مسلم مدعا حاصل ہو جائے۔ آخر کلام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
 کی وصیت پادشاہان اسلام کے حق میں اور خلفائے راشدین کی نصیحتیں حفظ
 آداب بادشاہی کے باب میں لکھی جاتی ہیں۔

ترجمہ وصایا و نصائح

ارشادات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت لکھی ہے کہ وہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جو خلیفہ بنایا
 جاتا ہے اُس کے دو دلی دوست راطنی قوت ہوتے ہیں ایک اُن میں سے اُس کو خیر و نیکی
 کی تلقین کرتا اور اُس پر آمادہ کرتا ہے، دوسرا اُس کو شر کا حکم کرتا ہے اور اس کی

رغبت دلاتا ہے اور محفوظ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

وصیتِ صدیق اکبرؓ

ایام ابو یوسفؒ نے ابن سابط سے روایت کی ہے کہ جب کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا، اُنہوں نے حضرت عمر فاروقؓ کو بلایا پھر اُن سے فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اگر تم اُس کو یاد رکھو گے تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہیں محبوب نہیں ہوگی اور اگر اُس وصیت کو تم نے بھلا دیا تو موت سے زیادہ کوئی شے تمہارے نزدیک مبغوض و مکروہ نہیں ہوگی اور تم موت کے پہنچنے سے نکل نہیں سکتے۔ وہ وصیت یہ ہے۔

”اللہ تعالیٰ کا تم پر دات میں ایک حق ہے کہ وہ اُس کو دن میں قبول نہیں کرے گا، اور ایک دن میں حق ہے جس کو رات کو قبول نہیں کرنے کا (یعنی ہر حق کو ادا کرنے کے لئے ایک وقت مقرر ہے) اللہ تم نفل اُس وقت تک قبول فرمائے گا جب تک فرض کی ادائیگی نہ ہوگی جن لوگوں نے دُنیا میں باطل کی پیروی کی اور باطل کی پیروی کو معمولی چیز تصور کیا اُس کی پاداش میں اُن کی میزان ہلکی ہو جائے گی، اور میزانِ قیامت کا معاملہ یوں ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی صورت میں ہلکی پڑتی ہے جبکہ اس میں باطل دھرا ہو۔ اور جن لوگوں نے دُنیا میں حق کا اتباع کیا ہوگا اور اس کو اہم تصور کیا ہوگا اُن کی میزان قیامت میں بھاری ہوگی“

اور میزان میں جب حق ہوگا اُس کا پتہ بھاری ہی ہوگا۔

پس اگر تم نے میری اس وصیت کو یاد کر لیا تو کوئی غائب شے موت کے مقابلہ میں محبوب نہیں ہونے کی، اور موت کا آنا یقینی ہے، اور اگر اس وصیت کو ضائع کر دیا بھول گئے تو کوئی غائب شے موت سے زیادہ مبعوض نہیں ہوگی۔ اور تم موت کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے (وہ تم پر غالب آکر رہے گی) وصیت فاروق اعظم

امام ابو یوسفؒ نے زبیدؒ سے روایت کی ہے کہ جبکہ حضرت عمرؓ نے وصیت کی تو فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں خدا سے ڈرنے کی، اور وصیت کرتا ہوں مہاجرینِ اولین کے بارے میں کہ اُن کا حق پہچانا جائے اور اُن کی کرامت و عظمت ملحوظ رکھی جائے اور وصیت کرتا ہوں انصار کے بارے میں، وہ انصار جنہوں نے دارِ ایمان میں ٹھکانہ پکڑا اُن کی خوبیوں کو قبول کرتے ہوئے اُن کی نعرشوں سے درگزر کی جائے، اور اولادِ انصار کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اسلام کی جڑ اور عدو کے غصہ کا سبب ہیں کہ اُن سے اُن کی رضا مندی کے بغیر اُن کا زائد مال وصول نہ کیا جائے، اور اعراب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں وہ اعراب جو اصل عرب ہیں، اور اسلام کے لئے مرکزِ طاقت ہیں کہ خلیفہ اُن کے اموال کو لے کر اُن کے فقر اور پر تقسیم کر دے اور میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کے عہد کی پاسداری کی

بھی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے عہد کو پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت کے لئے
مقابلہ کیا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ محکم نہ دیا جائے۔

نصیحت حضرت عثمانؓ

امام ابو یوسفؒ نے حضرت عثمانؓ ابن عفان کے آزاد شدہ غلام
حضرت ہانی کی روایت نقل کی ہے کہ ہانی نے کہا کہ جب کبھی حضرت عثمانؓ کسی قبر کے
پاس کھڑے ہوتے تھے تو زرارہ روتے تھے یہاں تک کہ آپ کی دائرہ صی تر ہو جاتی تھی،
ان سے کہا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اس پر تو روتے نہیں قبر پر
کیوں رویا کرتے ہیں، اس کے جواب میں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے، پس جو اس منزل
سے نجات پا گیا سمجھ لو کہ اس کے بعد معاملہ آسان ہے، اور اگر یہاں سے نجات نہیں ملی
تو اس کے بعد کی منزل اس سے زیادہ سخت ہے۔

وصیت حضرت علیؓ

امام ابو یوسفؒ نے عطاء بن ابی ریح سے روایت نقل کی ہے کہ عطاء نے
کہا، حضرت علیؓ جب کبھی کوئی لشکر روانہ کرتے تو اس لشکر کا ایک شخص کو امیر بناتے
پھر اس سے یہ وصیت کرتے تھے کہ میں تجھے اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس
کی ملاقات یقینی ہے، اور اس کے علاوہ تیرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے، وہ دنیا اور آخرت
کا مالک ہے۔ میں تجھ کو جس کام کے لئے روانہ کر رہا ہوں تیرے اوپاس کی

انجام دہی ضروری ہے اور نیز ایسے امور کی پابندی لازم ہے جو
 باعث قرب خداوندی ہوں۔ اس لئے کہ خدا کے یہاں دنیا کے ہر کام کا بدلہ ہے
 یہ کچھ چیزیں بطریق استعجال تخریر ہوئی ہیں اگر ان کلمات کی جانب
 آنجناب کی توجہ محسوس ہوئی تو بعض مطالب تفصیلاً پہنچیں گے۔
 وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاظْہَرًا وَاَبْطَنًا

مکتوبِ سوّم

بجانبِ نجیب الد و لہ

خدا سے عزوجل امیر المجاہدین کو نصرتِ ظاہر اور تائیدِ واضح
 کے ساتھ مشرف کرے اور اس عمل کو قبولیت کے درجہ میں پہنچا کر بڑی بڑی برکتیں
 اور رحمتیں اس پر مرتب کرے۔ فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعدِ سلام
 محبتِ مشام کے واضح ہو کہ نصرتِ مسلمین کے لئے یہاں دعا کی جا رہی ہے
 اور سرورِ شِعبی سے آثارِ قبولِ محسوس ہوتے ہیں۔ اُمید یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے
 ہاتھ پر طریقہ "جادو جہد" کو زندہ کر کے اُس کے برکاتِ اس دُنیا میں اور آخرت
 میں عطا فرمائے گا۔ اِنَّمَا قَرِيبٌ مُّجِيبٌ

مکتوب چہارم

بجانب نجیب الدولہ

خدا کے عزوجل اُس امیر الخیرۃ، رئیس المجاہدین کو فتوحاتِ تازہ
 اور بزرگی بے اندازہ سے معزز و ممتاز فرما کر مسلمانوں پر برکتوں اور رحمتوں کے
 دروازے کھول دے۔ — اپنے کمالِ کرم سے —
 اِنہ اقرب مجیب — اکثر خاص اوقات میں دعائے خیر کا وظیفہ ادا کیا جاتا
 ہے، اور بعض اوقات غلبۂ اسلام کی خوشخبری ہوش کے کان میں پہنچتی ہے
 اگرچہ یہ حقیقت لبِ انتظار اور پس از کوکب شمس حاصل ہوگی، لیکن بایں نہ
 ہونا چاہیے۔ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ والسلام

مکتوبِ پنجم

بطرف نجیب الدولہ

خداے عزوجل آن امیر الغزاة، رئیس المجاہدین کو محفوظ محفوظ
اور متبصر عنایت ملحوظ رکھے۔ بعد سلام کے: فتح ہو کہ خط مبارک پہنچا، ذاتِ گرامی
کی صحت و سلامتی معلوم کر کے شکر الہی بجالایا گیا۔ ”پردہ غیب“ میں ہر مٹہ اور
جٹ کا استیصال مقرر ہو گیا ہے، بس وقت پر موقوف ہے جو یہی کہ اللہ کے
بندے کمر ہمت باندھیں گے، ظلم باطل ٹوٹ جائے گا۔

ایک بات ادھر کہنی ہے وہ یہ کہ جب افواجِ شاہیہ کا گذر دہلی میں واقع
ہو تو اس وقت اہتمام کلی کرنا چاہئے کہ دہلی سابق کی طرح ظلم سے پامال نہ ہو جاوے
دہلی والے کئی مرتبہ اپنے مالوں کی لوٹ اور اپنی عزت کی توہین اپنی آنکھوں سے
دیکھ چکے ہیں، اسی وجہ سے کارہائے مطلوبہ کے حصول میں تاخیر ہو رہی ہے۔
آخر مظلوموں کی آہ بھی تو اثر رکھنی ہے۔ اگر اس بار آپ چاہتے
ہیں کہ کارِ بستہ جاری ہو جائے تو پوری پوری تاکید کرنی چاہئے کہ کوئی فوجی دہلی
مسلمانوں اور غیر مسلموں سے جو ذمی کی حیثیت رکھتے ہیں ہرگز تغاض نہ کرے۔ والسلام

مکتوب ششم

بطرف

نجیب الدولہ

خداے تعالیٰ آں منبع الحسنات، امیر المجاہدین، رئیس الغزاة کو
فتوح نازہ اور برکات بے اندازہ سے مشرف و ممتاز کرے۔

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے التماس یہ ہے کہ اکثر اوقات محیب لعلات
کی درگاہ میں دعا کی جاتی ہے کہ وہ مخالفین اسلام کے فرقوں کو شکست غورہ کر دے
فضل یاری سے اُمید یہ ہے کہ یہ بات عنقریب وجود میں آئے گی، ہندوستان
میں نین فرقتے شدت و صلابت کی صفت سے موصوف ہیں محبت تک ان تینوں
کا استیصال نہ ہو گا، نہ کوئی بادشاہ مطمئن ہو کر بیٹھے گا، نہ امر اچھین سے بیٹھیں گے۔
اور نہ رعیت خاطر جمعی سے زندگی بسر کر سکے گی۔

دینی و دنیاوی مصلحت ہی میں ہے کہ مرہٹوں سے جنگ جیتنے کے بعد
فوراً قلعہ جات حبٹ کی جانب متوجہ ہو جائیں اور اس مہم کو بھی برکاتِ غلیبہ کی مدد

سے آسانی کے ساتھ سر کر لیں۔ اس کے بعد نو بت سیکھتے ہیں، اس جماعت کو بھی شکست دینی چاہیے اور رحمت الہی کا منتظر رہنا چاہیے۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانانِ ہندوستان نے خواہ وہ دہلی کے ہوں خواہ اس کے علاوہ کسی اور جگہ کے۔ کئی خدمات دیکھے ہیں اور چند بار لوٹ مار کا شکار ہوئے ہیں۔ ”چاقو بڑی تلک پہنچ گیا ہے“ رحم کا مقام ہے، خدا کا اور اس کے رسول کا واسطہ دیتا ہوں کہ کسی مسلمان کے مال کے درپے نہ ہوں، لکڑیاں کا خیال کھاتو امید یہ ہے کہ فتوحات کے دروازے پے در پے کھلتے چلے جائیں گے، اگر اس امر سے تغافل برتا گیا تو میں ڈرتا ہوں کہ ”آہِ منظرِ ماں“ سدا رہ مقصدِ دین نہ جائے

مکتوب مفتوح

بطرف

نجیب الدولہ بہادر

خدا سے عز و جل آں راس المجاہدین، رئیس الغزاة
امیر الامراء بہادر کو فتوحاتِ نازدہ اور ترقیاتِ بے اندازہ سے مشرف
و ممتاز کرے۔

فقیر ولی اللہ غنی عنہ کی جانب سے بعد سلامِ محبت التزام کے
واضح ہو کہ فقیر زادہ نے آنجناب کا ایک زبانی پیغامِ نواہی دہلی پر جاٹوں
کے غلبہ اور ان کی سرکشی کی بابت مجھ کو سنایا اور اس بارے میں مفصل جواب
کی درخواست کی۔ بنا بریں یہ کلمات لکھے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے عالمِ رویا میں قومِ جاٹ کا استیصال اسی
قسم کا دیکھا ہے جس طرح قومِ مرتد کا استیصال ہوا ہے، اور یہ
بھی خواب میں دیکھا ہے کہ مسلمان جاٹوں کے دیہات اور قلعہ جات پر

مسلط ہو گئے ہیں اور وہ دیہات و قلعے مسلمانوں کی جائے بود و باش بن گئے ہیں۔ غالب گمان یہ ہے کہ روہیلے جاٹوں کے قلعوں میں اقامت گزریں ہونگے یہ چیز غیب الغیب میں مصمم و مقرر ہے، فقیر کو اس بارہ میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں ہے۔ لیکن ابھی تک عالم ملکوت میں صیرتِ فتح ظاہر نہیں ہوئی ہے، جن خدا کے خاص بندوں کو اس کام پر قائم کیا گیا ہے ان کی توجہ اور دعا کی ضرورت ہے

جب یہ بات واضح ہو گئی تو اب فقیر کا مشورہ یہ ہے کہ جنابِ عالی اعلیٰ رحمۃ اللہ اور تقویتِ ملتِ محمدیہ کی نیتِ مضبیہ طائرِ لقیہ پر کر لیں، اور مخالفین سے مقابلہ شروع کر دیں۔ جس دن گھر سے بقصدِ جنگ کوچ کریں فقیر کو اطلاع دیں تاکہ فقیر اس طور پر جس طور پر خداوندِ کریم نے اس کو تعلیم دی ہے متوجہ ہو۔

امید فضلِ خداوندی سے یہ ہے کہ فتحِ عجیب رونما ہوگی اور افواجِ حق ^{لفظ} درہم و برہم ہو جائیں گی۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ جنگِ اعداء اُٹا رہا چڑھاؤ رکھتی ہے کہیں ذرا سی خبر سے بد دل نہ ہو جانا۔ پیدائشِ حضرت آدم سے لے کر تا اس دم کو کونسی ایسی فتح ہوئی ہے جو نشیب و فراز نہیں رکھتی تھی۔ اس بارے میں مبالغہ کرنا فقیر کی عادت میں داخل نہیں ہے۔ لیکن ایک نکتہ اور خیال میں رہے وہ یہ کہ بعض مردمِ مہنہ و جو بظاہر

تمہارے ماورقہ تہارعی حکومت کے ملازم ہیں اور باطن میں ان کا میلان
مخالفتیں کی جانب ہے وہ نہیں چاہتے کہ مخالفین کی جڑ کٹ جائے وہ
ملازمین ہزار ہتن اس معاملہ میں کھڑے کریں گے اعدہ طریقہ سے ان عزیزا^{لنفذ}
کی نظر میں صلح کو آہستہ آہستہ پیراستہ کر کے دکھلائیں گے۔

دل میں یہ ٹھکان لیتا کہ اس جماعت کی بات نہ سنوں گا اور ان کی
باتوں کی طرف میلان نہ ہو گیا تو نصرت میں تاخیر ہوگی فقیر اس چیز کو اس
طرح جانتا ہے گویا اپنی ہتکھیل سے مشاہدہ کر رہا ہے۔ والسلام

مکتوب ششم

مجاہد

نجیب الدولہ بہادر

اللہ تعالیٰ اس المجاہدین، رئیس الغزوات، امیر الامر ایہلحد
کو فتوحات تارہ اور ترقیات بے اندازہ کے ساتھ مشرف کرے۔
فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام تحیت التزام کے واضح
ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی جنگ کی استعداد کے بارے میں اور اس بات کے
استفسار کے سلسلہ میں پہنچا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جاٹوں کے ساتھ مل گئی
ہے ان کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیے۔

میرے عزیز! جاٹوں پر فتح غیب الغیب میں مقرر ہو چکی ہے، اس
یاد میں کوئی اندیشہ دل میں نہیں لانا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امر سبوں کی
طرح سے جو تمہی کہ مقابلہ ہو گا یہ حلسم ٹوٹ جائے گا۔ اگر مسلمانوں کی ایک جماعت

جاٹوں کے ساتھ ہے تو اس کا کوئی خیال نہ کریں مجھے امید ہے کہ بحر اس کے کہ
ظاہر میں دشمنوں کی کثرت نظر آئے اور کوئی تشویش پیش نہ آئے گی، اللہ تعالیٰ
اُن مسلمانوں کے ہاتھوں کو جو دُشمنوں کے ساتھ ہیں روک دے گا وہ جنگ
نہ کر سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایسے یوں سمجھ لو کہ جس طرح شیر بکریوں کے
گلے میں آجاتے ہیں اور بکریاں بھاگ جاتی ہیں، اسی طرح مخالفین کو بھاگتے
بنے گی۔ دشمنوں کی کثرت سے اور دشمنوں کے ساتھ مسلمانوں کی رفاقت سے
ڈرنا نہ چاہئے اللہ تعالیٰ کا ارادہ سب پر غالب ہے، اگر مخالفین بکریوں جیلہ
کے ساتھ صلح کی گفتگو کریں تو اُن کی باتوں پر کان نہ دھرنا، اگر بعض ایسے مسلمان
جن کی اطلاع دین محمد علی کے سلسلہ میں نیت کمزور ہے بلکہ چوڑے خطرے سامنے
لا کر پیش کر رہا تو اُن کی بھی نہ سننا چاہئے۔

اس کام میں بس آپ کی توجہ استعدادِ حرب کے بہم پہنچانے اور شدت
کی طرف منعطف ہونی چاہئے۔ میاں فقیر گل نے بعض باتیں اور غلط
اندیشے مفصل بیان کئے۔ تاکہ مزید کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ جس وقت
جنگ جاٹ کے لئے نکلیں، فقیر کو اطلاع دیں، انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ انگی کے
وقت سے بیکر فتح کے وقت تک دُعا کے دلی میں مشغول رہوں گا۔

والسلام

مکتوبِ پنجم

بطرفِ نجیب الدولہ

اللہ تعالیٰ آلِ راس المجاہدین، رئیس الخزاة، امیر الامراء کو

مسندِ عزت پر برقرار رکھ کر طرح طرح کی کھلمائیاں ظہور میں لاتے۔

فقیر و آلِ اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعدِ سلامِ محبت التزام کے واضح ہو کہ — جو کچھ معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ اس دور میں تائیدِ ملتِ اسلامیہ

و امتِ مروجہ آپ اچو کہ متعددِ ذخیر میں لکے پردے میں ظہور کر رہی ہے۔ کسی

طرح کا وسوسہ قلبِ گرامی میں نہ آنے پائے۔ تمام کام انشاء اللہ تعالیٰ

دوستوں کی مراد کے مطابق ہوں گے۔ اور تمام دشمن غلبۂ قہر الہی سے

پامال ہو جائیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حافظِ جوہر خاں بہت نیک خصلت آدمی ہیں۔

..... پہلے بھی اس مضمون کی طرف اشارہ

کیا گیا تھا۔ والسلام

مکتوب دوم

بنام
بندہ مولف یعنی شیخ محمد عاشق سہلوی

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ فیقر وکی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام محبت التقدیم مطالعہ
کریں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے خیر و عافیت دے رکھی ہے۔ دیگر آنکھ کل میں بعد
از نماز جمعہ اپنے مفقودہ وقت سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا تھا اور آں عزیز کو جلد
مُخصّص کر دیا تھا، اُس کی وجہ یہ تھی کہ کہیں ہجوم خلق پریشان نہ کر دے پادشاہ
اور اس کی والدہ آئے تھے۔ پہلے مسجد میں زنانے کا انتظام کیا گیا۔ اس صورت
سے بادشاہ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ بے تکلف ہو کر کچھ دیر کھڑے، تقریباً تین چار
گھنٹے وہ بیٹھا کھانا بھی کھایا، اُس کی زیادہ تر باتیں مخلوق خدا کی بھلائی کے کاموں میں
مرد چاہنے سے متعلق تھیں۔ وہ اس بات پر افسوس کرتا تھا کہ اُس نے غنکاف کے
زمانے میں جن باتوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا وہ آشکارا ہو گئیں اور یہ بھی دریافت

کرتا تھا کہ آیا مجھ سے کوئی ایسی لغزش ہو گئی جس کی وجہ سے صفائی قلب جانی رہی، اُس نے یہ بھی کہا کہ اس سے پہلے میں خواب میں شاہدہ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا تھا، اب زیارت، "بیتس نہیں ہوتی، درمیان گفتگو میں اپنی تین خوابیں ذکر کیں۔

پہلی خواب

اُس نے کہا جس وقت رفیع الدولہ کو تختِ شاہی پر بٹھایا گیا تھا اُس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رفیع الدولہ کے بعد کون بادشاہ ہوگا؟ فرمایا کہ روشن اختر (مجر شاہ) میں نے عرض کیا روشن اختر کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا ایک اور ہے جس کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا "تو"۔ پھر میں نے یہ دریافت نہیں کیا کہ میری حکومت کب تک چلے گی۔

دوسری خواب

جس وقت نادر شاہ کی طرف سے قتل عام واقع ہوا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گویا ایک حصار کھینچ رہے ہیں اور اشارہ فرما رہے ہیں میں نے عرض کیا حصار یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک زبردست آگ لگی ہے، میں نے حصار کر دیا ہے تاکہ قلعہ محفوظ رہے۔

تیسری خواب

میں نے خواب میں دیکھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کلمی
دست مبارک سے تیار فرما رہے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ تیرے واسطے بنا رہا
ہوں۔

بادشاہ سے فقیر نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک
پر بیعت ہونے کا طریقہ بیان کیا اور بادشاہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت
مبارک کے تصور کے لئے کہا، اُس نے کہا کہ رفیع الدولہ اور روشن اختر والی
خواب میں جو صورت مبارک دیکھی تھی وہ میرے ذہن میں حاضر ہے، فقیر نے کہا
کہ اسی کو اپنے دل کے سامنے رکھو۔ اس گفتگو کے بعد مسجد میں فقیر کے ساتھ نماز
پڑھ کر رخصت ہوا۔ والسلام

مکتوب یازم

بنام
بندہ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقائق و معارف آگاہ عزیر القدر سجادہ نشین اسلاف کرام
شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بقیر وط اللہ عفی عنہ سے بعد از سلام
مطالعہ کریں۔

الحمد للہ کہ اس عادتہ عامہ میں عافیت نصیب ہوئی اس محلہ کو معلوم
ہو کہ مخالف کی فوج آئی تھی یا نہیں، نہ تو لوٹ ڈالنے والوں کی لوٹ
سے کوئی اذیت پہنچی اور نہ اس ناوان و جہانہ (تھری می ٹیکس) سے جو
حویلیوں پر ڈال گیا تھا کوئی زہر بار ہوا۔

سابق میں عالمگیر نے جو کچھ کہہ دیا گیا تھا کہ اس فتنہ میں تم کو سلامتی
حاصل رہے گی وہ بھی ظہور میں آیا۔ اکثر کی جائیدادوں کی سندیں،
(دستاویزیں) ضبط ہو گئیں مگر میری سند کہ دستخط کر کے مجھ کو واپس کر دی

گئی ہے۔ اس وقت احمد شاہ درانی جنگِ جاٹ کی طرف متوجہ ہے جو کچھ
 وقوع میں آئے گا بعد کو لکھا جائے گا۔ اہل شہر اپنے قتل ہونے سے تو محفوظ
 رہے، لیکن دولت کا مادہ فاسدہ جن لوگوں کے مزاجوں میں پیدا ہو گیا
 تھا اس کا تنقیہ پورے طریقے پر ہو گیا۔ چنانچہ عبرت کی چیز ہے کہ جو لوگ جاہ و
 حشمت میں جس قدر زیادہ تھے، قید و ضرب اور سزا بھگتے میں بھی وہی آگے آگے
 رہے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھنا چاہا وہ محفوظ رہا۔

والسلام

مکتوب دوازدہم

منام

مولف (یعنی شیخ محمد عاشق بہلئی)

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اہلسناب کرام شیخ

محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ افقر و طی اللہ عنی عنہ کی جانب سے بعد محبت کے

مطالعہ کریں، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے خیر نغایت عطا فرما رکھی ہے آج ایک فو

سنی گئی ہے جس نے ایک گونہ تشویش خاطر پیدا کر دی وہ یہ کہ درآنی کی فہمیں بار

کی جانب روانہ ہو رہی ہیں اور یہ بات تشویش کا باعث ہے بھی۔

میرا ظن غالب یہ ہے کہ پہلی بات اور بود ہانہ کی طرف جانے سے ان

فوجوں کو کوئی تعلق نہیں ہے، حاصل کلام فضل الہی سے امید قوی ہے کہ خدائے کو

اور ہم کو تمام آفات سے محفوظ رکھے گا، اور یہی اطمینان دل میں موجزن ہے

اگرچہ بحسب ظاہر کچھ نہ کچھ تشویش بھی ہوتی ہے اور تذبذب اصلاح کی جاتی ہے۔

والسلام

مکتوب سیر دوم

بسم
مولف ^{یعنی} شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ
محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر و طائع اللہ غنی عنہ کی جانب سے بعد سلام کے
مطالعہ کریں۔

خیر و عافیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دُعایہ کرہیں
اور تمہیں ہمیشہ عافیت سے رکھے، آپ کا مکتوب گرامی پہنچا اور آپ کا موضع پہلوت
میں سلامتی کے ساتھ آگیا معلوم ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ خیریت سے وہاں
پہنچے۔

دستور کے موافق اس سال بھی اعتکاف میں داخل ہوا اس توفیق کے
ملنے پر اور مزید احسانات کے دروازے کھلنے پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔
جو باتیں ذرا دانت احوال کے قبیل سے ہیں ان کا لکھنا چاہتا ہوں۔

لطف نہ دے گا باقی جو "معارف" کے قبیل سے بائیں ہیں، وہ انشاء اللہ تعالیٰ
بعد فراغتِ اعکاف بشرط سہولت لکھی جائیں گی۔

جو کچھ فقیر کو معلوم ہو رہا ہے یہ ہے کہ احمد شاہ ابدالی مخالفین کی
سرکوبی کے لئے پھر آئے گا۔ اور بعد تمام ہونے امر "وعدہ شدہ" کے شاید
اسی سر زمین میں اپنی ودیعتِ حیات کو سپرد کرے گا، گناہوں کی کثرت اور
لعنتی کاموں کے هجوم کے باوجود اب تک جو کام کی نوعیت برقرار ہے غالباً اسی
وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو طاقتِ مخالفین کو تہس نہس کرنا ہے۔

صلوات

مکتوب چہار دم

بنام
بندہ مولف ات شیخ محمد عاشق

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام
شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ، فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد سلام کے
مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہوں اور اس سے دنیا اور آخرت میں
عافیت اور عفو مانگتا ہوں۔

گرامی نامہ مشکیں شامہ پہنچا حقیقت مرقومہ واضح ہوئی۔ کچھ ایسا
نظر آتا ہے کہ طوائف الملوکی ہوگی، فوجیں حرکت میں آئیں گی اور شہرتہ و بالا ہوگی
اللہ سے یہ دعا ہے کہ اس "حادثہ" میں مخالفین اسلام پر ہی مصیبت
پڑے اور "مٹھی بھر" مسلمان جوان بلا میں عزائم کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہیں
محفوظ و مامون رہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہے اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

جو کچھ قضاء قدر میں ہے چار و ناچار ضرور ظہور میں آئے گا۔ اس جماعت کو خوشخبری ہو جو تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے، اپنے مقال سے بھی اہل اپنے حال سے بھی، ایسی جماعت کو خوشخبری ہو کہ جب کبھی "ہوائے قدس" چلے گی اس کی حافظ و ناصر ہوگی۔

”البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ ہے جس نے قرآن امار اور وہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے“ والسلام

مکتوب پانزوم

بنام

بندہ مولف (یعنی شیخ محمد عاشق)

حقائق و معارف آگاہ و عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام فقیر
و علی اللہ عفی عنہ کی طرف سے بعد سلام مطالعہ کبریٰ آخر و غایت پر شکریہ خداوندی
ادا کرتا ہوں۔

سید فتح اللہ خان کا خط پہنچا اس کو یہاں حقیقتاً الجبد کے خطاب سے
۹۹۹ مرتبہ پڑھنے کے لئے لکھا گیا۔ اور ختم سورہ غیل ایک ہزار ایک بار اس
طور پڑھ کر لے کر لکھا گیا کہ اس کے اول و آخر خید یا رب یا ربی القادر و پر صا جائے اللہم
صل علی سید القاہرین علیٰ اعدا اعدای العالمین یعنی اے
اللہ رحمت بھیج اس ذاتِ تقدس پر جو سردار ہے اللہ کے و شہید ہو قہر
کرنے والوں کی۔

چند تقویدِ صلاح بھی بھیجے گئے اور ان کے خط میں یہ فقرہ بھی

تخریر ہوا ہے — فقیر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اگر یہ مسلمان دریا سے
 پار ہو کر ایک بار جماعتِ مرثیہ پر حملہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک
 عجیب نشانی مشاہدہ میں آئے گی، مخالفینِ ظلم کی طرح منتشر ہو جائیں گے
 والسلام

مکتوبِ شانزدہم

شیخ محمد عاشق بنام ہسلی

حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلافِ کرام شیخ
محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر و طائفہ غنی عنہ کی جانب سے بعد از سلام مطالعہ
کریں۔ نامہ مشکلیں شہامہ پہنچا، وہ دہشت جو اس طرف مخالفینِ اسلام
کی فوج کے قریب آجانے کی وجہ سے پھیل گئی ہے اس کا علم ہوا، رب العزت
کی بارگاہ سے التجاہ ہے کہ تریۃ اللہ العالیین کو جہنم آفات سے محفوظ رکھے۔

مکتوب ہفتدم

بنام

مولف (یعنی شیخ محمد عاشق بہلئی)

..... لکھا تھا کہ کیا اچھا ہو اگر افکاتِ رمضان میں پہلیت آکر

کروں — فقیر یہ بات دل سے چاہتا ہے لیکن شہرِ دہلی کے موجودہ ناسازگار
حالات کے پیشِ نظر کہ یہاں روزِنت نیا فتنہ کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں
قسمِ قسم کا خوف لاحق ہوتا رہتا ہے — مناسب نہیں ہے کہ اپنا گھر بار اور
اپنے متعلقین کو یہاں ہی چھوڑ دیا جائے ۔

وہی عربی کا مشہور معرعہ ^{۵۴۹} مناسب حال ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ

(کبھی) ہوا میں کشتیوں کی خواہش کے برخلاف چلتی ہیں ۔۔

مکتوب ہشتم

بنام

مولف ایشخ فخر عاشق رحم

حقائق و معارف آگاہ اغریز القدر سجادہ نشین اسلاف مکرم شیخ
محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ - فقیر ولی اللہ عفی عنہ کی جانب اجازت سلام مطالعہ

کریں -

اصل فقہ یہ ہے کہ وقوع فتنہ یقینی ہے جب اندراج ابدالی کی آمد آمد
کشمیر کی طرف متوجہ ہو تو وہ پوشیدہ خطرہ ظاہر ہو گیا، اور اس بارے میں مشورہ کیا گیا
بعد شایرت یہ طے پایا کہ جب نوبت لاہور تک پہنچے اس وقت خاندان کو پہلوت
کی طرف روانہ کر دیں اس لئے کہ قبل پیدا ہونے فتنہ کے خواہ مخواہ کہیں کچل پڑنا
کم عقلی ہے اور ہجوم فتنہ کے بعد توقف کرنا یا گھمنڈ کی بات ہے، ابھی تک ہی بات
دل میں بٹھان لی ہے جس کو اوپر ذکر کیا گیا ہے، معلوم نہیں یہ بات جلدکیش
آنے والی ہے یا کچھ مدت کے بعد۔ والسلام

مکتوبِ نوز و ہم

بجانب مولانا سید احمد

(خوردہ ہیکل کے ساکن ہیں)

..... فقیر و آلہ اللہ عفی عنہ کی جانب سے بعد از سلام

مسنون مطالعہ کریں۔

جو احباب وہاں سے یہاں آئے "آں سیاوت مآب" کی تعریف اور
شکریے سے تر زبان تھے وہ بیان کرتے تھے کہ آپ نے بادشاہ اسلام کی حمایت و
رفاقت کے واسطے بیڑ مسلمانوں کی لوٹ مار اور قتل ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے
رومیوں کے شکروں کی اس عمدہ طریقہ پر تنظیم کی ہے کہ اس سے اچھی تنظیم
خیال میں بھی نہیں آسکتی، ان باتوں کے سننے سے فقیر بہت ہی سرور و خوشدل
ہوا اور آپ کے لئے دنیا و آخرت میں بلند مرتبہ کی دعا بے ساختہ زبان سے
نکلی۔

مکتوبِ بستم

بجانب

وزیر الممالک آصف جاہ

الحمد لله والصلوة على عباده الذين اصطفى

بعد حمد و صلیات کے واضح ہو کہ اس فقیر کے دل پر یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ عالم ملکوت میں یہ بات مقرر شدہ ہے کہ مخالفین اسلام ذلیل و خوار ہوں گے بعد ازاں باغی لوگ رسوا اور خانہ خراب ہوں گے، اگر جناب عالی ان بد معاشوں کے مقابلہ میں کمر بستہ باندھ کر آجائیں تو یہ تمام کارنامے جناب کی طرف منسوب ہونگے اور مینا آپ کی تابعدار ہو جائے گی، اور ملتِ مرحومہ کے رواج اور مسلم حکومت کی استقامت کا باعث جناب عالی کو قرار دیا جائے گا۔

کوششِ نفوذی اور فسادِ عظیم الشان مرتب ہوں گے، اگر آئندہ جناب پوشش نہ فرمائیں گے تو یہ تمام مخالف عظمیٰ آسمانی حادثات اس سے ہلاک و مہلک ہو جائے گا۔ اس صورت میں جناب عالی کی طرف کوئی نیک نامی کی بات منسوب نہ ہو سکے گی۔

(ترجمہ شعر فارسی) اے محبوب اصل میں تو تیری زلف کا کام مشک نشانی
 کرنا ہے لیکن مصلحت کی بنا پر آہو سے چین کی طرف مشک کو منسوب کر دیا گیا
 ہے۔“

چونکہ یہ حقیقت بالکل یقینی ہے اس لئے اس عزیز القدر سے یہ اختیار
 کہی گئی اور لکھی گئی، وقت کو غنیمت جانئے اور مخالفین کے مقابلہ میں جدوجہد کرنے
 میں ذرہ برابر کوتاہی جائز نہ رکھئے۔ کچھ غرصہ کے بعد کام خود بخود واضح ہو جائیگا
 (ترجمہ شعر عربی) ^{۱۴۴}

جس وقت گرد و غبار ہٹے گا تو عنقریب دیکھ لے گا کہ تیری سواری
 میں گھوڑا تھا، یا گدھا یعنی عنقریب حقیقت حال کھل جائے گی۔
 چونکہ ایک حیرت انگیز حقیقت کا اظہار مطلوب تھا، اور درستی و خیر خواہی
 مقصود تھی، اس لئے کسی قدر مبالغہ سے بھی احتراز نہیں کیا گیا، اس سے
 زیادہ کھول کر بات کہنا مشکل ہے۔

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند
 کس بیدار در بخی آید سواراں را چہ شد ^{۱۴۵}

یعنی توفیق و کرامت کی گیند درمیان میں ڈال دی گئی ہے سواروں
 میں سے کوئی بھی میدان میں نہیں آتا آخر انہیں کیا ہو گیا ہے؟ وہ بات
 جو کہ اپنے مازداروں سے درپردہ کہا کرتا ہوں اس مقام پر بے پردہ لکھی گئی ہے تاکہ

مکتوب بہت ویم

بنام وزیر الممالک آصف جاہ

..... بعد حمد و صلوات فقیر و آلہ اللہ علی عنہ کی جانب سے
 واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے شجر اقبال کے نئے میوے کو مبارک
 و مسعود کرے اور اس درخت سعادت را آپ کی پرورش میں بے اندازہ پرورش
 عطا فرمائے آمین۔ بقیۃ الکلام یہ ہے کہ حکیم مطلق جل شانہ نے آدمی کو دو چیزوں
 سے مرکب فرمایا ہے ایک بدن غسری جو کہ حسی خواہشوں کا استغاضی ہے، دوسرے
 روح جو کہ عقائد حقہ اور اعمال نافعہ کی خواہشمند ہے یقینی طور پر آدمی کی
 سعادت بھی جسم و روح دونوں سے متعلق ہے، فطرت سلیمہ رکھنے والے حضرات
 دونوں قسم کی سعادتیں جمع کرتے ہیں، فقط ایک قسم پر اکتفا نہیں کرتے۔ جس طرح
 غذا اے روح ضروری ہے اسی طرح غذا اے جسم بھی ضروری ہے کہوں کہ ان دونوں
 میں سے کسی ایک کے نہ ہونے سے مزاج روح درہم برہم ہو جاتا ہے۔

مسلمانوں سے مظالم کا دفعہ کرنا اور دین کی اشاعت کرنا، نیز رسوم نیک
 جاری کرنا سراپا سعادت و سعادت ہے۔

والسلام

مکتوب بہت دوم

بجانب وزیر الممالک اصف جاہ

خدا سے تعالیٰ بے نہایت ترقیات عطا فرمائے اور دونوں جہاں کی نعمتوں سے خوش اور دونوں جہاں کی مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ بعد اس دُعا کے واضح ہو کہ بابا فضل اللہ نے ہم سے بعض باتوں کا استفسار کیا فقیر کے دل میں یہ آیا کہ ان باتوں کا جواب بزبانِ قلم واضح کیا جائے۔

یہ تمام سختیاں جو ظاہر ہو رہی ہیں فقیر کے اعتقاد میں اس کا سبب وہ کوئی عمل ہے جو جنگِ مرہٹہ کے سلسلہ میں اختیاری یا اضطراری طور پر واقع ہوئی جن دنوں فقیر نے آگاہ کیا تھا، اس وقت کام ہوتا تو عجیب عجیب حالتیں پیش گاہ خداوندی سے (وقت کی سازگاری کی وجہ سے) بارش کی طرح برس جاتیں، اگرچہ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ تقدیرِ حوادث کو شامل ہے لیکن کارخانہ حکمتِ الہی میں ہر کام کسی نہ کسی خیر سے وابستہ ہے۔

خیر جوابات گذر گئی وہ گذر گئی —

فقینہ قطب خاں افغان کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
 یہ امید ہے کہ عنقریب ختم ہو جائے گا۔ ظاہر ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص سرسبز نہیں
 ہو گا اور اپنے باطل مدعا کو حاصل نہ کر سکے گا، جو کچھ فقیر کو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے
 کہ آن عزیز القدر منصور و مظفر اور محفوظ و محفوظ ہیں۔

بادشاہ کا باہر جاننا مناسب نہیں، اُن کا یہیں رہنا بہتر ہے، البتہ
 شاہزادوں میں سے آپ جس کو چاہیں آپ اپنے ہمراہ لے لیں، بقیہ کلام یہ ہے
 کہ آن عزیز القدر کو خدا سے عزوجل نے ہندوستان میں پُر اتر لے بٹھا ہے، ہم لوگ بڑی
 بڑی امیدیں قائم کئے بیٹھے ہیں کہ آپ کے ذریعہ رفع مظالم، تغیر رسوم بد، ترویج
 دین حق، اقامت امر خیر، اشاعت علم و نماز و روزہ یہ سب کچھ عمدہ طریقے پر ہو گا
 اس لئے کہ آپ کے اندر ایک عجیب شان اور سعادت محسوس ہوتی تھی، اور آپ کا
 مزاج بھی صلاحیت، ذکاوت اور غنیمت امور خیر لئے ہوئے معلوم ہوتا تھا۔
 شاید مقنیات زمانہ کی وجہ سے ابھی تک مذکورہ بالا امور خیر میں سے کسی کا
 ظہور نہیں ہو سکا۔ خدا کرے کہ اس کے بعد ملائی مانات ہو جائے۔ اس قدر
 البتہ گذارش ہے کہ فی الحال جس قدر طاقت ہو کر انی غلہ دور کرنے میں سعی ملیغ
 فرمائیں، اور اطراف عالم میں جو لوٹ مچ رہی ہے اس کو حتی الامکان ختم کرنا بھی
 ضروری ہے۔ والسلام

مکتوب بہت سوم

بطرف

تاج محمد خاں بلوچ

رفت و عوالی مرتبت عزیز القدر نواب تاج محمد خاں محفوظ و محفوظ
اور بہ نظر عنایت خداوندی محفوظ رہیں، فیروز اللہ عنی کی جانب سے بعد
سلام محبت التزام کے واضح ہو کہ ————— آپ کا مکتوب گرامی جاؤں
کی سرکشی سے متعلق پہنچا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُمید یہ ہے کہ وہ مخالف
کو پائمال کر دے گا، خاطر جمع رکھیں ————— اندر میں حالت ضروری ہے کہ :-
آں عزیز القدر موسیٰ خاں اور دیگر جماعتِ مسلمین کے ساتھ موافقت کریں
اور آپس میں دوستی و یکجہتی کو کام میں لائیں اور اپنی طاقت کو دشمنوں کے
مقابلہ میں صرف کریں۔ غالب اُمید ہے کہ اجتماعِ مسلمین اور ان کی حسنِ عیث
کی برکت سے تازہ فتح نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ عظیم میں فرماتا ہے اِنَّ
تَنْصُرُوا اللّٰهَ لَيَنْصُرْكُمْ۔ یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری

اس زمانے میں دشمنانِ دین کے غالب ہونے اور مسلمانوں کے مغلوب ہونے کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے افواجِ نفسانی کو درمیان میں لاتے ہیں، اور ہنود کو اپنے کاروبار میں خیل بناتے ہیں، ظاہر ہے کہ ہنود غیر مسلموں کا استیصال گوارا نہ کریں گے، دور اندیشی اور تحملِ محمود شے ہے لیکن اتنی نہیں کہ غیر مسلم مسلمانوں کے شہروں پر غالب آتے چلے جائیں اور ہر روز ایک شہر پر قبضہ کرتے رہیں، یہ وقت تحمل اور مصلحتِ اندیشی کا نہیں ہے۔ یہ وقت خدا پر بھروسہ کرنے اور استعدادِ حرب ظاہر کرنے اور غیرتِ مسلمانی کو جوش میں لانے کا ہے اگر آپ ایسا کریں گے تو غالب ہے کہ "نسیمِ نصرت" چلنی شروع ہو جائے گی۔ فقیر کو کچھ جانتا ہے وہ یہ ہے کہ جنگِ جاٹ ایک ظلم ہے کہ اولِ اول خونناک و خطرناک معلوم ہوتی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر پورا پورا توکل و اعتماد کر کے اس جانب توجہ و تعلق ہوگی تو ظاہر ہو گا کہ سوائے نمائش کے وہاں کچھ نہ تھا، امید کہ اپنے حالات اور استعدادِ حرب کی کیفیت سے اطلاع دیتے رہیں گے۔ یہ چیز دعا سے محافظت و نصرت میں مدد و معاون اور سلسلہ جفایاں ہوگی۔

والسلام

مکتوب بہت چہارم

بظرف

نواب مجد الدولہ بہادر

خدا سے عزوجل محفوظ و محفوظ اور اپنی چشم عنایت میں آپ کو ملحوظ رکھے۔ اس وقت آپ کا والا نامہ پہنچا جس میں روئے الشکر اور ان ضعیف رایوں کی تفصیل تھی جن کو لوگ اپنے دماغوں میں پکا رہے ہیں۔

عزیز القدر من ابقیہ اس قدر جانتا ہے کہ عالم ملکوت میں مرتبہ و حبث کا استیصال معصم ہے اور وہ بعض اشخاص جن کی توجہ کو اس قسم کے امور کے حل و عقد میں عنایت فرمایا گیا ہے، ان مخالفین کے استیصال کی دعا کرنے کے لئے برابر امور ہیں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو دن بدن آپ کے دل میں ان کے استیصال کا جذبہ بوجہ زن نہ ہوتا۔

اگر اس بدعت کا اتنا حق ہو جو کہ سلطنت تیموریہ کی تخریب کے درپے ہے تو قول خداوندی ”اِنَّ کِیْدَی مَتِّیْن“ یعنی میری

تذکرہ بڑی مضبوط ہے — کام صدق بھی یقینی طور پر ظاہر ہو گا۔ اطمینان رکھیں۔ والسلام۔

آپت بیک

نہجہ

نہجہ

نہجہ

مکتوب بستی و خم

بطرف

نواب عبداللہ خاں کشمیری

آپ کو خدا سے عز و جل محفوظ و محفوظ اور اپنی حشم عنایت میں محفوظ رکھے
 گرامی نامہ پہنچا۔ آپ نے علاقہ جاٹ میں اقامت کرنے کے لئے دریافت کیا
 تھا۔ عزیز القدر! ایک جماعت کے دل پر بار بار ہر دو گروہ
 کے استیصال کے لئے دغا کرنے کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے، ہرگز ان کے درمیان
 سکونت پذیر نہ ہونا چاہئے۔ اگر اس زمانہ میں حج کا ارادہ کر لیں سب سے
 بہتر رہے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت کے لحاظ سے بھی۔ اگر ممکن ہو سکے تو
 وہاں سے منتقل ہونا ضروری ہے۔ اگر حج بیت اللہ کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ
 واپسی کے بعد بہت سے فائدے اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کریں گے۔ یہ
 فتنہ کا زمانہ ہے کیوں خواہ مخواہ خوف و خطر میں اپنے آپ کو رکھا جائے۔
 والسلام

مکتوب بہشت و شہم

بجانب

حافظ جابر اللہ (پنجابی)

..... دہلی میں ایک حادثہ عظیم واقع ہوا، قوم
جاٹ نے دہلی کے شہر کہنہ کو لوٹا اور حکومت اس فساد و شرارت کو دفع کرنے
سے عاجز رہی، انھوں نے مال بڑے عزت و ناموس کو پر باد کیا اور مکانات
کو آگ لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جمع اہل و عیال و مال و مکانات کے لئے
دستِ ستم سے محفوظ رکھا..... اور یہ لوٹ مار کا حادثہ ادا اہل پنجاب
میں ہوا، اور آخر شعبان تک باقی رہا۔

وادی

و

تعلیقات

حواشی

۱۰ حدیث نبوی ہے :-

”انما الذین النصر“ ابو الشیخ فی التوہیح عن ابن عمر۔

ملاحظہ ہوا الجامع الصغیر سیوطی (مطبع مبینہ مصر ۱۳۲۸ھ) جلد اول صفحہ ۸۹۔

۱۱ سرحد فنانہ سرکار کا خیال ہے

”اورنگ زیب کی شمالی ہندوستان سے غیر حاضری کا فائدہ سب سے پہلے
جاؤں نے اٹھایا..... انہوں نے سب سے پہلے سلطنت کی فوجوں کا متعلق
کیا اور سرکاری طرز پر اپنی تنظیم شروع کر دی، ہر جاٹ کسان کو تلوار چلائی رکھائی
جاتی تھی اور اس کو بند و قید وغیرہ دی جاتی تھیں، جاٹوں نے حملہ کرنے کے
جوانوں سے اسی وقت ماہ کا مال جمع کرنے کے جو مرکز بنائے تھے وہ گڑھیاں
کہلاتی تھیں، یہ چھوٹے چھوٹے قلعے ہوتے تھے جو گھمسان جنگوں میں بنائے جاتے
تھے۔ مٹی کی دیواروں سے ان کو آنا سفید طلحہ مستحکم کرتے تھے کہ توپ خانہ کا
مقابلہ کر سکتے تھے۔“ ملاحظہ ہوتا تاریخ اورنگ زیب جلد پنجم صفحہ ۲۹۶۔

۵۳۔ خالصہ سے مراد وہ علاقہ ہے جو براہ راست مرکزی حکومت یعنی بادشاہ کے تحت ہوتا تھا۔ اس کے محاصل بادشاہ اپنے انصران کے ذریعہ وصول کرتا تھا۔

اس کے برخلاف جاگیر کا علاقہ ہوتا تھا جس کے محاصل جاگیردار وصول کرتے تھے اور جس کا براہ راست مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

R. P. Tripathi's

Some Aspects of Muslim Adm: p 308

دہلی کے ہر صاحب بصیرت فرمانروا کی یہ کوشش رہی ہے کہ خالصہ کا علاقہ بڑھایا جائے، ایسی صورت میں بادشاہ، صوبائی گورنروں اور جاگیرداروں کے رحم و کرم پر نہیں رہتا اور مرکزی دفاتر اور محلات شہری کے اخراجات کے لئے جس قدر رقومات کی ضرورت ہوتی ہے وہ براہ راست بادشاہ کو ملتی رہتی ہیں، اگر صوبائی حکومتیں یا جاگیردار بادشاہ کے خلاف بغاوت کریں یا محاصل ادا نہ کریں تو بادشاہ پر فوری اثر نہیں پڑتا۔

ضیاء الدین برنی، مبارک شاہ خلجی کی ایک سیاسی غلطی کا ذکر کرتا ہے۔

”بے دیہاد زمین ہاگہ در عہد علانی بخالصہ باز آدروہ بودند در عصر احمدیاں

یافتند“ (تاریخ فیروز شاہی صفحہ ۳۸۲-۳۸۳)

بآبرج ہندوستان آیا تو اس نے اپنے انصران کی جاگیریں ضرور دیں، لیکن خالصہ کا بڑا خیال رکھا، مثلاً بہار کی جاگیر محمد زماں کو دی، لیکن ایک کمرہ اور ۲۵ لاکھ کے محاصل کا علاقہ

خالصہ قرار دے دیا۔

(Memoirs of Balur (ملاحظہ ہو) p. 663)

شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ میں خالصہ کی کمی سے بادشاہ کی زندگی پر جو اثر پڑا تھا، اس کا حال ایک معاصر مورخ، مصنف تاریخ عالمگیر ثانی کی زبانی شیخ نے لکھتا ہے ”صوبہ دہلی کے پرگنے اور چند دیگر صوبوں کے پرگنے جو خالصہ میں شامل تھے

اور جن سے بادشاہ کے ذاتی ملازمین کی تنخواہیں ادا ہوتی تھیں، اب ہاتھ سے

نکل گئے تھے۔ سہارا پور جس کے محاصل جاگیرداروں کے حوالے کر دیے

گئے تھے، اب نجیب خاں اور وہیلیہ کے قبضہ میں تھا، آگرہ کے قریب کے

علاقے جاؤں کے پاس تھے۔ جے پور کے ادھو سنگھ نے نارنول وغیرہ

کے علاقوں پر تسلط کر لیا تھا، نتیجہ یہ تھا کہ ایک محل بھی خالصہ میں نہ تھا،

..... نسبت بائینجا رسید کہ بادشاہ کے دسترخوان کے لئے بھی روپیہ نہ

رہا۔ بیگمات بہت سے اخراجات اپنی جیب خاص سے کرتی تھیں۔“

(تاریخ عالمگیر ثانی، قلمی نسخہ ص ۲۹-۲۸-۲۷)

Sarkar: Fall of the Mughal Empire II p. 35 نیز ملاحظہ ہو۔

۳۵ جاگیر کا علاقہ بڑھانے سے مرکزی حکومت کے استحکام میں فرق آجاتا ہے، سلطنت

کے اجزاء میں نظم و ضبط کا اعلیٰ معیار قائم نہیں رہ سکتا، مرکزی حکومت، جاگیرداروں کے دھم دکا

پر ہوتی ہے، فلسفہ تاریخ کا ایک ناقابل تردید اصول ہے کہ :-

"The more the jagirs, the more unhappy is the peasant and unstable is the government."

یعنی جتنی زیادہ جاگیریں ہوں گی اتنی ہی حکومت کمزور، اور
لاستکار پریشان ہوں گے۔

شاہ صاحب کی نگاہ حقیقت پسندی انہوں نے جاگیر داری کو بالکل ختم
کرنے کا مشورہ نہیں دیا کیسی صورت میں جاگیر دار حکومت کے خلاف متحد ہو جاتے، اور
سیاسی ابتری اور انتشار میں اضافہ ہو جاتا۔ شاہ صاحب مشورہ دیتے ہیں کہ چھوٹے
منصب داروں کو جاگیریں نہ دی جائیں اور پھر اس کی وجوہات بتاتے ہیں۔

۵۔ منصب داری کے مختلف پہلوؤں کے تفصیلی مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو

Abdul Aziz: "The Mansabdari System and the Mughal Army"

C.S. K. Rao Sahib: Some notes

on Mughal Mansabs, J. 1 & XVI
p. 50-62

۶۔ "حق نمک" کو قرون وسطیٰ کے سیاسی اور سماجی نظام میں ایک ناقابل تردید
اخلاقی اصول کی اہمیت حاصل تھی، نمک دہی کو بدترین اخلاقی مجرم سمجھا جاتا تھا۔ ولعت لکھنؤ
میں حضرت نظام الدین اولیاء کا قول نقل کیا گیا ہے۔

”بزرگ حقے است حق نمک ... حق آن نگاہ تو اندواشت“

قلی نسخہ ۵ (ب)

برنی (صفحہ ۵۴۵) عقیف (ص ۶۶) تاریخ مبارک شاہی صفحہ ۸۶

”تاریخ واوادی (ص ۴۴۳) ایلٹ) وغیرہ سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔
پروفیسر محمد حبیب صاحب نے ”خزان الفتح“ کے مقدمہ میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے

ملاحظہ ہو: *The Campaigns of Sultan*

Alauddin Khalji, p. XV

اٹھارویں صدی میں نمک حرامی کو ایک آرٹ بنا لیا گیا تھا، اس صدی کی ساری
تاریخ نمک حرامی اور عداوت کی ایک خوبیل داستان ہے، کمزور فرماں روا ایسے سیاسی اور
اخلاقی مجرموں کو سزا نہیں دیتے تھے، اس کے اثرات عوام پر بڑے پڑتے تھے۔ شاہ صاحب کے
خیال میں سیاسی زندگی کی بہتری کا دار ”نمک حرامی“ کے خاتمہ میں تھا۔

اٹھارویں صدی میں منحل فوجوں کی حالت انتہائی خراب تھی، نظم و ضبط اور فرمانبرداری
کے بجائے بد نظمی اور حکم عدولی عام ہو گئی تھی۔ سرور لڑے ہمیگ نے لکھا ہے۔
”سلطنت کے زوال کا ایک بڑا سبب فوجوں کی بد نظمی اور بے قاعدگی
بھی تھی۔۔۔۔۔ فوج کے اعلیٰ افسران آپس میں لڑتے رہتے تھے۔۔۔ دشمنوں سے
پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے۔۔۔۔۔ عام بد نظمی نے فوج کو ایک بے ترتیب
ہجوم کی صورت دے دی تھی، نہ کوئی عسکری تربیت تھی نہ نظام۔۔۔ غیر حاضری

کی سزا بہت دی جاتی تو ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی.... فوجی جرائم کے
لئے کوئی سزا نہ تھی، افسر کبھی بہت ہی زیادہ غصہ ہو جاتا تو گدھے پر بٹھا کر کھپ
میں گھموا دیتا.... اس فوج میں ڈھانچا نہ عزم تھا نہ کوئی سپاہی شہانہ جذبہ

Cambridge History of India
Irvine: The Army of the Indian Vol IV p. 374-75
Mughal p. 296-299

۵۵ احمد شاہ (۱۷۴۷-۱۷۶۸) کے زمانہ میں تین سال تک فوجیوں کی تنخواہیں
ادا نہیں کی گئیں، مجبور ہو کر سپاہیوں نے شورش کی، محلوں کے دروازے روک کر کھڑے
ہو گئے۔ ایک امیر کا چنانہ چار دن تک پڑا رہا اور فوجیوں نے اس وجہ سے دھن نہ ہونے دیا
کہ اس نے تنخواہیں ادا نہیں کی تھیں۔ شاکر خاں پانی پتی نے کھلم کھلا کہ احمد شاہ کے
زمانہ میں محلات شاہی کے ساز و سامان کی فہرست بنا کر دکھانے کو دی گئی تھی، تاکہ
اس کو فروخت کر کے سپاہیوں کی تنخواہیں ادا کر دی جائیں (مذکورہ شاکر خاں قلمی، ص ۱۷۱)

Fall of the Mughal Empire
Vol II p. 346-347

فوجیوں کے افلاس کا اندازہ مصنف "تاریخ عالمگیری" کے اس بیان سے ہوتا ہے۔

"فوجیوں نے افلاس سے تنگ آ کر اپنے گھوڑے بیچ دیئے تھے، پیدل

فوج کے پاس وردیاں نہ رہی تھیں، جاہلوں کو چارہ نہ ملتا تھا اس وجہ سے

وہ مرنے لگے تھے، فوجی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلتے تھے، اور بعض اوقات شہر

سواری کی ہمراہی میں بھی نہ ہونے تھے۔ "تاریخ عالمگیر ثانی (قلمی) ص ۱۵-۲۳ وغیرہ

نیز ملاحظہ ہو
Fall of the Mughal Empire
 Vol II p 37

۵۹ مرکزی حکومت کی نااہلی اور بادشاہوں کی سستی اور عدم توجہ کی اس سے
 بڑھ کر مثال ملنی مشکل ہے کہ انھوں نے خالصہ کے علاقہ میں کبھی ٹھیکہ دینے کی رسم جاری
 کر دی تھی، اول تو اس زمانہ میں خالصہ کا علاقہ کھنہا ہی کہلاتا یعنی دہلی سے پالم تک۔
 پھر جب اس کے حاصل وصول کرنے میں بھی بادشاہوں کو وقت ہونے لگے تو قبلہ جہاندارا
 کو تارنار کر دینا ہی بہتر ہے۔ باہر کے سیاسی تدبیر کا ذکر اس سے پہلے (ذیل ۵۸) میں
 گذر چکا ہے کہ اس نے بہار میں بھی خالصہ کا علاقہ رکھا، اسی سے جاہلشن یہ تھے کہ دہلی
 کے خالصہ کا انتظام کرنے سے معذور تھے۔

۶۰۔ اس خط کے عنوان میں مکتوب الیہ کا نام ظاہر نہیں کیا گیا، لیکن اس کے مطالعہ
 سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا مخاطب احمد شاہ ابدالی ہی ہے۔

(ا) شاہ صاحب نے شروع میں ہندوستان کے حالات اور واقعات
 جس طرح بیان کئے ہیں اُن کا مخاطب ایک غیر ملکی ہی ہو سکتا ہے
 ہندوستان کے کسی بادشاہ کو اس طرح جغرافیائی اور تاریخی تفصیلات
 بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔

(ب) اسی خط میں فرماتے ہیں۔ "لاجرم برآں حضرت فرض عین است

قصیدہ ہندوستان کردن

(سب) چونکہ احمد شاہ ابدالی کو یہ خط لکھ رہے ہیں اس لئے جہاں

مغل بادشاہ احمد شاہ کا ذکر آیا ہے وہاں سپہ محمد شاہ لکھا ہو

(ش) بیجب الدولہ کے نام خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو احمد شاہ

ابدالی کے حملوں کا علم رہتا تھا۔

۹ الف۔ شاہ صاحب نے جن صوبوں اور حکومتوں کا یہاں ذکر کیا ہے ان کے مختصر تاریخی

حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

تاریخ فرشتہ، جلد دوم

طبقات اکبری جلد سوم

۱۰ گجرات کا صوبہ جغرافیائی، اقتصادی، تجارتی، عسکری اور سیاسی اعتبار سے

مہایت اہم تھا، دکن پر تسلط قائم رکھنے کے لئے اس پر اقتدار ہونا ضروری تھا، مغلیہ

بادشاہوں نے اس علاقہ کو اپنے قبضہ سے نکال کر جس سیاسی بصیرت کے فقدان کا

ثبوت دیا اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Irvine : Later Mughals

Vol II p. 165 - 215

۱۱۔ صوبہ مالوہ، جنما سے مراد اتک پھیلا ہوا تھا، اس کے مغرب میں راجپوتانہ اور

مشرق میں ہندو عیسائی فرقہ تھا۔ سلطنت مغلیہ کے لئے اس کی جغرافیائی پوزیشن

زراعتی اہمیت بے حد زیادہ تھی، جنوبی اور شمالی ہندوستان کے درمیان یہ کڑی
 کی مانند تھا۔ اینین، گنا، انگور، چھالیہ وغیرہ کی زبردست کاشت یہاں ہوتی
 تھی۔ صنعت و حرفت میں گجرات کے بعد اس کی اہمیت سب سے زیادہ تھی۔ شمالی
 ہندوستان سے دکن کو جانے والی فوجوں کو مالوہ سے ہی گزرنا پڑتا تھا، مرہٹوں
 اور شمالی ہندوستان کے درمیان یہ فُٹے کی مانند تھا، اس کے نکل جانے کے بعد
 مرہٹوں کا طوفان کف بردہاں اُمنڈ نے لگا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

*Raghubir Singh: Malwa
 in Transition p109-111*

*Jurine: Later Mughals Vol II
 p. 242-245.*

۳۱ مرہٹوں نے اپنا اقتدار کس طرح بڑھایا؟ اس کے لئے ملاحظہ ہو۔

*Sarkar: Fall of the Mughal Empire
 Vol I p. 67-76*

"How the Maratha
 power spread over the Mughal
 Empire?"

مرہٹوں کے اقتدار کا عوام پر اقتصادی اثر کیا پڑا؟ طباطبائی نے لکھا ہے:

"بیتے دارند کہ ہر جا دست یابند وجہ معاش جمیع خلق خدا بند کردہ

بطرف خود می کشند و زمینداری و مقدری و عمل پڑاری گری باقدمین

نگہداشتہ، اساس دارن ان کارہائے مذکورہ را از بیخ دین برکنندہ بنیاد

دغل و تصرف خود قائم کند، سیر المتاخرین -

اس کے بعد صاحب سیر المتاخرین نے ایک زبردست معاشی اور

اقتصادی حقیقت کو اس طرح مذہبی انداز میں بیان کیا ہے۔

”رازق مطلق تعالیٰ شانہ“ کہ رازق مطلق اللہ تعالیٰ جو

روزی رسان ہندو مسلمان است ہندو مسلمان دونوں کا روزی ہی پہنچانے

برائے رازق اہنافِ خلافت برہیں والہا ہے، اسی نے ہر ایک کی روزی

زمین نوشتہ، تمام اس مملکت پر کا حصہ اسی سر زمین (ہند) میں مقدر

یک قوم چہ طور مسلم فرمایا ہے، یہ سلطنت کسی ایک قوم کے

نہ اندامند، فائدہ کیلئے کس طرح مخصوص کی جاسکتی ہے

۱۷۔ چونکہ سے مراد لگان کا وہ چوتھا فی حصہ ہے جو مرتبہ جبراً مغلیہ سلطنت کے ان

دور افتادہ علاقوں سے وصول کرتے تھے جو ان کے رحم و کرم پر تھے۔

مورخوں نے اس کی نوعیت کے متعلق مختلف رائیں ظاہر کی ہیں۔ لاناڈے

نے لکھا ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد وہ علاقے کسی تیسری طاقت کے حملوں سے محفوظ

ہو جاتے تھے اور یہ بالکل دلہری کی ہے *Subsidiary system*؛ مانند تھا

سرکار کا خیال ہے کہ اس ٹیکس کے دینے کے بعد صرف مرہٹوں کے حملوں سے

نجات مل جاتی تھی۔ مرہٹوں پر دوسری طاقتوں کے حملہ سے بچانے کی کوئی ذمہ داری

عائد ہوتی تھی، چونکہ ڈاکوؤں کو خریدنے کا ایک طریقہ تھا، ساروجی سائے نے

لکھا ہے کہ یہ خراج تھا جو مفتوحہ علاقوں سے بھا جانا تھا۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar: Shivaji and his Times
p. 407-408

Sarkar: History of Aurangzeb
Vol IV p. 262-3

Sen: Military System of the Marathas
p. 28-53

Sen: Administrative System of
the Marathas, p. 111.

۱۵۔ سخت نا انصافی ہو گی اگر یہ سمجھا جائے کہ شاہ صاحبؒ غیر مسلم جماعتوں سے
تقسیم کی بنا پر یہ لکھ رہے ہیں، مرہٹوں کی ہنگامہ آرائیوں سے ہندو اور مسلمان
سب ہی متاثر ہوتے تھے۔

ہنگال کا مشہور شاعر گنگارام، ہنگال پر ان کے عملوں کا حال لکھتا ہے

”برگیوں نے دیہاتوں کو بوٹنا شروع کر دیا.... کچھ لوگوں کے اٹھوں

ہاتھ، ناک اور کان کاٹ لئے، کچھ کو مار ڈالا، خوبصورت عورتوں کو وہ

رسیوں میں باندھ کرے گئے، جب ایک بارگی زنا کر چھٹا تھا تو دوسرا کرتا

تھا۔ عورتیں چیخیں مارتی تھیں.... اٹھوں نے گھروں کو آگ لگا دی اور

ہر طرف بوٹ مار کرتے ہوئے گھومے۔“

سرحد و ناٹھ سرکار نے گنگارام کی یہ عبارت نقل کی ہے اور لکھا ہے

کہ مرہٹوں کی زمانہ معاملہ میں بہت بڑی شہرت تھی۔ ملاحظہ ہو۔

Fall of the Mughal Empire Vol I
p. 87.

پرتگالی مصنفوں نے بھی مرہٹوں کی ان حرکتوں پر کانون میں انگلیاں دی ہیں

Pissurlencar: ملاحظہ ہو۔

Portugueses e, Maratas (ii)
p. 49.

بنگال کے ایک مشہور پنڈت دیشورودیا پتی نے ۱۷۵۷ء میں مرہٹوں کے

ہنگاموں اور مظالم کا ذکر نہایت درد انگیز لہجے میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

Fall of the Mughal Empire I
p. 88.

ان سب بیانات کے پیش نظر شاہ صاحب کے اس جملہ پر غور کیا جائے

تو اس کی صداقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

۱۶۔ جہانگیر کے عہد میں آگرہ سے دہلی تک جاٹ آباد تھے، ان کی مشرقی سرحد چنبیل تھی

اس علاقہ میں ان کی ہنگامہ آرائی کا یہ عالم تھا کہ مرکزی حکومت کا ناک میں دم آگیا تھا

بقول سرکار ”دہلی اور آگرہ کی سڑک پر ایسا کٹا بڑا داشت نہیں کیا جاسکتا

تھا“ *Fall, Vol I p 369* دہلی سے آگرہ نقل و حرکت

میں بڑی احتیاط برتنی پڑتی تھی، لیکن کوہمیر موٹی ہوئی جو فوجیں جاتی تھیں وہ اسی

علاقہ سے گذرتی تھیں۔

بہادر شاہ کے زمانہ میں اس سڑک کی محدوش حالت کا اندازہ دستور الانشا

کے دست سے ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو دستورال انشاء از یار محمد۔ ص ۱۳۰

۱۶۱۲ء میں جب ڈچ تہا سہ اس علاقہ سے گزرے تو انھوں نے بھی ان

ہنگاموں کو دیکھا۔ *Late Mughals I, p 32*

جان سمرن (Jahn Surman) جون ۱۶۱۵ء

میں یہاں سے گزرا تھا، اس نے بھی جاٹوں کی امن سوز حرکتوں کا ذکر اپنی ڈائری میں

کیا ہے *Orme Collections p 1694*

۱۶۱۶ء - شاہ جہاں کے عہد میں جاٹوں نے ایک مرتبہ زبردست شورش برپا کی تھی۔

۱۶۳۶ء میں مستقر اکا فوج دار مرشد علی خاں ان سے لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔

۱۶۳۷ء سرحد و ناٹھ سرکار، تاریخ اورنگ زیب جلد پنجم ص ۷ - ۲۹۶ پر لکھتے ہیں

”اورنگ زیب کی شمالی ہندوستان سے غیر حاضری کا فائدہ دو نئے جاٹ

لیڈروں، راجہ رام اور رام چہرہ نے اٹھایا۔ راجہ رام کی قانون شکن

حرکتوں کو اگرہ کا گورنر صافی خاں بھی نہ روک سکا، جاٹوں نے راستے بند کر دیے

اور بہت سے علاقوں کو لوٹا۔ اور اکبر کے مقبرہ کو لوٹنے کے لئے سکندریہ کا

روح کیا، لیکن میر ابو الفضل نے جو وہاں کا فوجدار تھا بہادری سے مقابلہ کیا

اور باغی کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ راجہ رام نے مشہور تو رانی امیر اصغر خاں

کا سامنا کر لیا۔ اصغر خاں جاٹوں سے لڑتا ہوا مارا گیا “

۱۶۸۶ء میں اورنگ زیب نے مشہور جنرل خان جہاں کو کلکتا شہر جنگ کے

جاٹوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا، خان جہاں کو شکست ہوئی تو اورنگ زیب
 سرخضرہ کی نوعیت کا اندازہ ہوا اور اپنے لڑکے اعظم کو جاٹوں کی سرکوبی کے
 لئے روانہ کیا۔ اعظم ابھی جربان پور ہی پہنچا تھا کہ شہنشاہ نے اس کو واپس بلایا
 اور اعظم کے بڑے بیٹے بیدار بخت کو جو اس وقت ۷ سال کا تھا جاٹوں کے
 مقابلہ کے لئے بھیجا (دسمبر ۱۶۷۸ء) یہاں شاہ صاحب کا اشارہ بیدار بخت
 ہی کی طرف ہے۔

۱۹ شاید یہاں شاہ صاحب کا اشارہ راجہ بھشن سنگھ (رج پور) کی طرف ہے لیکن
 راجہ بھشن سنگھ نے جاٹوں کے استیصال میں بڑا زبردست کام کیا تھا اور اس وقت
 بیدار بخت سے اس کی مخالفت کا کوئی واقعہ نظر سے نہیں گذرا۔ راجہ بھشن سنگھ نے
 اورنگ زیب سے بخیریں عہد کیا تھا کہ وہ جاٹوں کے مشہور قلعہ سنسی کو برباد
 کر دے گا (تاریخ اورنگ زیب ج ۵ صفحہ ۳۰۰)

سرکار نے لکھا ہے کہ راجہ بھشن اپنے باپ اور دادا کی طرح بڑے
 منصب کی آرزو رکھتا تھا، اور اس لئے یہ اہم کام انجام دینے کا وعدہ کیا
 تھا۔ سنسی کا محاصرہ بیدار بخت نے کیا تھا، ممکن ہے راجہ کو شہزادہ
 سے اسی لئے مخالفت پیدا ہو گئی ہو کہ ایسا اہم کام جس کے لئے اس نے اپنے آپ
 کو پیش کیا تھا شہزادے کے سپرد کیوں کر دیا گیا۔

۲۰ غرض کہ یہ زمانہ میں چوراسن کے ہنگاموں کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

۱۷۱

Irvine : Later Mughals,
Vol I p. 321-27.

شاہ صاحب نے جس مہم کی طرف اشارہ کیا ہے اس کے مفصل واقعات ارون
نے بیان کیے ہیں۔ چورامن نے قطب الملک و زیر کو ۲۰ لاکھ روپیہ رشتہ دے کر
اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ فرخ سیر کو صلح کر لینے کا مشورہ دے۔

(ارون جلد اول ص ۳۲۶)

راجہ سنگھ (جو چورامن کے خلاف بھیجا گیا تھا) اس مصالحت کے خلاف تھا
اس کا خیال تھا کہ چورامن کی طاقت کے ختم ہونے میں زیادہ غرصہ نہیں لگے گا، اس کے
بغیر مشورہ صلح کر لی گئی۔ فرخ سیر خود اس صلح کے لئے آمادہ نہ تھا لیکن قطب الملک نے
مجبوراً صلح کرائی، جب چورامن دہلی آیا تو فرخ سیر نے اس کو صرف ایک مرتبہ دربار میں
آنے دیا، دوسری مرتبہ دربار میں حاضر ہونے کی اجازت نہ دی۔

Irvine : Later Mughals
I p. 327

قطب الملک کے چال چلن اور سیاسی ہنگاموں کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar : Fall of the
Mughal Empire Vol I p 10-11

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

Irvine : Later Mughals II p
120-121

محمد شاہ (۱۷۰۸-۱۷۱۹) کا بیٹا احمد شاہ تھا جو اس کے بعد تخت پر

بیٹھا۔ یہاں شاہ صاحب نے اس کا نام لکھنے کے بجائے پیر محمد شاہ لکھا ہے
ایسا عمدہ کیا ہے، شاہ صاحب احمد شاہ ابدالی کو خط لکھ رہے ہیں اس لئے اس کا
نام لکھنا سودا ادب خیال کیا۔

۵۲۳ صفدر جنگ، سعادت خاں صوبہ دار اودھ کا داماد تھا، ۱۷۳۹ء میں سعادت خاں
کے انتقال پر اودھ کا صوبہ دار ہو گیا، اور اٹھارویں صدی کی سیاست میں
کافی حصہ لیا۔ مختصر حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

Fall, Vol I pp- 22-24, 442-448

۵۲۴ ۹ مئی ۱۷۵۷ء کو سورج مل جاٹ نے پُرانی دہلی کو لٹا اٹھا، سرحدِ نافذ سرکار نے
اس کا بغضی ذکر اپنی کتاب ۱۷۵۷-3 Fall Vol I
میں کیا ہے۔ لکھا ہے۔

”دُزیر کو خنجر لڑنے میں نامل تھا، اس لئے سورج مل کو آگے بڑھا دیا
اس نے پُرانی دہلی کو خوب لٹا..... عام لوگوں پر سخت مصیبت آئی
بہت لوگوں نے خودکشی کر لی..... جاٹوں کے اس ہنگامہ کو لوگ
جاٹ گردی کے نام سے یاد کرتے تھے“

ہرچرن داس مصنف چہار گزہ ارشجائی کا بیان ہے کہ جب جاٹوں نے
لوٹنا شروع کیا تو دہلی کے باشندے گھبراہٹ اور پریشانی میں گھر سے نکلی کر کھڑے
ہوئے، وہ در بدر لگی بگلی مارے پھرتے تھے، بالکل اس طرح جیسے کوئی ٹوٹا ہوا

جہاز ظالم مجوں کے رحم و کرم پر ہوا، پانگلوں کی طرح ہر شخص پریشان حال اور

گھبراہوا نظر آتا تھا۔" (قلمی نسخہ سال ۱۷۱۵)

۵۲۵ صفحہ جنگ کے خلاف بادشاہ کی تفصیلی کارروائی کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar : Fall of the Mughal
Empire Vol I - p. 483-500.

۵۲۶۔ سراج الدولہ کی طرف اشارہ ہے جو ۱۷۵۶ء میں علی دردمی خاں کے انتقال کے

بعد بنگال کا صوبہ دار ہوا تھا۔

۵۲۷ گداگری کے دورِ حسرتناک واقعات کے لئے ملاحظہ ہو

Fall of the Mughal Empire,
Vol II p 37

۲۷ الفہم - ملاحظہ ہو سیر المتاخرین صفحہ ۸۷

طہا طبائی نے لکھا ہے کہ سلطنت اور شہنشاہ اس وقت بے معنی الفاظ ہو کر

رہ گئے تھے۔

۲۷ ب ملاحظہ ہو

Fall of the Mughal Empire I p 481

۵۲۸ نادر شاہ کے حملہ نے مغلیہ سلطنت کی کمزور عمارت کو متزلزل کر دیا تھا۔

سرکار نے لکھا ہے کہ نادر شاہ کے حملہ نے وہی سلطنت کا ایک مرکز تباہ کر دیا

(Fall vol I p ۷۸) شاہانِ مغلیہ کا سیاسی اقتدار خاک میں

مل گیا۔ کرنال کے میدان میں دس بارہ ہزار سپاہیوں کا خون ہوا۔ دہلی کے
تقریباً ۲۰ ہزار نفوس تہ تیغ ہوئے۔ ہندوستان کی بعض نئی طاقتوں کا غرور بھی
اسی وجہ سے ہوا، دہلی کی سلطنت اتنی کمزور ہو گئی کہ ان نئی طاقتوں کا مقابلہ نہ کر سکی
پروفسر سری رام گپتا نے بتایا ہے کہ سکھوں نے اس حملہ سے بے حد فائدہ اٹھایا
اور پنجاب میں بوٹ مار کی۔

History of the Sikhs, p. 3-4

۲۹ قرآن پاک ۲۸: ۲۹

۳۰ قرآن پاک ۵: ۵۹

۳۱

۳۲ قرآن پاک ۲۸: ۲۵

۳۳۔ صفدر جنگ نے سورج مل جاٹ کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا، ملاحظہ ہو

Fall of the Mughal Empire Vol II p. 435

۳۴ یعنی احمد شاہ (۱۷۵۴ - ۱۷۴۸) جیسا کہ آگے آنے والی عبارت سے

ظاہر ہے۔

۳۵ احمد شاہ کی والدہ کا نام ادھم بائی تھا، اس نے اس زمانہ کی سیاست میں بڑا
حصہ لیا تھا، احمد شاہ نے اس کو بانی حبیب صاحبہ، نواب قلیہ صاحبہ اور بانی
صاحب حبیب صاحبہ اور قبائلی عالم وغیرہ کے خطابات یکے بعد دیگرے دیئے تھے

احمد شاہ کے عہد میں سارا انتظام مملکت اسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا تھا۔ بڑے بڑے امرا اور افسرانِ روزانہ اس کی ڈیوٹی پر حاضر ہوتے تھے، وہ پردے کے

پیچھے سے ساری عرضیاں اور کاغذات سنتی تھی اور ان پر احکامات لکھواتی تھی

۵۳۶ رفیع الدولہ، بہادر شاہ بن اورنگ زیب کا منجھلا بیٹا تھا، ساداتِ بارہم نے

۳۱ جون ۱۷۱۹ء کو رفیع الدرجات کو تخت سے اتار کر رفیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا

تھا، اُس نے کل چار مہینے اور ۱۶ دن حکومت کی۔ ۲۱ ستمبر ۱۷۱۹ء کو درگاہ

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں دفن کیا گیا۔

۵۳۷ پوشن اختر، بہادر شاہ بن اورنگ زیب کا چوتھا بیٹا تھا۔ رفیع الدولہ کے بعد

ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ غازی کے لقب سے تخت پر بٹھایا گیا ۱۷۱۹ء

تک حکومت کی۔

۵۳۸ یہاں شہزادہ محمد ابراہیم کی طرف اشارہ ہے جس کو عبداللہ خاں دسید بارہم

نے محمد شاہ کی زندگی میں ۱۵ اکتوبر ۱۷۲۰ء کو تخت پر بٹھادیا تھا، پھوڑے ہی

دنوں کے بعد محمد شاہ نے اس کو پکڑ لیا اور جیل خانہ میں ڈلوادیا۔ جہاں

۳۱ جنوری ۱۷۲۱ء کو اس کا انتقال ہو گیا۔

۵۳۹ احمد شاہ، محمد شاہ کے بعد تخت نشین ہوا تھا، اس کے دورِ حکومت کے

حالات کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar: Fall of the Mughal
Empire, Vol I Chapter VIII

۵۳۵ نادر شاہ کا قتل عام ۱۱ مارچ ۱۷۴۷ء (بروز انوار) ۹ بجے صبح سے شروع ہوا تھا اور ۲ بجے دوپہر تک جاری رہا۔

۵۳۶ احمد شاہ ابدالی نے جب پانچویں بار (۱۷۵۷ء) ہندوستان پر حملہ کیا تو جاٹوں کی طرف خاص طور سے توجہ کی۔ اس حملہ کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔

Fall, Vol II. p. 114-125

۵۳۷ بارہہ ضلع مظفرنگر (پ، پی) میں ایک قصبہ ہے، سید برادران جنہوں نے اُنیسویں صدی کی سیاست میں نمایاں حصہ لیا تھا، اسی جگہ کے باشندے تھے۔

۵۳۸ بوڑھاڑ اور گھٹولی، ضلع مظفرنگر (پ، پی) کے دو قصبات ہیں، گھٹولی میں بھلت ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، بھلت کو شاہ ولی اللہ صاحب کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۵۳۹ احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے لئے ملاحظہ ہو ضمیمہ

۵۴۰ اس زمانہ میں شاہ صاحب کے قلعہ و جگر پر پلٹ کی پریشان حالی کا کچھ ایسا اثر تھا کہ "غبار" ہی کا لفظ ان کی زبان سے نکلتا تھا۔ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔

"ما مردم غریبیم کہ در دیار ہندوستان آبا سے ما بغربت افتاده اند"

(وصیت نامہ ص ۲۰۲)

۵۴۱ قرآن پاک ۷ : ۱۹۶

۵۴۲ شاہ صاحب صرف وظیفہ بتا دینے پر اکتفا نہیں کرتے، عمل کی تلقین بھی

سابقہ ساٹھ کرتے ہیں، یہ شاہ صاحب کا مخصوص انداز ہے، اُن کی نظر میں کامیابی کا انحصار دُعا، اور ”عمل“ دونوں پر تھا۔

۵۸ قریۃ الصالحین سے مُراد پہلی ہے شاہ صاحب پہلی ہی میں پیدا ہوئے تھے اپنی پیدائش گاہ کی سلامتی کا خیال شاہ صاحب کو ہر وقت رہتا تھا، اس سے قبل بھی ایک مکتوب میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔

۵۹ یہ مبتنی کا مصرع ہے جس کا صدر یہ ہے۔

ماکل ما تینمی الرء ید رک

۶۰ - احمد شاہ ابدالی نے ۱۱۵۲ھ میں کشمیر پر حملہ کیا تھا، حملہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Islamic Culture, Vol XI No 4
p. 499-500
۱۷

۶۱ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں متعدد جگہ اس شعر کو استعمال کیا ہے یہاں شاہ صاحب بالکل اسی ذہنی کیفیت میں اس کو نقل کرتے ہیں۔

۶۲ - صفدر جنگ کی نظر میں روہیلوں کی طاقت کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی، جب وہ برسرِ فتنا

آیا تو اُس نے روہیل کھنڈ کی مسندِ قطب الدین خاں نمبرۃ عظمت اللہ خاں سابق

گورنر مراد آباد کے نام دربار شاہی سے جاری کرا دی، قطب الدین سات ہزار فوج

اکٹھا کر کے غازی مراد پور پہل کھنڈ ہوا، حافظ الملک نے اس قصد سے باز رکھنا چاہا، مجبوراً

حافظ الملک نے جنگ کی، رام گنگا کے کنارے جنگ ہوئی اور قطب خاں مارا گیا

شاہ صاحب نے یہ خط آصف جاہ کو اس وقت لکھا ہے جبکہ قطب خاں کا
ہنگامہ شروع ہوا تھا، اس میں پیش گوئی بھی کی ہے کہ "سر سبز نچو ابد شد"

لاحظہ ہو گلستانِ رحمت،

Life of Hafizool Mulk, p. 28

Cambridge History of India IV.

Fall of the Mughal Empire I ^{P 424} p. 377

۵۴ ستمبر اکتوبر ۱۷۵۷ء میں گرائی غلہ کا یہ عالم تھا کہ روپیہ کے ۹ سیر گہیوں ملتے تھے، مونگ کی
دال روپیہ کی آدھ سیر، ماش کی دال روپیہ کی پانچ سیر، دہلی میں دو آئیں تک گراں ہو گئی تھیں

Fall of the Mughal Empire II p 154

۵۵ قرآن پاک ۸ : ۷۷

۵۶ ۱۱۶۱ھ مطابق ۱۷۷۸ء -

"قتل و غارتگری کی یہ انتہا ہے کہ دہلی رجب سے شعبان تک ٹپتی رہی اور مغلیہ سلطنت

بالکل بے بس رہی، تاریخوں میں اس لوٹ کا تفصیلی حال نہیں ملتا، بہر حال ان حالات

میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مسلمانوں نے حد درجہ یا پوسی کی حالت میں "جوہر" کر کے

اپنے آپ کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

ضمیمہ جات

شاہ ولی اللہ دہلوی کی سوانح اور تصانیف

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے حالات اور سوانح میں ایک مختصر رسالہ ”الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف“ تصنیف فرمایا تھا۔ یہاں ہم فارسی عبارت کا اردو میں خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

”یہ فقیر ۱۲ شوال ۱۱۱۱ھ بروز چہار شنبہ طلوع آفتاب کے وقت پیدا ہوا تاریخی نام عظیم الدین نکالا گیا۔ ولادت سے پہلے خود والدین اور چند صلحانے میرے بارے میں بہت سے بشارتی خواب دیکھے تھے جن کو بعض دوستوں نے مستقل رسالہ ”القول الخلی“ میں بھی جمع کر دیا ہے۔ عمر کے پانچویں سال کتب میں بٹھا دیا گیا۔ ساتویں سال والد ماجد نے نماز روزہ شروع کرایا اور اسی سال ”رسم سنت“ عمل میں آئی۔ اور جیسا کہ یاد رہ گیا ہے اسی سال قرآن پاک ختم ہوا اور فارسی تعلیم شروع ہوئی یہاں تک کہ دسویں سال شرح ملا جای پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا

ہو گئی۔ چودھویں ہی برس میں شادی کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور والد ماجد نے اس معاملہ میں انتہائی عجلت سے کام لیا۔ اور جب سسرال والوں نے والد ماجد کے تقاضوں کے جواب میں سامان شادی تیار نہ ہونے کا عذر کیا تو آپ نے اُن کو لکھ بھیجا کہ میری یہ جلد بازی بلا وجہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں کوئی راز ہے۔ لہذا یہ مبارک کام جلد ہی ختم ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ والد بزرگوار کے اصرار سے اسی سال یعنی چودھویں ہی برس میں شادی ہو گئی۔ اور وہ راز بعد میں اس طرح ظاہر ہوا کہ نکاح سے تھوڑے ہی دن بعد میری خوش دامن کا انتقال ہو گیا۔ اس سے چند ہی روز بعد میری اہلیہ کے نانائے وفات فرمائی پھر چند ہی دنوں میں عم ہند گوار شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہ کے صاحبزادے شیخ فخر عالم نے وفات پائی۔ اور یہ صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ میرے بڑے بھائی شیخ صلاح الدین کی والدہ ماجدہ نے داغ مفارقت دیا۔ ان صدمات کے ساتھ ہی والد ماجد پر ضعف اور مختلف قسم کے امراض کا غلبہ ہوا اور دیکھتے دیکھتے آپ کی وفات کا سانحہ عظیم بھی پیش آگیا۔ ان حوادث کے پیہم گزر جانے پر معلوم ہوا کہ شادی کے متعلق والد ماجد کی عجلت فرمائی میں کیا راز تھا۔ درحقیقت اگر اس وقت یہ کام اس طرح عجلت سے انجام نہ پاتا تو ان حوادث کی وجہ سے پھر بد تو لا بھی اس کا موقع نہ آسکتا تھا۔

شادی سے ایک سال بعد یعنی پندرہ سال کی عمر میں والد ماجد کے

ہاتھ پر میٹھنے بیعت کی اور شاخ صوفیہ بالخصوص حضرات نقش بندہ کے
 اشغال میں لگ گیا۔ اور توجہ و تلقین اور آداب طریقت کی تعلیم و غمرۂ پوشش کی
 جہت سے میں نے اپنی نسبت کو درست کیا۔ اسی سال بیضاوی کا ایک حصہ پڑھ
 کر گویا ان دیار کے مروجہ نصاب تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ والد ماجد نے اس
 تقریب میں بڑے پیمانے پر خواص و عوام کی دعوت کی اور مجھے درس کی اجازت
 دی جن علوم و فنون کا درس اس ملک میں مروج ہے۔ ان میں دین کی کتابیں
 میں نے سب سے پہلے پڑھیں۔ حدیث میں پوری مشکوٰۃ شریف سوائے کتاب
 البیوع سے کتاب الاداب تک کے تھوڑے حصے کے اور صحیح بخاری
 کتاب الطہارۃ تک اور شمائل ترمذی کامل اور تفسیر میں تفسیر بیضاوی اور تفسیر
 مدارک کا ایک حصہ اور حق تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت مجھ پر
 یہ ہوئی کہ کامل غور و فکر اور مختلف تفاسیر کے مطالعہ کے ساتھ والد ماجد کے درس
 قرآن میں مجھے حاضری کی توفیق ملی اور اس طرح میں نے کئی بار حضرت سے متن
 قرآن پڑھا اور یہی میرے حق میں فتح عظیم کا باعث ہوا۔ اور علم فقہ میں شرح دہلیہ
 اور ہدایہ پوری پڑھیں اور اصول فقہ میں جامی اور توفیق تلویح کا کافی حصہ اور منطق
 میں شرح شمس پوری اور شرح مطالعہ کا کچھ حصہ اور کلام میں شرح عقائد مع
 حاشیہ خیالی اور شرح مواقف کا بھی ایک حصہ۔ اور سنوک و تصوف میں
 عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ اور علم الحقائق میں شرح رباعیات مولانا جامی

نواح، مقدمہ شرح لمعات اور مقدمہ نقد النصوص، اور فن خواص اسرار و آیات میں والد ماجد کا خاص مجموعہ اور طب میں موجز اور فلسفہ میں شرح ہدایت المحکمۃ وغیرہ اور نحو میں کافیہ اور اس کی شرح از ملا جامی اور علم معانی میں مطول اور مختصر المعانی اس قدر جتنے یہ ملا زادہ کا حاشیہ ہے اور بیہیت و حساب میں بعض مختصر رساے پڑھے۔ اور الحمد للہ کہ اسی تحصیل کے زمانہ میں ہر فن سے خاص مناسبت پیدا ہو گئی اور اس کے خاص مسائل اور اہم مباحث میرے ذہن کی گرفت میں آ گئے۔

میری عمر کے سترھویں سال والد ماجد مریض ہوئے اور اسی مرض میں واصل برحمت حق ہو گئے۔ اور اس مرض و فات ہی میں مجھے بیعت و ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی۔

خدا تعالیٰ کا ایک بڑا احسان یہ ہے کہ حضرت والد ماجد جب تک رہے اس فقیر سے بے حد راضی رہے اور اسی رضا مندی کی حالت میں اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ حضرت والد کو جیسی توجہ میرے حال پر رہی ایسی ہر باپ کو اپنے بیٹوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ میں نے کوئی باپ، کوئی استاد، اور کوئی مرشد ایسا نہیں دیکھا جو اپنی اولاد یا اپنے کسی شاگرد یا مرید کی طرف اس قدر توجہ اور شفقت رکھتا ہو جو حضرت والد ماجد کو میرے ساتھ تھی۔

پھر حضرت کی وفات کے بعد بارہ سال تک کتب دینیہ اور معقولات کے

درس میں اشتغال رہا اور ہر علم و فن میں غور کرنے کا موقع ملا۔

مذہب اربعہ کی فقہ اور ان کی اصول فقہ کی کتابوں اور ان احادیث کے غائر مطالعہ کے بعد جن سے وہ حضرات اپنے مسائل میں استناد فرماتے ہیں "نود غیبی" کی مدد سے "فقہاء محدثین" کا طریقہ دل نشین ہوا۔ غرض والد ماجد کی وفات سے ۱۷ برس اس طرح گزرنے کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور آخر ۱۲۴۳ھ میں یہ فقیر حج سے مشرف ہوا۔ اور ۱۲۴۴ھ میں مکہ منظمہ اور مدینہ منورہ کی مجاہدت اور شیخ ابوظاہر قدس سرہ اور دیگر مشائخ حرمین شریفین سے اخذ روایت حدیث کی سعادات حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران میں روضہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میری توجہ کا خاص مرکز رہا۔ اور الحمد للہ کہ مجھ فقیر پر اس دربار قدسی سے بے پایاں فیوض و برکات کی بارش ہوئی۔ نیز اس سفر مبارک میں حرمین شریفین اور عالم اسلامی کے بہت سے علمائے کرام کے ساتھ خوب رنگین محبتوں کا موقع ملا۔ حضرت شیخ ابوظاہر مدنی قدس سرہ کی طرف سے تمام طریق صوفیہ کا جامع خرقہ بھی اسی بابرکت سفر میں عنایت ہوا۔

پھر ۱۲۴۴ھ کے آخر میں حج سے مکرر مشرف ہو کر واپس ۱۲۴۵ھ میں وطن واپس آیا۔ اور ۱۲۴۵ھ رجب ۱۲۴۵ھ کو ٹھیک جمعہ کے دن بفضلہ صحیح سلامت وطن مانوت دہلی پہنچ گیا۔ یہ تعبیل ارشاد "واما بنعمتہ و بقبیلہ فجدت" بعض خاص انعامات الہیہ کا بھی تذکرہ کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ کا عظیم ترین انعام اس بندہ پر یہ ہے کہ اس کو خلعتِ ناقصہ بخشا گیا ہے اور اس آخری دور کا افتتاح اس سے کرایا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں جو کام مجھ سے لئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ”فقہ“ میں جو مرضی ہے اس کو جمع کیا گیا اور فقہ حدیث کی از سر نو بنیاد رکھ کر اس فن کی پوری عمارت تیار کی گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام و ترغیبات بلکہ تمامی تعلیمات کے اسرار و مصالح کو اس طرح منضبط کیا گیا کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے یہ کام اس طرح نہیں کیا تھا۔

نیز سلوک کا وہ طریقہ جس میں حق تعالیٰ کی مرضی ہے اور جو اس دور میں کامیاب ہو سکتا ہے مجھے اس کا ابہام فرمایا گیا۔ اور میں نے اس طریق کو اپنے دور سالوں ”ہمعات“ اور ”لطائف القدس“ میں قلمبند کر دیا ہے۔

ایک کام مجھ سے یہ لیا گیا کہ متقدمین اہل سنت کے عقائد کو میں نے دلائل و براہین سے ثابت کیا اور معقولیوں کے شکوک و شبہات کے خس و خاشاک سے ان کو قطعی پاک کر دیا۔ اور ان کی تقریر مجد لہ ایسی کہ جس کے بعد کسی بحث کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں کمالاتِ اربعہ ابدع، خلق، تدبیر، اور تدلی کی حقیقت اور نفوسِ انسانیہ کے استعدادات کا علم مجھے عطا فرمایا گیا۔ اور یہ دونوں ایسے علم ہیں کہ اس فقیر سے پہلے کسی نے ان کے کوچہ میں قدم بھی نہیں رکھا۔ اور حکمتِ علی (کہ اس دور کی صلاح و فلاح اسی سے وابستہ بلکہ اسی میں منحصر ہے) مجھے بھرپور

دی گئی۔ اور کتاب وسنت و آثار صحابہ سے اس کی تطبیق و تفصیل کی توفیق بھی نصیب ہوئی۔ اس سب کے سوا مجھے وہ ملکہ عطا فرمایا گیا جس کے ذریعہ سے میں تمیز کر سکتا ہوں کہ دین کی اصل تعلیم جو فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہے وہ کیا ہے اور وہ کیا کیا باتیں ہیں جو بعد میں اس میں ٹھوس گئی ہیں۔“

تصانیف

- | | |
|---|-----------------------------------|
| (۱۳) شرح تراجم ابواب صحیح بخاری | (۱) فتح الرحمن |
| (۱۴) مجموعہ رسائل اربعہ | (۲) الفوز الکبیر |
| (۱۵) تفسیلات الہیہ | (۳) فتح الخبیر |
| (۱۶) خیر کثیر | (۴) مصفا |
| (۱۷) فیوض الحرمین | (۵) مسوی |
| (۱۸) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین | (۶) حجتہ اللہ البالغہ |
| (۱۹) انفس العارنین | (۷) لبدور البازغہ |
| (۲۰) انسان العین | (۸) ازالۃ الخفا عن خلافتہ الخلفاء |
| (۲۱) القول الجمیل | (۹) قرۃ العین فی تفصیل الشیخین |
| (۲۲) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ | (۱۰) انصاف |
| (۲۳) الطاف القدس | (۱۱) عقد الجید |
| (۲۴) سطعات | (۱۲) تحفہ الموحدین |

- (٢٥) سمعات
(٢٦) لمعات
(٢٧) مکتوبات فی مناقب امام بخاری و (٢٨) مسلمات
(٢٩) العطية الصمدية
(٣٠) فتح الودود فی معرفته الجندود
(٣١) مکتوبات فی مناقب امام بخاری و (٣٢) مسلمات

ابن تيمية -

- (٣٨) مکتوب المعارف مع مکاتیب ثلثة
(٣٩) سرور المحزون
(٤٠) الجبر والطيف
(٤١) المقالة الوضیة فی الوصیة والنصیة
(٤٢) شفا القلوب
(٤٣) زهرادين
(٤٤) تاویل الاحادیث
(٤٥) هوامع شرح حزب الجبر
(٤٦) العقيدة الحسنة
(٤٧) المقدمة النیبة
(٤٨) چهل حدیث
(٤٩) شرح رباعین
(٥٠) آثار الاجداد

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سلطان مغلیہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی ولادت ۱۱۱۳ھ میں اور وفات ۱۱۷۶ھ

۱۷۰۳ء ۱۷۶۲ء

میں ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل شاہان مغلیہ تخت پر آئے۔

(۱) اورنگ زیب عالمگیر (۱۶۵۸-۱۷۰۷)

(۲) بہادر شاہ اول (۱۷۰۷-۱۷۱۲)

(۳) معزالدین جہاندار شاہ (۱۷۱۲-۱۷۱۳)

(۴) فرخ سیر (۱۷۱۳-۱۷۱۹)

(۵) نیکو سیر (۱۷۱۹)

(۶) رفیع الدرجات (۱۷۱۹)

(۷) رفیع الدولہ (۱۷۱۹)

(۸) محمد شاہ (۱۷۲۸-۱۷۱۹) - محمد ابراہیم - (۱۷۲۰)

(۹) احمد شاہ (۱۷۵۲-۱۷۲۸)

(۱۰) عالمگیر ثانی (۱۷۵۹-۱۷۵۲)

(۱۱) شاہ عالم (۱۸۰۶-۱۷۵۹)

احمد شاہ ابدالی

۱۷۳۷ء میں جب نادر شاہ نے قندھار پر لشکر کشی کی تو ایک شخص احمد خاں نامی جنگی قیدی کی حیثیت سے اس کے پاس لایا گیا۔ نادر شاہ اس سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس کو یساو ل بنا کر اپنے ذاتی خدمت گاروں میں شامل کر لیا۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اس نے بہت جلد ترقی کر لی اور وہ نادر شاہ کے نہایت اعلیٰ اور معتبر فوجی افسروں میں شمار ہونے لگا۔ بعد ازاں نادر شاہ نے اس کو خزانہ کا ہتھم بنادیا اور اس پر مزید اعتماد کا اظہار کیا۔ گلستانِ رحمت میں لکھا ہے کہ وہ نادر شاہ کی مجلسِ کارکن بھی ہو گیا تھا۔ نادر شاہ اس کے متعلق کھلے دربار میں کہا کرتا تھا کہ اس نے ایران، توران اور ہندوستان میں کوئی شخص ایسی خوبیوں اور صلاحیتوں کا نہیں دیکھا جیسا کہ احمد خان ہے۔ نادر شاہ کی ہمت پر احمد خاں اکثر اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ جب ۹ رذی الحجہ ۱۱۵۱ھ مطابق ۹ مارچ ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ

۱۔ خزانہ عامرہ۔ ص ۷۹۔ ۲۔ مائتہ الامراء جلد دوم۔ ص ۱۹۷۔ ۳۔ ہتھم خزانہ کو منکب باشی کہتے تھے ۴۔ گلستانِ رحمت (رقیبی نسخہ)

محمد شاہ کے محل میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا تو احمد خاں دیوان عام کے پاس نظام الملک چن علی خاں آصف جاہ کے ساتھ بیٹھا۔ نظام الملک نے جب اس کا چہرہ دیکھا تو بلندی اور عظمت کے آثار نظر آئے۔ اور پیش گوئی کی کہ یہ شخص ضرور بادشاہ بنے گا۔ یہ خبر کسی طرح نادر شاہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اس نے احمد خان کو اپنے پاس بلایا اور جیب سے چاقو نکال اس کے کان تھوڑے تھوڑے کاٹ دیئے اور کہا ”جب تم باو شاہ ہو جاؤ گے تو ان کو دیکھ کر میری یاد تازہ ہو جائے گی۔“

۳ جون ۱۷۴۷ء کو نادر شاہ اپنے کیمپ میں مارا گیا۔ اس کے مرتے ہی سلطنت میں انتشار اور بد نظمی پیدا ہو گئی۔ احمد خاں نے حالات سے فائدہ اٹھایا اور افغانستان میں آزاد حکومت کی جڑ ڈال دی۔

احمد شاہ نے در دوراں سے کالقب اختیار کیا۔ بعد کو اسی نسبت سے اسے تاریخ احمد شاہی (قلمی) تاریخ سلطانی سے نادر شاہ کے قتل کے بعد جب احمد شاہ افغانستان کو بھاگا تو لاہور کے ایک درویش کو اپنے ساتھ لیا۔ شاہ صابر نے نادر شاہ کے قتل سے تین دن پہلے پیش گوئی کی تھی کہ احمد شاہ بادشاہ ہوگا۔ ابھی افغانستان بھی نہ پہنچے تھے کہ شاہ محمد صابر نے احمد خاں سے بادشاہت کا اعلان کرنے کا اصرار کیا۔ احمد خاں نے تامل کیا تو مٹی کے ایک ڈھیر پر

نہر دستی جھکا دیا اور کہا یہ ہمارا تخت ہے۔ پھر گہیوں کا ایک خوشہ سر پر رکھا اور کہا تم ذرا بی بادشاہ ہو، سیر المتاخرین (ج ۳) ص ۱۶ تاریخ حسین شاہی (قلمی)

اس کا خاندان درانی کہلانے لگا۔ ابدالی کے ایک مشہور افغان قبیلہ کا نام ہے جس سے احمد شاہ منسلک تھا۔

احمد شاہ نے ہندوستان کے حالات کا بغور مطالعہ کیا تھا۔ تخت نشینی سے پہلے وہ کئی بار ہندوستان آیا تھا۔ یہاں کی دولت، مرکز کی کمزوری، امرا کی مفسدانہ حرکتیں۔ سب اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔ چنانچہ ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۹ء تک اس نے ہندوستان کو نو بار زیرِ ذر کیا۔ ان حملوں کے اسباب مختلف تھے۔ بعض مرتبہ وہ خود آیا۔ بعض مرتبہ بلا یا گیا۔ ۱۷۶۰ء میں اس کا چھٹا حملہ بالکل مختلف نوعیت کا تھا۔ ہندوستان کے حالات سے بدول ہونے کے بعد سنجیدہ امرا، باخ نظر علماء اور مشائخ نے اس کو یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ طباطبائی نے لکھا ہے :-

”نجیب الدولہ دراجہائے ہندوستان از دست مرہٹہ و عماد الملک بجاں آمدہ زوال دولت و ملک خود از دست ہر دو مرہٹہ برائے العین مشاہدہ نمود عرائض استدعا

۱۔ قبیلہ کا نام ابدالی پڑنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ احمد شاہ کے اجداد میں سے ایک بزرگ خواجہ ابو احمد ابدال چشتیؒ کے مرید تھے۔ اور اسی نسبت سے ابدالی مشہور ہو گئے تھے۔ بعد کو ان کے قبیلہ کا نام ہی ابدالی مشہور ہو گیا۔ ملاحظہ ہوتا تاریخ حسین شاہی از سید ابوالحسن حسین الحسینی (دہلی) ص ۶

بخدمت احمد شاہ ابدالی نگاشتہ خواہاں دروداوشدند“

(سیر المتاخرین)

احمد شاہ بعض اعتبار سے اپنے عہد کے نہایت ہی ممتاز حکمرانوں میں تھا۔

اس کی صلاحیت جہانبانی، تدبیر، عسکری لیاقت کا اعتراف اس کے مخالفین تک

نے کیا ہے۔ اس نے اپنے ملک کو غلامی سے نجات دلائی۔ اور افغان علاقہ کو

جو اس وقت چھوٹی چھوٹی منشر یا سٹوں پر مشتمل تھا۔ ایک مضبوط سیاسی سانچہ میں

ڈھال کر ”افغانستان“ کی شکل دی۔

احمد شاہ مذہبی رجحانات کا آدمی تھا۔ علماء و مشائخ کا ہجوم اس کے گرد رہتا

تھا۔ پشاور۔ لاہور۔ اور بٹالہ کے مشائخ کی خدمت میں وہ اکثر حاضر ہوا ہے۔ دہلی

اجمیر اور پانی پت کے مزارات پر اس نے عقیدت سے حاضری دی ہے۔ جنگ

پانی پت کے اگلے دن وہ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ کے مزار پر نیاز مندانہ گیا تھا۔

ہر جمعرات کی شب میں وہ علماء و مشائخ کو کھانے پر بلاتا تھا اور مذہبی معاملات پر

گفتگو کرتا تھا۔ وہ خود نہایت پابند شرع سنی تھا۔

ان تمام مذہبی دل چسپیوں کے باوجود وہ انتہائی غیر متعصب اور وسیع النظر

تھا۔ اس کے ملک میں شیعہ، ہندو، عیسائی سب پوری مذہبی آزادی کے

ساتھ رہتے تھے۔ افغانستان کی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ ایران

کے شمالی علاقہ سے نادر شاہ نے عیسائیوں کو لا کر کابل میں بسا دیا تھا۔ ہندو اور

عیسائی دونوں اطمینان کے ساتھ افغانستان میں زندگی بسر کرتے تھے
اس کی تصدیق ۱۸۶۱ء میں جارج فورسٹر نے کی تھی۔

فیرر نے لکھا ہے کہ مشرقی ممالک کی بہت سی خرابیوں سے احمد شاہ
میرا تھا۔ شراب نوشی، اینون وغیرہ سے اجتناب لی کرتا تھا۔ لالچ اور منافقانہ
حرکتوں سے پاک تھا۔ مذہب کا سخت پابند تھا۔ اس کی سادہ لیکن باوقار
عادتیں اس کو ہر دلعزیز بنادیتی تھیں۔ اس تک پہنچنا آسان تھا۔ وہ انصاف
کا خاص خیال رکھتا تھا۔ کبھی کسی نے اس کے فیصلہ کی شکایت نہیں کی ہے۔
۲۰ رجب ۱۲۵۶ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۸۴۲ء کو ابدالی کا انتقال ہوا۔

۱۰ ملاحظہ ہو

“A Journey from Bengal to

England ! Vol I

۱۱ ملاحظہ ہو

“History of the Afghans

احمد شاہ ابدالی کے حملے ہندستان پر

احمد شاہ ابدالی نے ۱۷۴۷ء سے ۱۷۶۹ء تک ہندوستان پر
نو حملے کیے۔ سات حملے شاہ ولی اللہ صاحب کی زندگی میں ہوئے تھے۔

پہلا حملہ ۱۷۴۷ء میں پنجاب پر ہوا تھا۔ احمد شاہ نے لاہور اور سرہند
پر بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا۔ لیکن جب آگے بڑھا تو منوچہر کے مقام پر مغلوں کی
فوجوں نے حملہ کیا اور احمد شاہ کو شکست کھا کر واپس ہونا پڑا۔^۱

۱۷۵۰ء میں احمد شاہ ابدالی نے دوسری بار پنجاب پر حملہ کیا۔ صفدر جنگ
نے مغل بادشاہ احمد شاہ کے اصرار پر ابدالی کے خلاف مرہٹوں سے معاہدہ
کیا۔ لیکن یہ معاہدہ بار آور نہ ہوا۔ معین الملک نے جولاہور کا واسراے مقرر کیا ابدالی
سے صلح کر لی اور پنجاب کا کچھ علاقہ احمد شاہ کے حوالہ کر دیا۔^۲

۱۔ آنند رام مخلص نے اپنے تذکرہ میں اس حملہ کا مفصل ذکر کیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو۔

Sarkar Jiall Of The Mughal Empire Vol
I M. 207.233

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ Sarkar Jiall Of The

Mughal Empire vol II. 417-419

تاریخ احمد شاہی کے مصنف کا بیان ہے کہ اس علاقہ کو حوالہ کر دینے کی ہدایت
مغل شہنشاہ نے کی تھی بلکہ

احمد شاہ ابدالی کا تیسرا حملہ ۱۱۵۱ھ میں ہوا۔ معین الملک نے حملہ کی
خبر سکر ۹ لاکھ روپے ابدالی کے پاس بھیجے تاکہ یہ رقم لے کر وہ واپس ہو جائے
لیکن اس نے پیش قدمی کو جاری رکھا۔ معین الملک ابدالی سے جنگ کرنے
کے لیے آمادہ نہ تھا۔ لاہور کے ایک بااثر تاجر کورائل نے حملہ آور سے صلح
کرنے کی سخت مخالفت کی۔ بالآخر یہ ہی طے ہوا کہ جنگ کی جائے۔ کورائل
میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کے مرنے سے معین الملک کی ہمت ٹوٹ گئی۔
صلح کی پیش کش کی گئی۔ احمد شاہ ابدالی نے جواب میں کہا "بھیا" میں کورائل سے
نسا چاہتا تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا۔ تم جاؤ، اطمینان سے رہو، میں نے جیتنے
روپے کا مطالبہ کیا تھا وہ بھیج دو" ۱۱۵۱ھ

۱۱۵۱ھ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ Elliot & Dowson, vol VIII
۱۱۵۱-۱۱۵۲ھ
۱۱۵۲ھ حملہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Sarkar: Fall Of The Mughal Empire Vol
I. P. 427-28.
Elliot & Dowson, Vol VIII P. 167. ۱۱۵۲ھ

Elliot & Dowson, Vol VIII P. 122-123 ۱۱۵۳ھ

۱۷۵۲ء میں چوتھی بار ابدالی ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ احمد شاہ ابدالی نے کشمیر کے گورنر سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ اس کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لے۔ گورنر نے انکار کیا تو ابدالی نے حملہ کر دیا۔ رنجیت دیو ۱۷۸۱ء-۱۷۳۵ء راجہ جموں نے ہنایت بہادری سے مقابلہ کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور کشمیر احمد شاہ ابدالی کے قبضہ میں پہنچ گیا۔

احمد شاہ ابدالی کے پانچویں حملہ کی نوعیت پہلے چار حملوں سے بالکل مختلف تھی۔ اس مرتبہ (۱۷۵۲ء) وہ خود نہیں آیا تھا بلکہ بلایا گیا تھا۔ عالمگیر ثانی نے اپنے معزور وزیر عماد الملک غازی الدین سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے ابدالی کو مدعو کیا تھا۔ فرحت الناظرین کے ایک بیان سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ عالمگیر ثانی نے نجیب الدولہ کے ذریعہ اس کو دعوت نامہ بھیجا تھا۔

۱۔ اس حملہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

Islamic Culture vol XI NO. 4, P. 499-500

Law de Lauriston. Memoire sur

quelques affaires D, L'empire

Mogal (1756-1761) P. 159

Franklin History of the Reign of

Shah Anjum P. 4

Elliot & Douson Vol viii P. 163.

یہ حال احمد شاہ ابدالی آیا۔ محل میں عالمگیر ثانی سے ملاقات کی بلکہ تمام ملک سے وکیلوں کو بلوایا گیا۔ اور انہوں نے احمد شاہ کو نذریں پیش کیں۔ جاٹوں کے سردار کے علاوہ سب نے ابدالی کے اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابدالی نے غازی الدین کو معطل کر کر عالمگیر کے سب سے بڑے بیٹے علی گوہر کو نائب سلطنت مقرر کیا۔ اور اپنے بیٹے کی شادی عالمگیر ثانی کی بھتیجی سے کی۔ اس کے بعد ابدالی نے جاٹوں کے علاقہ کا رخ کیا۔ اس ہم میں غازی الدین نے اس کی بے حد مدد کی۔ ابدالی اتنا خوش ہوا کہ عالمگیر کو لکھا کہ اس کو پھر وزیر مقرر کر دیا جائے۔ عالمگیر ثانی نے مودبانہ انکار بھی کیا۔ لیکن ابدالی نے قلمدان و زمامت غازی الدین کے حوالہ کر دیا۔ اور نجیب الدولہ کو امیر الامرار مقرر کر دیا۔

ابدالی کا چھٹا حملہ ۱۷۶۰ء میں ہوا۔ پنجاب سے مرہٹوں نے ابدالی

Elliot & Douson Vol vii P. 247. ۱۵

Francklin. History of the reign of
of Shah Aulum P.P. 5-6

Elliot & Douson Vol viii P. 265 ۱۶

Francklin P.P. 6-7 ۱۷

کے بیٹے اور جہاں خاں کو بھگا دیا تھا۔ ابدالی کو اس کا بدلہ لینا تھا۔ اودھ میں
مرہٹوں کے غلبہ کو دیکھ کر نجیب الدولہ، شاہ ولی اللہ دہلوی اور چند امرا
باقتدار نے احمد شاہ سے امداد کی درخواست کی۔ اس جنگ کا حال مقدمہ
میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ابدالی نے ۱۷۶۳ء میں ساتواں حملہ ہندوستان پر کیا۔ اس حملہ کا مقصد
سکھوں کی ہنگامہ آرائی کو روکنا تھا۔ ۱۷۶۷ء میں ابدالی نے آٹھویں بار حملہ
کیا۔ اس وقت یہ مشہور ہو گیا تھا کہ احمد شاہ ابدالی کا مقصد انگریزوں کو بنگال
سے نکالنا ہے۔ انگریزوں نے فوج کا ایک دستہ الہ آباد بھیج دیا تھا تاکہ اس کا
مقابلہ اودھ میں کیا جائے۔ ۱۷۶۹ء میں ابدالی نے آخری بار سکھوں پر حملہ کیا۔

۱۰ جنگ پانی پت کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہوں۔

Sarkar: fall of the Mughal empire

vol II p 298 - 372

Casi Raja Pundit: An account
of the last battle of Panipat

edited by H.G. Rawlinson. G.A. Mall-
eson: Afghanistan, P. 289-291-

اس موقع پر اس کی فوج کے بارہ ہزار سپاہیوں نے غذاری کی اور
ابدالی کو مجبوراً کابل واپس ہونا پڑا۔^{۱۵}

Islamic Culture

۱۵

Vol XI P.506-507

نجیب الدولہ

پشاور سے ۲۵ کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں منرمی ہے۔ اسی مقام پر
 ۱۰۰۰ء میں نجیب الدولہ پیدا ہوا تھا۔ یہاں اس کو نہ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع
 ملے نہ زندگی بسر کرنے کا کوئی ذریعہ ملا۔ تلاش معاش میں دو آب کے علاقہ
 میں آگیا۔ اللہ نے اسے بے پناہ صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ ۱۲۳۳ء میں آنولہ
 پہونچکر علی محمد خاں کے یہاں ملازم ہو گیا۔ شروع میں بارہ سوار اس کے نیچے رکھے
 گئے تھے۔ جلد ہی وہ ترقی کر گیا اور کئی سو سوار اس کی ماتحتی میں رہنے لگے۔
 کچھ عرصہ بعد علی محمد خاں کو شہنشاہ نے سرہند کا گورنر مقرر کیا۔ نجیب خاں،
 اس کے ہمراہ گیا۔ علی محمد خاں کو اس کی صلاحیتوں کے پرکھنے کا موقع ملا۔ جب
 علی محمد خاں، سرہند سے آنولہ واپس آیا تو دوندے خاں نے جس کی لڑائی
 درہگم سے نجیب کی شادی ہو چکی تھی، چاندپور، نگینہ، بجنور وغیرہ کے علاقہ

۱۔ نجیب التواریخ۔ از نصیر الدین دقلمی نسخہ حبیب گنج، ص ۱
 ۲۔ نجیب التواریخ۔ ص ۵ (د ب)

نجیب کے سپرد کر دیئے۔

جب صفدر جنگ اور مرہٹوں نے افغانوں پر حملہ کئے تو نجیب خاں نے اپنی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ حافظ الملک نے اس کو ایک ہزار سوار پر حملہ دار مقرر کر دیا۔

۱۷۵۳ء میں احمد شاہ اور صفدر جنگ میں رس کشی شروع ہوئی نجیب خاں نے ایک عالم مولوی نذر محمد کے وعظ سے متاثر ہو کر بادشاہ کی امداد کا ہتھیہ کر لیا۔ اور ایک ہزار سوار کے ساتھ دہلی روانہ ہو گیا۔ راستہ میں روہیلوں کو اپنے ساتھ شریک کرتا رہا۔ یہاں تک کہ دس ہزار آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ عماد الملک نے شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور نجیب خاں کو نجیب الدولہ کا خطاب اور پانچ ہزاری منصب عطا ہوا۔ نجیب الدولہ نے اس جنگ میں اپنی مردانگی اور شجاعت کا پورا پورا ثبوت دیا۔ بادشاہ نے فوجوں کی تنخواہ کے عیوض میں دو آب کا علاقہ عطا فرمایا۔ نجیب خاں چار ماہ بعد اپنے علاقہ میں واپس آیا۔ اب اس کی حیثیت بدل گئی تھی۔ شاملین مغلیہ سے اس کا براہ راست تعلق ہو گیا تھا۔ دہلی کی سیاست میں اس کا حصہ ہو گیا تھا۔ ترقی کرتے کرتے وہ دہلی کا ڈکٹیٹر ہو گیا۔ ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۷ء تک وہ دہلی کی سب سے بڑی شخصیت تھا۔ تمام سیاست اس کے گرد گھومتی تھی اور وہ سارا نظام حکومت اپنے کانڈھوں پر سنبھالے

ہوئے تھا۔

نجیب الدولہ کو علوم رسمی کی تعلیم یقیناً نہیں ملی تھی۔ لیکن اس میں تمام وہ خوبیاں تھیں جو محنت، دیانت داری، اور تجربہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس کی عسکری لیاقت بے پناہ تھی۔ وہ دشمنوں کی سازشوں کا توڑ کرنا جانتا تھا۔ ناساز حالات میں اس کی دیر میں نگاہ صحیح راہ عمل دیکھ لیتی تھی۔ خود اعتمادی اور سیاسی بصیرت کی اس میں کبھی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ جب جواہر سنگھ کی فوج نے جس میں مرہٹے سکھ اور جاٹ تینوں شامل تھے۔ دہلی پر حملہ کیا تو اس نے مردانگی سے مقابلہ کیا۔ سرحد و ناٹھ سرکار نے لکھا ہے۔

ایک مورخ کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس کی کس خوبی کی سب سے زیادہ تعریف کرے۔ میدان جنگ میں اس کی حیرت انگیز قیادت کی، یا مشکلات میں اس کے تیز نگاہی اور صحیح رائے کی، یا اس کی اس فطری صلاحیت کی جو اس کو انتشار اور ابتری میں ایسی راہ دکھا دیتی تھی جس سے یقیناً اس کے موافق نکل آتا تھا۔

— ج م ص ۱۶۶

نجیب الدولہ انتہائی قومی درد اور مذہبی جذبہ رکھنے والا انسان تھا۔ اس نے مغلیہ سلطنت کو بچانے کے لیے وہی سب کچھ کیا جو سلجوقیوں نے خلفاء بنی عباس کے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے کیا تھا۔ اس کی مذہبی دچسپیوں کا یہ عالم تھا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔

”نرجیب الدولہ نہ صد عالم بود“

ادنیٰ شیخ روپہ و اعلیٰ پانصد“ ملفوظات ص ۸۱

روہیکھنڈ کے ایک مشہور عالم حاجی محمد ہمدی صاحب نے اس کی شان میں متعدد قصیدے لکھے ہیں۔ (ملاحظہ ہو انشا ہمدی دہلی)

نرجیب الدولہ نے نجیب آباد میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ اس مدرسہ کی اساس مدرسہ حمیہ کے اصول اور قواعد تھے۔ ولی الہی حکمت اور فلسفہ کی ترویج و اشاعت میں اس مدرسہ کا خاص حصہ تھا۔ مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے خیال کے مطابق شاہ ولی اللہ کی سیاسی تحریک کا ایک زبردست مرکز مدرسہ نجیب آباد بھی تھا۔

نرجیب الدولہ حضرت شاہ ولی اللہ کے معتقدین خاص میں سے تھا۔

شاہ صاحب سے وہ اپنی مشکلات میں امداد و اعانت اور رہنمائی کی درخواست کیا کرتا تھا۔ ابدالی کو ہندوستان مدعو کرنے میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ساتھ وہ بھی شریک تھا۔ اس جنگ میں وہ مقدمہ الحبش کا افسر تھا۔ احمد شاہ جب ہندوستان سے واپس ہوا تو اس کو ”امیر الامراء“ مقرر کیا۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے۔

”نرجیب الدولہ رامپور ہون شاہ جہاں آباد کرد“ ص ۹۱۵

احمد شاہ ابدالی کا ہندوستان آنا، نرجیب الدولہ کا اس کے ساتھ

شریک ہونا، مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو قہر کرنا، اور پھر نجیب الدولہ کا امیر لڑنا ہو جانا۔ یہ سب شاہ ولی اللہؒ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

نجیب الدولہ نے ۱۳ اکتوبر ۱۷۸۷ء کو انتقال کیا۔ اس کی عدل گستری اور باغ نظری کا یہ واقعہ ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گا کہ وہ جس وقت بستر مرگ پر آخری سانس لے رہا تھا تو اس نے اپنی فوجوں کو (جو اس کے ساتھ لاہور کے مقام پر تھیں اور گڑھ کا میلہ ہو رہا تھا) حکم دیا کہ گڈگا کے میلے میں آنے جانے والے ہندو یا تریلوں کے جان و مال کی پوری حفاظت کی جائے۔ (دسکرار۔ ج ۵ ص ۴۱۵)

نواب محمد الدولہ

نواب محمد الدولہ عبدالمجید خاں کشمیر کے رہنے والے تھے۔ وطن چھوڑ کر
دہلی آ گئے تھے۔ کچھ دنوں عنایت اللہ خاں کے ساتھ رہے۔ اس کے انتقال
کے بعد اعظم الدولہ قمر الدین خاں کے ساتھ رہنے لگے۔ اور شاہی نوکری
کرتی۔ مائثر الامراء میں لکھا ہے۔

”از اسنجا کہ منصبی بخت کار بود رفتہ رفتہ بعد واقعہ
نادر شاہ در عہد فردوس آرام گاہ بدلیوانی خالصہ و
تن و از اصل و اضافہ بہ منصب شش ہزار سوار
عطا ے علم و تقارہ و پاکی بھالہ دار و خطاب الدولہ
بہادر بدرجہ بلند رتبی قصائد نمود۔“

جلد سوم ص ۸-۷-۸

مفتاح التواریخ میں لکھا ہے :-

”نواب محمد الدولہ عبدالمجید خاں کشمیری در عہد احمد شاہ
بادشاہ دہلی عہدہ سیوم بخشی گری داشت در ۱۱۶۵ھ

فوت شد - ساتھ سنگہ متخلص بہ بیدار تارخش

بتعمیہ گفتہ

حیف آں امیر دانا رفت از جہاں فانی

و اگر دہر رخ اور ضواں در جہاں را

تاریخِ حلقش را پر سیاہ از فرد گفت

فردوسِ بادِ مسکن عبدالمجید خاں را

یعنی اگر لفظ فردوس را با عدد عبدالمجید خاں یکجا کنی

”تاریخ بر آید“ ص ۳۳۴

نواب عبدالمجید خاں کے انتقال (۱۲۵۱ھ) کے بعد ان کے لڑکے

عبدالاحد خاں کو مجدد الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔ عبدالاحد خاں مجدد الدولہ نے بھی

بڑا اقتدار حاصل کیا تھا۔ اور شاہِ عالمِ بادشاہ کے مزاج میں بڑا دخل ہو گیا تھا۔

(ماثر الامراء ج ۳ ص ۸۰۸) جب دہلی میں نجف خاں کا اقتدار ہوا تو اس کو

قید کر دیا گیا تھا۔ مجدد الدولہ عبدالاحد خاں مذہبی حلقہ میں مقبول تھا۔ مرزا مظہر جانِ

جاناں ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

”حال مردم این شہر از روزیکہ نجف خاں

آمدہ از شاہ تا گدا تباہ است و ذکر

خلاص مجدد الدولہ بر زبان خاص عام مکتوب ہم ۳

است تا خدا کے تعالیٰ زود بظہور آرد“ کلمات طیبات

مجدالدولہ عبدالمجید خاں کا۔ دجن کے نام شاہ ولی اللہ صاحب نے
خط لکھا تھا، حال تاریخوں میں بہت مختصر ملتا ہے۔ لیکن ان کے بیٹے کے
تفصیلی واقعات تاریخوں میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اثر الامرار۔ ج ۳ ص ۸۰—۸۰۷

Sarkar: Fall of the Mughal Empire vol in
Chapter xxx

History of the reign of Shah Aulum,
by Francklin Chapter vi

موجز الذکر کتاب میں ص ۸۰ پر مجدالدولہ کی تصویر کا عکس بھی دیا گیا ہے
فرینکلن نے ۱۷۹۸ء میں کتاب لکھی تھی۔ اس لئے یہ تصویر قابل اعتبار
ہے۔

مولانا سید احمد (از مردم دیار روہیلہ)

اُن کا پورا نام مولانا سید احمد المشہور بہ شاہ جی بابا تھا۔ اپنے زمانہ میں روہیل کھنڈ کے با اثر علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ تاریخوں میں ان کا نام ایک سفارت کی قیادت کے سلسلہ میں ملتا ہے۔

صفدر جنگ کو جب روہیلوں میں انتشار اور نفاق پیدا کرنے کا خیال پیدا ہوا تو نواب قائم خاں ابن نواب محمد خاں شکش والی فرخ آباد کو روہیل کھنڈ کی سند دربار شاہی سے دلا دی۔ تاکہ اس میں اور حافظ رحمت الملک میں ٹکراؤ پیدا ہو جائے۔ اور اس کشمکش میں جس کی بھی شکست ہو، بہر حال افغانوں کا ایک قوی بازو ٹوٹ جائے۔

قائم خاں نا تجربہ کار، نوجوان تھا۔ صفدر جنگ کے ہاتھوں میں کھیلتے لگا۔ حافظ الملک نے اسی سمجھانے کی کوشش کی لیکن بار آور نہ ہوئی۔ اور وہ ۳۱ نومبر ۱۸۵۷ء کو ۵۰ ہزار فوج اور چار سو بڑی توپیں لے کر روہیل کھنڈ کی فتح کے ارادہ سے نکل کھڑا ہوا۔

حافظ الملک نے مولانا سید احمد کو معہ دو اور علماء کے قائم خاں

کو سمجھانے کے لیے بھیجا۔ مولانا نے بڑی کوشش کی کہ قائم خاں جنگ سے باز آجائے۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ قائم خاں کے ہمتی محمود خاں نے ہدایت امانت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔

”تم سید ہو۔ پیر زادے ہو۔ تم کو معاملات دنیا کا کیا حال معلوم
 تم کیوں اس قسم کے کاموں میں ہاتھ ڈالتے ہو۔“ سید صاحب صلح سے،
 ناامید ہو کر حافظ الملک کے پاس واپس تشریف لائے اور تمام گفتگو کا اعادہ
 کر کے فرمایا۔

”آپ کو پوری خاطر جمعی کے ساتھ جنگ کرنی
 چاہیے۔ انشاء اللہ فتح اور فیروزی نصیب ہوگی۔
 کیونکہ جب میں مخالفوں کے پاس سے رخصت ہوا
 تو میں نے قائم خاں۔ محمود خاں اور دیگر حاضرین مجلس
 کے جسموں پر سر نہیں دیکھے“

د ملاحظہ ہو ”گلستانِ رحمت“ قلمی نسخہ

حیاتِ حافظِ رحمت خاں ص ۴۲ - ۴۱

Life of Hafiz-ool-Moolk,

P. 30

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سید احمدؒ نے روہیلوں کو ان کی طاقت کے استحکام اور مخالف قوتوں کے مقابلہ میں ہر طرح کی مدد دی۔

جب قطب الدین خاں نے روہیل کھنڈ پر حملہ کیا تو حافظ الملک نے چار شخصوں کو مدافعت کے لیے بھیجا۔ وندے خاں۔ عبدالستار خاں۔ نجیب خاں اور مولانا سید احمدؒ کے صاحبزادے سید معصوم شاہ۔
(حیات حافظ رحمت خاں۔ ص ۳۹)

کتابیں جنکے حوالے درج ہیں

عربی - (۱) تہنیات الہیہ - شاہ ولی اللہ دہلوی۔ (مطبوعہ علمی مجلس ڈابھیل)

(۲) فیوض الحرمین - شاہ ولی اللہ دہلوی (۳) حجتہ اللہ البالغہ - (دو جلد) شاہ ولی اللہ دہلوی

(۴) الجاحح الصغیر - سیوطی - (مطبع میمنیہ - مصر) (۵) الف دیوان متبی -

فارسی - (۵) تاریخ عالمگیری ثانی مصنف نامعلوم (قلمی) (۶) سیر المتاخرین - سید غلام حسین خاں

طباطبائی (مطبوعہ نوکشور) (۷) ملفوظات شاہ عبدالعزیز شائع کردہ قاضی بشیر الدین میرٹھی (مطبع

مجتبائی میرٹھی) (۸) تاریخ فیروز شاہی - ضیاء الدین برنی - (ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

(۹) راحت الجبین - ملفوظ شیخ نظام الدین اولیاء - (ازامیر خسرو) (قلمی نسخہ) (۱۰) تاریخ فیروز شاہی

عفیف (ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) (۱۱) تاریخ مبارک شاہی - یحییٰ سرہندی (ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ)

(۱۲) تذکرہ شاکر خاں - نواب شاکر خاں بن لطف اللہ خاں (قلمی) (۱۳) تاریخ فرشتہ - ہندو شاہ فرشتہ

دنول کشور (۱۴) طبقات اکبری - جلد سوم - نظام الدین بخشی (کلکتہ) (۱۵) دستور الانشار - یار محمد

(قلمی) (۱۶) چہار گلزار شجاعی - ہرچن داس (قلمی) (۱۷) وصیت نامہ - شاہ ولی اللہ دہلوی۔

(۱۸) مکتوبات مجدد الف ثانی - (۱۹) البحر الطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف - شاہ ولی اللہ دہلوی۔

دوس خزانہ عامرہ - غلام علی آزاد - (دکھن پور) (۲۰) مائثر الامراء - (ہر سہ جلد) (۲۱) گلستان رحمت

محمد مستجاب خاں (قلمی نسخہ) (۲۲) تاریخ حسین شاہی - عماد الدین حسینی (قلمی نسخہ) (۲۳) تذکرہ

آندرام مخلص (مطبوعہ رام پور) (۲۴) نجیب التواریخ - نصیر الدین (قلمی نسخہ) (۲۵) انشاہد

حاجی محمد مہدی (قلمی نسخہ) (۲۶) مفتاح التواریخ - (۲۷) کلمات طیبات -

(اردو) - شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک - مولانا عبید اللہ سندھی (لاہور)

حیات حافظ رحمت خاں - سید الطاف علی بریلوی (دبایوں) حیات ولی - مولوی رحیم بخش دہلوی

- Sir J. N. Sarkar Fall of the Mughal Empire,
(3 Vols).
- Prof. M. Habib The campaigns of Alauddin
Khalji.
- Dr. R. P. Tripathi Some Aspects of Muslim
Administration.
- Abdul Aziz The Mansabdari System and
the Mughal Army.
- Cambridge History of India Vol. IV.
- Irvine Later Mughals (2 Vols.)
- Irvine The Army of the Indian
Mughals
- Raghubir Singh Malwa in transition.
- Sarkar Shivaji and His Times.
- Sarkar History of Aurangzeb Vol. IV.
- Sen Military System of the
Marathas
- Sen Administrative system of the
Marathas.
- Pisurlencar Portuguesese Maratas.
- H. R. Gupta History of the Sikhs.
- Elliot Life of Hafizool Mulk.
- George Forster A Journey from Bengal to
England (London 1793)
Vol. I

THE JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY.

DATE LOANED

Class No. 1912234 Book No. 5242

Vol. _____ Copy _____

Accession No. 45322

--	--	--	--

glans

Shah

81.

ld by

es af-
Mogol

Last
(Casi

35077

- ۱- احتشام احمد نظامی - نفیس منزل - مسلم یونیورسٹی - علی گڑھ
- ۲- مولوی نسیم احمد فریدی - محاذ جہنڈا شہید - امرتسر